MISC

خزینہ ذوق عبرت کا ہے گنج شوقِ حسرت ہے
عجب کچھ منظرِ دلکش طلسم جنون فطرت ہے

تاریخ اودھ

حصّۂ دوم

(جیمین)

نواب شجاع الدولہ بہادر کی مسند نشینی سے اُنکے آخر وقت تک کی زندگی اور وفات کے تمام وکمال واقعات نہایت دلچسپ و عبرت و حسرت کے پیرایہ مین دکھلائے ہین۔ عماد الملک اور شجاع الدولہ کی چھیڑ چھاڑ شجاع الدولہ کی سخت گیری اور مظالم سے انگریزون کا ملک گیری کی جانب توجہ کرنا۔ اور روز بروز اُنکا اقتدار بڑھنا کارکنان سلطنت کی ریشہ دوانیان مسلمانون کی باہم نااتفاقیان خود غرضیان شجاع الدولہ کے ہاتھون ریاستہائے نجیب آباد بریلی اور فرخ آباد وغیرہ کی بربادی۔ روہیلکھنڈ اور روہیلون کی خرابی و تباہی۔ نواب وزیر کے وہ دردناک مناظر ظلم و ستم جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو۔ خاندان حافظ رحمت خان کی بیخ کنی اور حافظ صاحب مرحوم کی شہادت شاہ عالم بادشاہ دہلی کی شجاع الدولہ کے ہاتھون بیعزتی اور دربار دہلی کی کمزوری یہ وہ عبرت ناک وسبق آموز سین ہین جنکے دیکھنے سے صرف صوبۂ اودھ ہی نہین بلکہ دہلی اور بنگالہ کی بھی پالٹیکس کا ہو بہو تمام نقشہ سامنے آجاتا ہے شجاع الدولہ کے زمانہ کی وسعت اور آمدنی ملک اور نواب سید سعد اللہ خان بہادر و نواب سید فیض اللہ خان بہادر نوابان رامپور کے حالات تفصیل وار نہایت شستہ زبان مین درج ہین

مصنفۂ

جناب مولانا مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری مدظلہ اللہ القوی مصنف کتب متعددہ

باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۱۹ء

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپکر شائع ہوئی

تاریخ اودھ

حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نواب شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۳ء میں صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین
ے تو اسمٰعیل خان کابلی اُن کا مدار المہام بنا اُس نے چاہا کہ نواب کو صاحبزادوں
ح رکھے اور خود حکومت کرے اس لیے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے
ت کردیا۔ پس اُن میں سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہیں کرتا تھا
ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجھتا تھا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا
تھا دولت خواہ تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اُسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے
کوئی جاگیر مقرر کردیں۔ اور ان کی یہ راے بھی تھی کہ عزیزان صفدر جنگ کے لیے
ریں مقرر کردی جائیں۔ چونکہ نواب کا بخت قوی تھا کسی کی کوشش کارگر
تھی اور اسلیے کہ سرداران مغلیہ اُنسے بالکل انحراف رکھتے تھے اور شجاع الدولہ عیاش

بھی تھے امراؤ گر اور ہمّت بہادر سے زیادہ مانوس تھے یہی دونون نواب کی صحبت میں رہتے تھے اگرچہ امراؤ گر عمر میں بڑا تھا۔

تاریخ تیموریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ہمّت بہادر امرد رہا نواب کے ساتھ زنانہ اطوار سے رہتا تھا اور یوسف خواجہ سرا کہ حُسن مین یوسف ثانی تھا وہ بھی اب کا منظور نظر تھا۔

سلطان الحکایات مین جو تاریخ جلوس لکھی ہے اُس سے ۱۱۶۶ھ نکلتے ہین۔

خوشا پور نواب منصور خاں | چو صفدر شجاع و بدولت جوان
بھفت و دہم ماہ ذیحجہ شاد | بمسند نشستہ خزائن کشاد
زنجم سعادت بہ اختر نگر | تو گوئی کہ شد روشنی تازہ تر
یلا روے اہمال از صیت کوس | شنیدیم سالش خجستہ جلوس

شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوے تھے اُنکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور | برآمد آفتاب از مطلعِ نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اس لیے مفتاح التواریخ کے مؤلف نے دو مصرع اُسپر اپنی طرف سے لگا کر وین تاریخ تمام کی۔

چو آن فرخندہ اختر شد نمایاں | بدولت خانۂ نواب منصور
فلک برگفت تاریخ تولد | برآمد آفتاب از مطلعِ نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳-۲۴ سال کی تھی بہت پرشاد نے ملخص تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۲۶ برس کی عمر مین بمقام فیض آباد مسندِ ریاست پر بیٹھے تھے۔

شجاع الدولہ کا سرِ راہ ایک کھتّری کی نوجوان لڑکی کو دیکھکر فریفتہ ہوجانا اور رنانگون کو شب کے وقت اُسکے مکان پر بھیج کر اُسکا پلنگ اُٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اُنکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اُنکی والدہ کی کوشش سے اُنکے سر سے اس بَلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہوکر شہر مین ایک رستے سے نکلے ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ۱۸ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اُسپر نظر جا پڑی۔ اُسکی دلفریب صورت دیکھکر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتہ لگائین۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتّری کا ہے۔ نواب وہان سے اپنے مکان مین پہونچے مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بےچین رہے اور رات بھر کچھ نہ کھایا دوسرے روز راجہ ہمّت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین نواب نے اُنکو انعام و عنایات کا اُمیدوار کرکے اُس عورت کا پتہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا اُنھون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور تین روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند نانگے آدھی رات کے وقت اُس کھتّری کے مکان پر بطور چورون کے بھیجے اُس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے یہ لوگ اُس کا پلنگ اُٹھاکر نواب کے پاس لے آئے نواب کی عمر اُس وقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی اُس سے صحبت کرکے رخصت کردیا۔ وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی۔ وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا

بلا پیش آئی اُس نے تمام حال بیان کیا گھر والون نے قرینے سے دریافت کرلیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے کوئی اُن مین سے چور نہ تھا بلکہ ناگے تھے جنکو ہمّت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نرائن دیوان کے پاس جا کر زمین پر پگڑیان ڈال کر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے ہم یہان سے جلاوطن کرین گے - ہماری سکونت یہان ممکن نہین - راجہ رام نرائن اور اُسکا بھتیجا جگت نرائن دس بارہ ہزار کھتریون کا مجمع لے کر ننگے سر اور ننگے پانون اسمٰعیل خان کابلی کے پاس گئے اور عرض کیا کہ والیِ ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے - ہم آپ کو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین - اب آپ ہمکو اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین یا ہماری فریادرسی کرنی چاہیے اسمٰعیل خان نہایت ناراض ہوا - اور کئی مغل سردارون کو بُلا کر یہ سارا ماجرا اُن سے بیان کیا اور سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمّت بہادر اور اُس کے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینی چاہیے - اگر نواب اُنکے سپرد کرنے پر راضی ہوئے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دینا چاہیے اور نواب کے لیے جاگیر مقرر کر دی جائے سب نے اسمٰعیل خان کی رائے سے اتفاق کر کے نواب کو پیام دیا کہ ہمّت بہادر اور اُسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے - نواب نے کہا کہ ہمّت بہادر میرا محکوم ہے اُس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تم کو مجھ سے بازپرس کرنی چاہیے نہ ہمّت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین - ایسی مسند سے فقیر کا بوریہ ہزار درجہ بہتر ہے اگر تم کو اپنی جمعیت پر ناز ہے مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون جب

ارادہ کروگے اِدھر سے کہی نہ پاؤگے۔ مغلیہ سرداروں نے محمد قلی خان کو لکھکر الہ آباد سے طلب کیا اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کردی۔ شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نرائن کو اپنی ڈیوڑھی پر بلاکر پردے کی آڑ مین اُس سے کہا کہ اپنے آقازادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تھا۔ لاکھون روپے جسکے باپ کے ہان سے پائے۔ کیا تم کو صفدر جنگ نے اِسی دن کے لیے پرورش کیا تھا۔ ایک ادنیٰ ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی۔ مانا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن ہر شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہے نہ بھتیجے سے۔ رام نرائن نے کہا کہ اگر صاحبزادے میری جان چاہین تو حاضر ہے۔ مگر جو رویّہ اُنھون نے اختیار کیا ہے اُس سے ملک ویران ہو جاتے ہین۔ دوست دشمن بن جاتے ہین۔ یہ جو کچھ شورش تھی اس سے صرف یہ مقصود تھا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرین جس سے بدنامی ہندوستان مین ہو گی۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نرائن کو اپنے شوہر کے احسانات جتاکر قائل و معقول کیا تو اُسنے کہا مین تابعدار ہون اگر مجکو معلوم ہوتا کہ اس معاملے کو اتنا طول ہوگا تو کھتریون کو پہلے ہی راضی کرلیتا۔ اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بُلاکر اسی طرح تالیف کردین تو اُمید اصلاح کی ہے چنانچہ اُنھون نے سب کو بُلاکر اسی طرح کے کلمات کہے کہ سب محجوب ہوے اور معزولی کے ارادے سے باز آئے۔

گیان پرکاش۔ سیر المتاخرین اور ملخص التواریخ مولفۂ فرزند علی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان چیلہ مرگیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نرائن و مہانرائن کا رنیابت کے سوال و جواب مین

رہنے لگے شجاع الدولہ نے گو جوان لااُبالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبۂ اودھ کے سرکشون کی تادیب اور انتظام خوب کیا اور عیاشی مین بجز شراب نوشی کے منہمک تھے اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب اور لہو ولعب مین مصروف رہتے تھے۔ لیکن مزاج مین حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تھا۔

نواب شجاع الدولہ کا نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اُن کی طرف سے مکدر کردے۔ اسلیے غلام رسول عرف میر منجھلے پسر غلام احمد خلف خان جہان بہادر کوکہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سید سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی۔ نواب سید سعد اللہ خان نے اُنکو جواب مین خط لکھا جس مین نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط میر مذکور کے حوالے کیا۔ میر منجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سید سعد اللہ خان کی زبان سے سُنا تھا وہ بھی بیان کیا نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سید سعد اللہ خان کو میر منجھلے کے ہاتھ بھجوائی اور اُنکی دستار سربستہ آپ منگوائی اور تمام ہندوستان مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونون رئیس دستار بدل بھائی ہین اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال مین شریک ہے۔ فرح بخش مولفہ شیو پرشاد مین یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے جسکو ہم آگے چل کر ذکر کرین گے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی
نواب سید سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور
اُنکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

جبکہ احمد شاہ دُرانی نے دلّی کے دربار سے صوبۂ پنجاب کو حاصل کیا تھا تو اُنھون نے معین الملک عرف میر منو کو جو شاہ دہلی کی جانب سے پنجاب کا حاکم تھا اُسی عہدے پر قائم رکھا تھا۔ مرأت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک غازی الدین خان وزیر دہلی کا حقیقی خالو تھا اور یہ غلطی ہے اسلیے کہ میر منو قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے۔ فرح بخش مین شیو پرشاد نے بیان کیا ہے کہ میر منو ایک دن شکار کو گیا تھا موضع بھسین مین کہ لاہور سے سات کوس پر شرق کی طرف ہے ایک بڑ کے درخت کے تلے جو بہت بڑا تھا غش کھا کر گھوڑے سے گر کر مر گیا نوجوان تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے اُسکے شیر خوار بیٹے کو اُسکی مان کی سرپرستی مین اُسکی جگہ جانشین اُسکا کیا تھا کچھ دنون کے بعد خرد سال لڑکا بھی مر گیا میر منو کی بیوہ کہ جانی خان کی بیٹی تھی نہایت بد اطوار نکلی۔ جمون مین شہباز نام شاگرد مان خان کا لونت ملازم معین الملک سے مبتلا ہو گئی اور ننگ و ناموس آبا و اجداد کی برباد کر کے بدفعلی کرنے لگی۔ اس سے پیشتر دو تین گانون راجۂ جمون نے مدد معاش مین اُسکو دیدیے تھے جب اُسکی حرکات قبیحہ کا حال معلوم ہوا تو ضبط کر لیے اس کی بیٹی عمدہ بیگم غازی الدین خان سے منسوب تھی۔

الفنسٹن صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ غازی الدین خان وزیر میر منو کی

بیٹی سے اپنا بیاہ رچانے کے بہانے سے لاہور کی جانب روانہ ہوا اور جوکہ اُسنے ہر ایک
قسم کا شک وشبہ مٹا دیا تو ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۰ ہجری مین یکایک شہر کو جا دبایا
اور اپنی بیوہ ساس کو پلنگ پر سوتے مین گرفتار کرلیا جب اُس بیوہ کو لشکر مین لائے تو
وہ غازی الدین اپنے ادھورے داماد کو کوسنے لگی اور اُسنے یہ پیش گوئی کی کہ احمد شاہ دُرّانی
اس حرکتِ ناشائستہ کا انتقام لینگے اور اُنکے انتقام کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان
بربادی کو پہونچے گا اور اُسکے باشندے مارے جائینگے چنانچہ یہ پیش گوئی بہت جلد اسکے
بعد واقع ہوئی اسلیے کہ احمد شاہ دُرّانی نے اس زور وظلم کے سُنتے ہی جو اُن کے متوسل پر
واقع ہوا انتقام دشمن پر کمر باندھی اور بہت جلد قندھار سے کوچ کرکے پنجاب سے
گزر گئے اور کوئی مردِ میدان اُن کے سامنے نہ ہوا یہانتک کہ دلّی سے بیس میل کے
فاصلے پر پہونچ گئے غازی الدین خان نے یہ دانائی کی کہ اپنی ساس کو رہا کرکے
اُسکی وساطت حاصل کی اور اُسکے ذریعہ سے احمد شاہ کی فوج مین یکایک جا پہونچا اور
جو جو قصور اُسکی ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے مگر احمد شاہ نے
اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبے کو پورا کرنے کی غرض سے دلّی کی جانب
آگے بڑھے اور اُس مین پہونچ کر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک دلّی مین رہے جب
احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیش کش کے طلب کیا تو اُسنے
احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کردیجیے تو ملک انتربید
(ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا) مین جاکر زربطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤن - مگر اس
سے اُسکا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرائے —
احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع

افواج دُرّانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لے کر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے لیے پیش کش وصول کرے اگر شجاع الدولہ دینے مین عذر کرے تو تم عماد الملک کی مدد کیجیو چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرتے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا۔ اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیئے۔ عماد الملک نے گنگا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی اور کو دیور پرگنہ مہر آباد کے میدان مین ڈیرے نصب کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے اور شہزادون کے لیے پیش کش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آئے یہ مقام لکھنؤ سے ۶۸ میل ہے۔

شیو پرشاد فرح بخش مین کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سید سعد اللہ خان کی خدمت مین بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت مین اس دوستدار کی مدد کرنی چاہیے میر منجھلے نے تمام حال نواب سید سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادون کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ کی بربادی کے درپے ہے اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لیے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہے۔ ایسے وقت مین آپ مدد کرین۔ نواب سید سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیون کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں عبد الستار خان شیخ کبیر

ملا محسن اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا اور ایک خط اس مضمون کا اُسکے ساتھ کیا کہ جان ومال اور ملک وناموس بموجب اُس عہد وپیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نہ کرین ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہونچتے ہین۔ نواب سید سعد اللہ خان میر منجھلے کی روانگی کے بعد کرٹرے کوچ کرکے کودپور مین پہونچ گئے۔ اور دونون لشکرون کے درمیان مین قیام کیا اور اپنے دربار مین زور سے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف ومعاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے اُسکو چاہیے کہ وہ اوّل میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سید سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شہزادون کی خدمت گزاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین اور شجاع الدولہ کو نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین اس خدمت کے صلے مین عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے۔ مگر نواب سید سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اُن احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہیے بہتر یہ ہے کہ آپ دلی کو لوٹ جائین۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے شجاع الدولہ نے سانڈی پالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ ہین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہوجائے اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے اور صلح کی کوشش مین مصروف ہوئے اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیج کر

صلح کی استدعا کی چونکہ عمادالملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اسلیے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اس عرصے مین طرفین کے قراولون مین چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہوگئین۔ حافظ رحمت خان عمادالملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوے اور نواب سید سعداللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے پاس جاکر صلح کی تدبیر کرو چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہونچ کر تبدیل دستار کرکے اُخوت پیدا کر لی اور اپنے لشکر مین لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سید سعداللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی مگر اس تقریب سے صلح کی گنجایش پاکر عمادالملک کو کہلا بھیجا کہ نواب سید سعداللہ خان نے بخردی سے جو خُردسالی کا مقتضا ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جس کا حال آپ نے سُنا ہی ہوگا شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین اور مجھکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی پر نوبت پہونچے تو عمادالملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح مانو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاؤنگا اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عمادالملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی شیو پرشاد نے فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سید سعداللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپون کے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عمادالملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپے نواب سعداللہ خان کے پاس پہونچادیے اور نواب سید سعداللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے بادشاہ کے حضور مین بھجوادیے شجاع الدولہ نواب سید سعداللہ خان کے بہت ممنون و مشکور ہوے اور صلح سے انعقاد کے بعد ۹ شوال ۱۱۷۰ھ کو شجاع الدولہ نے سانڈی پالی سے کوچ کیا اور چار دن مین

لکھنؤ پہونچ گئے اور نواب سید سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔

تنبیہ۔حافظ رحمت خان اپنی ابتدائی عمر مین خُردہ فروشی کرتے پھرتے تھے نواب سید علی محمد خان نے اُن کو بُلا کر امیر کبیر بنا دیا۔یہان تک کہ ماہی مراتب اُنکے ساتھ چلنے لگا جس کا عوض حافظ صاحب نے یہ دیا کہ نواب موصوف کے انتقال کے بعد سردارون سے سازش کرکے رُہیلکھنڈ کے بڑے حصے پر خود قبضہ کرلیا اور زبان بند رکھنے اور وقت سے بچنے کے لیے کچھ حصۂ ملک دوسرے سردارون کو دیدیا اور اپنے ولی نعمت زادون کو محروم کیا۔حافظ صاحب کی ریاست کی بربادی کے بعد اُنکی اولاد نواب ممدوح کی اولاد کے کامون کی کتنی بُری تصویر کھینچتی ہے۔حالانکہ حافظ صاحب کے بعد بھی جو کچھ آرام اُنکی اولاد کو نصیب ہوا یہ بھی نواب ممدوح کا طفیل ہے۔یہ نواب سید علی محمد خان کی فتوت تھی جو اُنھون نے حافظ صاحب کو بُلا کر اپنے سردارون مین داخل کرلیا نواب صاحب کو انکی پروانہ تھی کیونکہ انکی ریاست کی نیو بندھ گئی تھی سردار اور سپاہی اُنکے پاس فراہم ہوچکے تھے اور ہورہے تھے وہ بذات خود شجاع اور زمانہ شناس تھے اُنکو حافظ صاحب کی ضرورت نہ تھی۔دیکھو محمد شاہ کی چڑھائی سے نواب صاحب کی ریاست جاتی رہی تو حافظ صاحب کی امارت و سرداری کہان رہی جب دوبارہ نواب صاحب نے بذات خود ریاست پر تسلط حاصل کیا تو حافظ صاحب کی امارت بھی قائم ہوئی اگر حافظ صاحب کچھ طنطنہ رکھتے تھے تو محمد شاہ کی واپسی روہیلکھنڈ کے بعد خود ریاست جما لیتے۔غیر لوگون کا یہ حال ہے کہ وہ کلمۂ حق سے انحراف نہین کرتے اسی واقعہ کے متعلق سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ یہ لڑائی نواب سید سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص مؤلف تذکرہ ریاض الشعرا نے ۱۱۷۰ہجری مین انتقال کیا تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎

خرد گفت پیوستہ والہ بہ رحمت

اسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن وجمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اُسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے اور شیر انداز خان کو اُس لڑکی کی مان کے پاس نکاح کا پیام لے کر بھیجا وہ عورت رضامند ہو گئی اور اپنی بیٹی کو لے کر دلی سے لکھنو کو روانہ ہوئی - جب آگرے مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اُسکے حسن وجمال کا شہرہ سُن کر مفتون ہو گیا اور آدمی بھیجے کہ اُس لڑکی کو چھین لین کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی لڑکی کی مان نے یہ خبر سُن کر چالبازی کی اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کر کے ایک دن موقع پا کر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا - اور اُسکے انجام کار کا منتظر تھا اُسنے گنا بیگم کے حسن وجمال کا حال سُنکر چاہا کہ اُس کو اپنے عقد میں لائے اور نواب احمد خان پر اپنا ما فی الضمیر ظاہر کیا مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا - اور گنا بیگم کو اُنکے پاس پہونچا دیا جنھون نے اُس سے نکاح کر لیا - عالیہ سلطان بیگم اسکا خطاب تھا نصیر الدولہ اسکے بطن سے تھا - آرون صاحب کی

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اُسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان اُمید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھدیا ہے۔

شجاع الدولہ کی فوق العادت طاقت اور قوت رجولیت

تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ گوسفند کا کلہ چیر ڈالتے تھے اور اُنکی شصت کا تیر شیر کی پیشانی سے گذر کر دُم کی طرف سے پار نکل جاتا تھا۔ اپنے مرنے سے چند سال پیشتر وہ زرہ اور جلتہ پہن کر ہتھیار لگا کر ہاتھی پر بیٹھ کر شیر کے شکار کے لیے جنگل کو گئے۔ اتفاقاً ایک شیر پر حملہ کیا۔ شیر بوجھی سے نکلکر بے حد غضبناک نواب کے ہاتھی پر لپکا۔ ہاتھی شیر مست کی ہیبت سے ڈر کر بے تحاشا دریا کی طرف بھاگ نکلا فیلبان نے بہت سے آنکس اور تیر ہاتھی کے سر مین مارے لیکن اُسنے پروا نہ کی اور بھاگا چلا گیا یہانتک کہ دریا کے کنارے پر جا پہنچا اور اوسکے کرارے پر سے اُسکا پاؤن پھسلا فوراً پانی مین جا پڑا دریا بھرا ہوا بڑے زور سے بہہ رہا تھا موجون کا طوفان برپا تھا شجاع الدولہ ہاتھی سمیت ایک بھنور مین پہونچ گئے اُس اضطراب کے عالم مین دست و بازو کے زور سے زرہ اور جلتے کو پرزے پرزے کر کے بدن سے دور کر دیا اور پیرنے لگے اُسوقت ایک مگر نے اُنپر حملہ کیا نواب نے اُسکا کلہ چیر ڈالا اور ایک ہاتھ سے اُسکو گھسیٹتے ہوے پورے پہر بھر کے بعد دریا سے باہر نکل آئے نواب کی سپاہ کے آدمی دریا کے کنارے اُنکو ڈھونڈتے پھرتے تھے

اُن کو صحیح وسالم دیکھ کر خوش ہو گئے نواب نے اس بلا سے نجات پانے کی شکر گزاری مین کئی لاکھ روپے خیرات کیے۔

ایکبار مین نے تبیان الاخبار مین جو لکھنؤ سے نکلتا تھا یہ دیکھا تھا کہ نواب شجاع الدولہ روپے کے حروف چٹکی سے مٹا دیتے تھے۔

(۲) باوجود اس زور و قوت کے دیو نفس سے بے حد عاجز تھے کہ خواہش نفسانی اور غلبۂ شہوانی کے وقت بے حواس و مدہوش ہو جاتے تھے۔ آنکھون مین دُنیا اندھیر ہو جاتی تھی یہانتک کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا کہ راستے مین سواری چلی جاتی اور شہوت سے بیتاب ہو کر عورتون کے ساتھ صحبت کر کے آگے کو روانہ ہوتے اسلیے ہر وقت اور ہر جگہ عورتین اُنکے لیے مہیا رہتین رات دن مین عورتون کے ساتھ مباشرت کی نوبت دس پندرہ بار تک پہونچ جاتی تھی۔ چند کٹنیان مقرر تھین کہ جا بجا سے خوبصورت عورتون کو تلاش کر کے ہزارون روپے خرچ کر کے نواب کے واسطے لاتین اُنکی مدخولہ عورتون کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تک پہونچ گئی تھی کثرت مباشرت سے اکثر امراضِ مزمنہ مین گرفتار ہو گئے تھے اور آخر کار بد کے عارضے سے انتقال کیا۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دلی سے نکلجانا اور اودھ کے ملک مین وارد ہونا شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کر کے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر بن عالمگیر ثانی جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلائے

غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دلی مین ٹھہرنا مشکل سمجھکر ملک بنگالہ کے قصد سے وہان سے نکلے اور کنجپورے کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اُنھون نے آٹھ مہینے تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اُدھر کو روانہ ہوے اور مرادآباد۔ رام پور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کی طرف بڑھے اور ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ کو بلگرام مین پہونچگئے اُنکے ساتھ ان منازل مین مدارالدولہ و نوبت خان و بہادر علی خان و اصالت خان ریواڑی والا بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملانوان مین داخل ہوے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبۂ عین مین کہ موہان کے متصل لکھنو سے سات کوس ہے ٹھہرے۔ جبکہ صوبۂ اودھ کی حد مین قدم رکھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور مخلدار خان کی معرفت پچاس ہزار (تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پنجاہ ہزار کی جگہ فقط پنجہزار ہے) روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گھوڑے اور تحائف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بھیجے تھے اور آپ بھی ۹ جمادی الاولیٰ کو منزل متصل موہان مین حاضر ہوے اور حیلہ و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پھر بہانہ کرکے رخصت کیا۔

خزانۂ عامرہ اور عالم شاہی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گزرانی تھی اور مدد خرچ کے لیے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات گھوڑے اور ایک خوان پُر از جواہر اور بہت سا پشمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چھکڑے پیشکش کیے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا چیرہ مع سرپیچ کے اور

۱۶ر دی سیر المتاخرین صفحہ ۶۵۱

خس کی خاص پالکی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی طرف بڑھے محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی الہ آباد کا حاکم تھا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا شاہزادے نے اُسے اپنی سرکار کے تمام کامون کا مختار بنایا اور حکم دیا کہ فوج بھرتی کرے۔ شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ ہندو سنگھ برادر پرتھی سنگھ حاضر ہوا اور غرہ جمادی الاخریٰ کو موضع جھونسی مین بیرم خان سے نے ملازمت حاصل کی۔ ۸ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو دریائے کرم ناسہ کو عبور کیا۔ ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نرائن صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لے کر محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اُسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اُسنے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلیے اُسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لیے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتھ رہ کر بنگالے کے تسخیر کرنے کی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کر دین۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتھ شجاع الدولہ کے چال کرنے کے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلیے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب آؤن گا مگر مین اپنے اہل و عیال کی طرف سے متفکر ہون کہ اُنکو کس جگہ رکھون۔ چاہتا ہون کہ کسی محفوظ

مقام مین اُنکو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لائق بود و باش بیگمات کے نہین اور اُسکی آب و ہوا بھی پہاڑون کی وجہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعۂ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پُرامن اور مضبوط جگہ ہے اپنے اہل وعیال کو تمھارے اہل وعیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر اعانت کرونگا -
محمد قلی خان اپنی نافہمی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا رقعہ مُہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسی طرح کی جدائی نہین ہے چچا زاد بھائی ہین حاضر و غائب ہمارے ورثے کے مالک ہین وہ جو کچھ کہین اُنکے حکم کی تعمیل کیجیو- بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھاکر معاودت کی جبکہ رام نرائن صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اُس سے محاسبہ چاہا جوکہ اُسکا ادا کرنا اُسکی قدرت سے باہر تھا اسلیے باغی ہوگیا اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوا شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا۔
گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہونچادیے اور برج شمالی مین نقب لگاکر بارود پہونچادی صرف یہ کام باقی تھا کہ آگ دیجائے اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپکی

وزارت مین رخنہ پڑ جائے گا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کر کے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اُسنے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا۔ اس وجہ سے نواب کے دل مین زیادہ کدورت آگئی۔ اور سوچا کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کر لیا جائے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئے گا۔ سیر المتاخرین اور مرآت آفتاب نُما کے مؤلف لکھتے ہین کہ اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اُنکو گرفتار کرنا چاہا نجف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اُنکو قلعہ سے نکالکر نظر بند کر لیا جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہونچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کر کے اُسکے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہو گئے ہین اور اُسکے اہل و عیال کو نظر بند کر لیا ہے تو نہایت مضطرب ہوا اور اسی اثنا مین اُسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لیے بنگالے سے لشکرِ عظیم آرہا ہے تو اُسکی ہمت پست ہو گئی اور بیقرار ہو کر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی۔ اور گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو الہ آباد سے واپس بلایا اُنکی تحریر پہونچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بُلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہیں ہوتا۔ بہر صورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے اُسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اُسنے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجوا کر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہو کر وہان سے کوچ کر دیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سُنی کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان بے فتح کیے لوٹے آرہے ہین تو کمال نامردی سے مروّت

دایماں چھوڑ کر اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہو کر محمد قلی خاں کے سامنے جاؤ اور سختی سے بند و بست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جس طرح ممکن ہو اُسے گرفتار کرلو راجہ ہاے مذکور حسب الحکم متفق ہو کر بنارس کے مقابل دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھ کا آباد کیا ہوا اور اُسکا وطن اصلی تھا وہ دونوں راجہ توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگا کر مستعد مزاحمت ہوے - شاہزادے اور موشیر لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدھر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھائے شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور غصۂ آسمانی سے غنیمت سمجھا - موشیر لاک کو اپنا رفیق بنا کر چھتر پور مین قیام کرنے کی غرض سے مرزا پور ہوتے ہوے ملک بُندیلکھنڈ کی راہ لی اور محمد قلی خان سید راجی کی سراے سے کسی قدر فاصلے پر خیمہ زن تھا - جو کوئی اُسکے لشکر سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا زمینداران اطراف بلونت سنگھ کا شکار ہو جاتا - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال و جواب مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا اور اُمیدوار تھا کہ شاید دوبارہ خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تھے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ کو جرأت نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مجھکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجیے - مزاحمون نے شجاع الدولہ سے

۱۲ ... سنہ ۱۷۶۱ع

اجازت دے کر رخصت دی اور اس شخص نے صلہ رحمی کی اُمید پر اور اس خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بھائی ہین۔ بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہ سمجھا کہ بروقت ملاقات یہ سب رنجیدگی خاطر اور کبیدگی دل برطرف ہو جائے گی۔ یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے جو مشافہہ مین بالکل جاتا رہے گا۔ اور شجاع الدولہ کے ہان سے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اُسکی روانگی کے چند روز بعد اُسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام مال و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے منتظر نہ رہین۔ اسکو حکم قطعی سمجھین جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا تو راجہ بلونت سنگھ اور بینی بہادر نے اُسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے چڑھائی کی۔ ان کی دست درازی اور تعدّی سے لشکر مین جزع و فزع اور محشر کے آثار نمودار ہوے ایک خلق کثیر بلاے بے درمان مین مبتلا ہوئی اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا۔ چند بے نام و نشان آدمی ان دونون راجپوتون کی قرابت داری کی وجہ سے اُس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیون کو بارہہ کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جماعہ دار تھا بچایا۔

الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اُنھون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھکر اُٹھ کھڑے ہوے حاضرین نے اُسکو قید کرلیا۔

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو دغا سے ۱۱۷۲ہ ہجری مین قید کر کے قلعۂ جلال آباد مین جو لکھنؤ کے قریب ہے رکھا۔ عمادالسعادت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شجاع الدولہ پانی پت کے میدان مین احمد شاہ کے ساتھ تھے تو محمد قلی خان نے ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین اپنی رہائی کے لیے بھیجی تھی نواب نے خفا ہوکر

اپنے افسرون کو حکم دیا کہ لکھنؤ مین اُن کو قتل کر ڈالین۔

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹون کے مقابلے کیواسطے نجیب آباد کو جانا

جھنکو اور اُسکا چچا دتا سیندھیا محرم سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبۂ اودھ مین مداخلت کا قصد تھا وزیر اعظم ہندوستان غازی الدین خان نے بھی اُنکو یہی صلاح دی سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین اُنھون نے جمنا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑھائی کی۔ نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی و شمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے۔ ؎ ببرے را شکار آہو کرد +

(سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدّد مفتوح اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف اور لام سے)

اور وہان سے نواب سید سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جبتک نجیب الدولہ نے اُن مٹّی کی دیوارون کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوے امروہے مین پہونچ کر ٹھہر گئے اور نواب سید سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین جیسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے

کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ اگر آپ بھی ہمارے شریک ہوجائے تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس پٹھان (یعنے نجیب اللہ) کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین۔ شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیج کر لطائف الحیل مین رکھا تا کہ مخالفت پر آمادہ نہو۔ انھین ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مین نے احمد شاہ درّانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہمارے اور آپ کے حق مین بہت مفید ہے اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا تو آپ کے ملک کی بھی طمع کرینگے شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بد طینت اور مفسد ہے کیونکہ ۱۱۷۰ ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سید سعد اللہ خان سے پگڑی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اُسکے شر سے نجات پائی تھی اس سبب سے شجاع الدولہ نے اُسکے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا کیونکہ اسمین اُنکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے ماہ شوال ۱۱۷۲ ہجری مین لکھنؤ سے برامد ہوے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہونچ کر چند مہینے یہان قیام کیا کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہونچنے مین مانع تھی۔ دتا سندھیا کو اتفاق مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو اُسنے گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا علی ابراہیم خان نے تاریخ بھاؤ جھنکو مین گوبند راے کے ساتھی سواروں کی تعداد آٹھ ہزار بتائی ہے۔

گوبند راے نے ٹھاکردوارے کے پاس گنگا کو پایاب عبور کرکے چاند پور نگینہ وغیرہ اُس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع الدولہ اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوے اور بڑی بڑی منزلین کرکے نواب سید سعداللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سندھیا کے حکم کی تعمیل معقول طور پر کی گئی اور ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف امروہہ کے تباہ کرڈالے۔ علی ابراہیم خان نے بھاؤ جھنکو کی تاریخ مین یہ بات غلط لکھی ہے کہ گوبند راے کے مقابلے کی تاب نہ لاکر نواب سعداللہ خان حافظ رحمت خان اور دوندے خان کماؤن کے جنگل مین چھپ گئے تھے۔

القصہ روہیلے اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہونچ گئے انھون نے جس دن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹون کی فوج راہ مین کم نظر آئی۔ پانچ کوس چل کر ہلدوہ پرگنہ چاندپور مین پہونچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوسائین اور امراؤ گر گوسائین کو مرہٹون کی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خان کو پانچہزار سوارون کے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ مرہٹون کے پڑاؤ کی طرف روانہ کیا ان سردارون نے مرہٹون کی خوب گوشمالی کی خاص کر انوپ گرنے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے اور دو سو مار لیے اور بہت سا اُن کا مال واسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی مین تھے گرتے پڑتے گنگا کو عبور کر گئے۔ اس عبور مین اُنکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین نہ گھس سکے مارے گئے۔ یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ہجری کا ہے صبح کو ہلدوہ سے

کوچ ہو گیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہونچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اُٹھاتے سیندھیا کی فوج اُس ٹکڑے کے ٹوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہو گئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائیے۔ چنانچہ احمد شاہ قندھار سے ہندوستان کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آپہونچے تھے غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اُن شرطون کے موافق باہم صلح ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کر کے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے اسوقت دتا کے ساتھ اسّی ہزار سوار[له] تھے۔ روہیلوں نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا اور ان سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سُن کر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکے گی شجاع الدولہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام ہوے اور نوین کو لکھنؤ مین داخل ہو گئے۔ اور اُن سردارون نے عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہو گئے تھے اور اُنکے ملک مین فساد پیدا ہو گیا تھا اسلیے اودھ کو رخصت کر دیے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لیے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دیے تھے[له]۔

غازی الدین خان عماد الملک عالمگیر ثانی کی وزارت کرتا تھا اسنے بادشاہ کے ساتھ بہت سی بے ادبیان کی تھین احمد شاہ کی آمد کی خبر سے ڈر گیا کہ مبادا عالمگیر ثانی اُنسے اسکی شکایتین کرین اسلیے ۱۱۷۳ ہجری مین اُنکو قتل کرا کر محی السنۃ پسر کام بخش بن اورنگ زیب عالمگیر کو شاہ جہانِ ثانی کے خطاب سے تخت نشین کرکے خود سورج مل جاٹ کے ملک مین جا چھپا۔

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درّانی کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹون کے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اُنکی مدد نہ کی تھی مگر باوصف اس کے اسّی ہزار سوار جرار اُنکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کا دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا ان مین سے ایک گروہ دتا سندھیا کی ماتحتی مین تھا اور دوسرا لشکر ملہار راؤ ہلکر کے تحت مین تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سُنکر کہ مرہٹے روہیلون کو ایذا دے رہے ہین اُنکی مدد کے لیے ممالک متحدہ کی طرف روانہ ہوے اور ہمالیہ پہاڑون کے قریب قریب منزلین کرتے ہوئے سہارنپور کے برابر جمنا سے پار اُترگئے سرداران روہیلہ شاہ کی آمد کا حال سُنکر سکّرتال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہونچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹون کی دست اندازیون سے سخت ناراض تھے اس لیے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اُنکو واقف نہ کیا یہانتک کہ احمد شاہ نے میدان بادلی مین کہ دلّی کے قریب ہے دتا سیندھیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخریٰ ۱۱۷۳ھ مین خود دتا اور اُسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راؤ ہلکر سکندرہ مین پڑا ہوا تھا

وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بھاگنے لگا یہ ٹکڑا اسلیے سب ہی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ
مسلمانون کی رسدون کو لوٹے کھسوٹے مگر مراد اُسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار دُرانیون
نے اُسکا تعاقب کرکے اُسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہونچا دیا۔ جب دتا سیندھیا اور
ہلکر کی دُرانیون کے ہاتھ سے کامل شکستون کی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا
چچیرا بھائی سداشیوراؤ جو بھاؤ کے لقب سے چار دانگ ہندوستان مین مشہور رہے
مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹون کی قوت غایت عروج پر تھی
اور اُنکی قلمرو کی وسعت یہانتک پہونچی تھی کہ شمال مین سرحد اُسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے
اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پھیلی ہوئی تھی اور
حدود مذکورہ مین جو ملک اُنکی حکومت سے خارج تھے وہ اُنکے باجگذار تھے یا اُنکے ہاتھ سے
پامال تھے اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تھی۔ مرہٹون کی قوم کو جاہ و حشمت
کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تھی بھاؤ کی قدر او وقار بڑھانے کی
غرض سے خاص اس موقع پر صرف کی گئی۔ سیندھیا اور ہلکر کی تباہی زیادہ آمادگی پر آمادگی
زیادہ ہوئی اُنکا پورا ارادہ یہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان خاص کی
فتح و کشائش مین کچھلی چوٹ ایسی لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جائے۔ بالاجی کا جوان بیٹا اور
علانیہ وارث اُسکا بسواس راے اور بڑے بڑے برہمن اور چنے چنے مرہٹے سردار
اُسکے ساتھ ہوے اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اُسکی امداد و اعانت کی غرض سے
راہ مین اُس سے ملتے گئے۔ بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی۔ ہلکر اور جھنکو کے ذریعہ سے
بھاؤ سے ملا۔ بھاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار جاٹون کے ساتھ
اُسکی مدد کے لیے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک حصۂ دراز سے مرہٹون کی رفاقت مین

لڑنے مرنے کا عادی ہو گیا تھا۔ بھاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بھاری بھاری اسبابون کو ہمارے ملک مین چھوڑ دین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہینگے اور سوارون کو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اُٹھائین اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنون کو تنگ پکڑین اور لڑائی کو یہانتک طول دین کہ درّانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنے پہاڑون کو لوٹ کر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورے کی کی مگر بھاؤ نے یکلخت اُسکو رد کر دیا اسلیے کہ وہ اپنی فتح کو جو ایسے وسیلے سے حاصل ہو اپنے بڑے پائے کے مقابلے مین کمتر سمجھتا تھا بلکہ بھاؤ نے سورج مل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہے بڑے بڑے ملکون کی تدبیرون اور انتظامون کی قابلیت نہین رکھتا۔

عماد الملک بھی سورج مل کی وساطت سے متھرا کے پاس بھاؤ سے ملا۔ حاصل یہ کہ بھاؤ بڑی دھوم دھام سے دلی کی جانب بڑھا جس پر تھوڑے سے دُرّانی اور شریک اُنکے قابض و متصرف تھے۔ محیط شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی بُرج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا۔ اگرچہ محصورین نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر توپون کی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ روضۂ شاہ مردان کے ظروف طلائی و نقرئی اور مقبرۂ شاہ نظام الدینؒ اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محفل کی آرائش کے سامانون کو اُٹھوا لیا دیوان خاص کی مینا کار نقرئی چھت کو بھی اُکھڑوا کر ٹکسال مین ڈھلوا لیا اور تخت شاہی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بھی دبا لیا بلکہ اُسنے یہ تجویز کی تھی کہ بسواس راے کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور اُسکی بادشاہی کا اعلان کرائے مگر لوگون کے سمجھانے سے اُسکو جبتک کے لیے

ملتوی رکھا کہ دُرّانیون کو ایک بار اُتار دے۔ بھاؤ نے محی السنۃ کو تخت سے اُتار اور مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم بن عالمگیر ثانی کو تخت پر بٹھایا - اور غائبانہ عہدۂ وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا اسمین یہ تدبیر تھی کہ یہ خبر شاہ ابدالی سُنین گے تو ضرور شجاع الدولہ سے بدگمان ہونگے مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑ جائے گا مطلب ادا ہو جائے گا لیکن انکا مطلب پورا نہ ہوا مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہ پڑا ان تمام ناشائستہ حرکتون کے دیکھنے سے سورج مل متنفر ہوکر سخت گھبرایا چنانچہ اُسنے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی شجاع الدولہ نے اُسکو پہلے بھی بھاؤ کی رفاقت سے منع کیا تھا اور خط بھیج کر سمجھایا تھا کہ تم اس لڑائی مین شاہ دُرّانی کے خلاف قدم مت رکھو اُس خط کی نقل یہ ہے۔

کنور صاحب برادر مہربان سلامت

بعد اشتیاق ملاقات بہجت آیات بقلم مے آید - درین مدت کہ مکاتبہ مسرت افزا وصول نیامدہ بدریافت نوید خیریت گرامی تعلق خاطر بیش از بیش ست ہرچند روابط محبت معنوی روز بروز افزایش و جہات طرفین نیز واحد لیکن مراعات مراسم عرفیہ کہ بعمل نمے آید جاے شکایت دوستانہ است۔

حقیقت توجہ رایات عالیات احمد شاہ از کابل و ورود عساکر منصورہ در نواح کنجپورہ و کوچ کردہ رفتن سرداران قوم افغان براے حصول ملازمت والا از روے نوشتہ و خواند وکلا دریافت شدہ باشد درین ولا شقۂ خاص در باب طلب دوستدار ہم صادر گردیدہ چون نظر برآمد آمد بھاؤ سردار دکن بہیئت مجموعی قرار یافتہ و ہمہ سرداران بہ رفاقت بادشاہ عہد موافقت بستند و براے مقابلۂ بھاؤ یک دل و یک جہت گشتند۔ چون آمدن بھاؤ موجب اختلال ہندوستان و دفع این فساد کشور آشوب بدون اتّفاق

و موافقت ہر رئیس و ہر نامدار صورت نئے بندد و ہر کسے کہ از رفاقت ہمدیگر پہلوتہی خواہد کرد ہدف تیر ملامت خواہد گردید لہذا بقلم می آید کہ آن مہربان کہ بفضل الٰہی رئیس عمدۂ ہندوستان اند از مصلحت کار چہ اندیشیدند در اصل اگر با بھاؤ نرد وفاق باختند اول بردمے شود کہ سردار مذکور البس نخوت و غرور قدر و اقتدار احدے نہ سنجیدہ امروز فردا کج خواہد باخت بہتر ہمین ست کہ از ساختگی او کنارہ کشیدہ با سرداران ہندوستان عہد موافقت بر بندند و عرضداشت متضمن وثوق ارادت و صدق عبودیت بجہت حضور والا بفرستند۔

چون قدم این جانب در میان ست، انشاء اللہ تعالیٰ حُسنِ ارادتِ آن مہربان را در حضور گزارش کردہ شقۂ خاص مع عہد نامۂ حضور اقدس کہ نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مراعات خاندان ذیشان از پیش گاہ مقدس بہ عمل آید حاصل نمودہ خواہد فرستاد و استحکام این بنا صرف بر ہمین موقوف نیست کہ خود ملک خود را خالی گزاشتہ بحضور اشرف بیا بند الا مصلحت ہمین کہ بجاے خود مستحکم و مستقل بودہ تماشاے صنعت پردازی کارکنان آسمان بہ بینند و در صورت منظورات دیگر در حال و انجام قباحت کلی ست۔ باقی داناے تجربہ کار و دور اندیش زمانہ اند۔ زیادہ چہ برطرازد۔

شجاع الدولہ کے مشورے سے سورج مل نے بھاؤ سے علٰحدگی چاہی لیکن علانیہ بھاؤ سے بھی رفافت نہ توڑی اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بھجواتا رہون بھاؤ نے سورج مل کو رخصت کر دیا اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ مرأت احمدی مین لکھا ہے کہ جب سورج مل شجاع الدولہ

کی صلاح سے بلب گڈھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ نے اُس کے لیے احمد شاہ کے ہان سے خلعت اور فرمان بھجوایا بھاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اُس نے اپنے ہان سے خلعت اور فیل سورج مل کے واسطے بھیج کر کہلایا کہ ہم سے نا اتفاقی کر کے بادشاہ سے اتفاق کرنا جو ہم دونوں کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستون کی ایسی نگرانی رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہونچ سکے سورج مل شجاع الدولہ کے اشارے سے بلب گڈھ سے اُٹھ کر اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔

بھاؤ نے شجاع الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ہم اور آپ ایک کشتی کے بادبان ہین۔ بادشاہ ہندوستان کے خیر خواہ ہین اور پٹھان تمام اہل ہندوستان کی جان و مال اور ناموس کے دشمن ہین یہان کے مسلمانون کو بھی ہندوؤن سے بدتر جانتے ہین امراے ہندوستان مین سے جس شخص کو اس قوم سے دلی نفرت ہے وہ ایک آپ ہین باقی سب ایک دوسرے سے متفق ہین۔ احمد خان کی امارت اگرچہ بادشاہ ہند کی وجہ سے ہے لیکن ہمقومی کے باعث سے وہ ضرور افغانون کے شریک ہونگے اگر ہم یہ مان لین کہ افغان اہل دکن پر غالب آگئے تو اُسوقت شاہ افغانستان اور اُنکے ساتھ کے سردارون کا دَور ہوگا تمھین کون پوچھے گا اور ولایت کے ہزار امیرون مین ایک امیر کی آواز کون سُنے گا اور بادشاہ ہندوستان پھر کیا کر سکین گے اور کہان جا کر بیٹھین گے۔ ہمارا مقصود افغانون کا استیصال ہے جن کا دماغ احمد شاہ کی مدد سے فلک الافلاک پر پہونچ گیا ہے بعد اسکے ہم امیر تیمور صاحبقران کے مکان کو آباد کرنا چاہتے ہین ہم یہ پسند نہین کرتے کہ دوسرے

اُنکی جگہ لیلین اور وہ بھیک مانگتے پھرین اگر تم بھی اس مکان کا پاس نمک رکھتے ہو
اور تم کو اپنے ولی نعمت کے مکان کی رونق منظور ہے تو بے تامل ہماری شرکت کرو اگر تم
ہمارے شریک ہو جاؤ گے اور ہم افغانون پر کامیابی حاصل کر لینگے تو شاہ عالم کو
بادشاہ اور تم کو وزیر مقرر کر کے اور اپنا حصہ ٹھہرا کے دکن کو لوٹ جائینگے - اور غرض
ہماری آپ کو رفیق بنانے سے یہ نہین ہے کہ ہمارے لشکر مین رہ کر لڑائی لڑو بلکہ ہم تو
ہندوستانی فوج کو اپنا شریک کرنے مین خرابی سمجھتے ہین غرض ہماری یہ ہے کہ آپ
اپنے وطن کو لوٹ جائین اور احمد شاہ آپ کو اپنے پاس بلائین تو اس بات کو قبول نکرین
اور جو عہد و پیمان سرمینت مہاراجہ باجی راؤ اور نواب غفران پناہ برہان الملک مین تھا
وہ خاص و عام پر ظاہر ہے پس باوجود اس محبت و دوستی کے ہم سے موافقت نہ کرنا اور
ہمارے خلاف دوسرون سے ملنا انصاف سے بعید ہے -

احمد شاہ دُرانی برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودھ
کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے
خاص اودھ مین گئے تھے اسلیے کہ اُنکو یقین کامل تھا کہ سارے روہیلے اُنکے شریک
ہو گئے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھے شجاع الدولہ نے اپنے مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصوّر کیا اور احمد شاہ
کی شرکت سے وہ موروثی عداوت بھی مانع تھی جو اُنکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین
مقام سرہند پر ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ واقع ہوئی تھی - احمد شاہ اس غرض سے انوپ شہر
تک بڑھ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب وداب سے دبائین اور نواب احمد خان بنگش
اور بہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا -

لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغۂ رسالت بھیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے اودھ سے ہمارے پاس لائین۔ نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے اور شجاع الدولہ اُن کی ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوان مین پہونچے۔ دونون نے ملاقات کی بعد اسکے گفتگو ہوئی یہ گفتگو تاریخ مالوہ سے یہان نقل کرتا ہون کہ مزے کی باتین ہین۔

نجیب الدولہ۔ احمد شاہ نے تمھین بلایا ہے تمھارے منتظر ہین۔

شجاع الدولہ۔ مین کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی کدورت اُسکی شاہ کے دل مین ضرور ہوگی سوا اسکے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرون کے روبرو سر کب جھکاتے ہین مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے یہ تو کھلی عداوت ہے۔ علاوہ اسکے مرہٹون کے وکیل آئے ہین بُرہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اُسکے نباہ کو کہتے ہین اور اقرار جدید بھی ہوتا ہے ہمارے ملک سے کبھی مزاحم نہونے کا عہد کیا جاتا ہے فرمائیے مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرون کے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوے تمھین بتاؤ ہمین ہمارے حال پر چھوڑینگے۔

نجیب الدولہ۔ یہ اتّفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے تمھین سوجھ مرہٹون نے بہت سر اُٹھایا ہے۔ اگر اب بھی اُنکی سزا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست بچے گی تم وزیر کس کے ہوگے جب سلطنت نہ رہے گی لٹیرون کی اطاعت کروگے یہ غیرت تمھاری تقاضا کرتی ہے۔ ہان اسکا مین ذمہ دار ہون احمد شاہ تم سے کاوش نہ کرینگے۔ اگر بالفرض کچھ کاوش کرین بندہ تمھارا شریک ہوگا۔ شاہ کو تمھاری طرف آنکھ اُٹھاکے نہ دیکھنے دون گا۔

شجاع الدولہ۔ اگر ہم جاوینگے تو مرہٹے ہم سے بُرا مان جائینگے اُن سے عداوت ہوگی اور جب شاہ سے بھی نہ بنی تو اُن سے بھی لڑائی ہوگی۔ ہم تم شاہ سے لڑینگے دونوں کٹ کٹ مرینگے مرہٹے بلا درد سر ہمارا ملک لین گے اسکا نتیجہ کیا نکلے گا ہند مین کہین ٹھکانا نرہے گا۔

الغرض نجیب الدولہ کی طرف سے چلنے مین اصرار تھا اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا۔ نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکا کر یہ کہا کہ ضرور تشریف لیچلین ورنہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرین۔ شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا نائب صوبہ مقرر کر کے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ مین دس ہزار فوج لے کر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر کو روانہ ہوئے اور ۲ ذیحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین گئے احمد شاہ نے مہربانی کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا اور فرزند خانؑ خطاب بخشا۔

تاریخ اجودھیا مین راجہ درگا پرشاد نے لکھا ہے کہ اس خطاب کے ساتھ بادشاہ نے اپنی کمر سے تلوار بھی کھول کر دی یہ تلوار نادر شاہ کی تھی بعض کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپ کا آخر کار احمد شاہ نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی ہمین اسمین گفتگو کی ضرورت نہین کہ شجاع الدولہ کی نوبت احمد شاہ کے لشکر مین بجتی تھی

یا نہین کلام اس مین ہے کہ ایسا جواب احمد شاہ کو دینے کی شجاع الدولہ مین جرأت تھی یا نہ تھی۔

باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ مرہٹون سے قائم رکھا کہ مصلحت کا مقتضیٰ ہوگا تو صلح کی جائیگی اور علاوہ اسکے یہ بات اُنکی وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک و پیام آتے جاتے تھے۔ مولانا غلام علی آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا اُسنے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لیے جمنا کے اُس پار شجاع الدولہ کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے اب یہ تمام جھگڑا اُنکی بد عہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہ ہاے ہند نے رگناتھ راؤ اور دتا اور ملکر اور انتاجی کی بد عہدی اور بدسلوکی سے اور اُنکے متصدیون کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے شاہ دُرانی کو ولایت سے بُلایا ہے وہ برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی لیکن یہ کام انجام کو نہ پہونچ سکا اُسکا بیان تھا کہ صلح اس وجہ سے نہین ہوسکی کہ مرہٹہ سردار سب لغو کج فہم زود رنج کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین۔

احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے مگر بڑے بڑے تنگ آگئے یہانتک کہ برسات ابتک گزر نہ چکی تھی کہ اُنھون نے چھاونی توڑی اور انوپ شہر سے

دلی کو راہی ہوے۔ نجیب الدولہ نواب احمد خان بنگش حافظ رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا اور اُنکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا جب اُنھون نے یہ سُنا کہ بھاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے تو اُنھون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کیے۔ احمد شاہ جب دلّی کے قریب جمنا کے کنارے پہونچے تو اُسکو بڑی طغیانی پر پایا اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک کہ کنج پورے کے مقابل جا پہونچے اور وہان اس بُری خبر کے سُننے سے نہایت آزردہ ہوے کہ مرہٹون نے کنج پورہ پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند دُرّانیون اور رہیلون کو ٹھکانے لگا دیا۔ غرضکہ احمد شاہ اس بے عزّتی سے کہ گویا وہ اُنکے سامنے واقع ہوئی ایسے بھڑکے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۷۶۱ء کو جمنا پار باگپت کے گھاٹ پر جو دلّی سے شمال و غربی جانب ۱۴-۱۵ کوس کے فاصلے پر ہے۔ شجاع الدولہ کی رہبری سے ایسی راہ سے اُترے کہ کہین سے پایاب کہین سے پیرنے کے قابل تھی اگرچہ اُنکے بہت سے ساتھی اس دلیرانہ کام مین جان سے گئے چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب آدمیون کی لاشین اور چوپاے رام گھاٹ کے مقام پر نکالے گئے اسی طرح اور گھاٹون پر نکلے۔ مگر دشمنون پر اُن کا ایسا رعب پڑا کہ وہ اُنکی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانۂ بادشاہی بھی دلّی سے اُٹھا کر پانی پت کو چلے گئے اور وہان پہونچ کر لشکر کے آس پاس اُسکی حفظ و حراست کے لیے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا اور ایک چوڑی گہری خندق سے اُسکو گھیرا اور اپنے بھاری توپخانے کی حفظ و حمایت مین رکھا۔ بھاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار کی تعداد ستّر ہزار تھی جن مین سے نو ہزار

اور بقول بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس چقماق دار بندوقین تھین ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے اُسکی فوج قواعددان ہونے کی وجہ سے اُسکا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے یہ شخص فرانسیسون کی ملازمت چھوڑکر چلا آیا تھا اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تھین جنکے ذریعہ سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑی جاتی تھین اور بہت سے بانون کے ذخیرے تھے جو مرہٹون کا بڑا پیارا ہتھیار تھا اور لٹیرے سوارون کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی مگر کاشی راے شجاع الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹون کے لشکر مین خطوط لیکر گیا تھا ساری جماعت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی۔

دُرّانیون کے بیان سے احمد شاہ کی اُس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئی تھی تریسٹھ ہزار قائم ہوتی ہے مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والون کی تقسیمات افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغے سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے بہت سی تخفیف اُن قلعہ بند گروہون کے نہونے سے اصل افغانی فوج مین واقع ہوئی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آئے تھے اور کسی قدر لڑائیوں مین مارے جانے اور گرمی و برسات مین مرنے سے بھی فوج مین کمی پڑی ہوگی غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی فوج کے چالیس[۴۰] ہزار سے زیادہ پٹھان جو اُس جگہ شریک و شامل تھے قرار نہ دیے جائین چنانچہ گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیئس[۲۳] ہزار سوار تھی اور تیئس[۲۳] ہزار پیادہ و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی۔ تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین جو لکھا ہے کہ نجیب خان اس لڑائی مین ستر ہزار سوار کے

مالک تھے یہ بیحد مبالغہ ہے۔ اور آٹھ ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ
چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کی تھی عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ
تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ آمیز ہے بلکہ کاشی راے تو
کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تھے اور اُسی کا بیان
ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس۴۰ توپین رکھتے تھے مگر درانیون کے بیان کے خلاف
اور قیاس سے بعید ہے محققین کی راے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوج مین تیس۳۰ توپون کے
قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولون سے بھری جاتی تھین جن مین سے اکثر
ہندوستانی رفیقون کی تھین علاوہ ان کے چند توپین فصیل شکن بھی تھین اور اسلیے
کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کرسکتی تھی چنانچہ
اُنھون نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چارون طرف خندق کُھدوائی۔ بادشاہ نے اپنے
لشکر کے بائین طرف شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کے کیمپ قائم کراے اور سیدھی
طرف دوندے خان حافظ رحمت خان و نواب سید فیض اللہ خان و احمد خان بنگش کو
مقیم کرایا جیسا کہ تاریخ بھاؤ جھنکو مین علی ابراہیم خان نے لکھا ہے اور گیان پرکاش
مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے شجاع الدولہ کو اپنے دست راست پر ٹھرایا تھا
شاید یہ اُسوقت کی بات ہو گی جب انوپ شہر مین بادشاہ کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اور
جبکہ عام لڑائی کا واقع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی امیدون کی صورت
معقول طرح سے نہ بندھی چنانچہ اُسنے گوبندراے بوندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا کے
نیچے کی دھار پر جو فوج اُس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے غرضکہ وہ سردار دس بارہ
ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر دُرانیون کے پیچھے سے پہونچا مگر احمد شاہ کی فوج سے

دور دورا اسلیے رہا کہ آفتون سے محفوظ اور مامون رہے اور مرہٹون کی مانند ایسی طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا شروع کیا اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارون کے بھیجکر مسلمانون کی طرف رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیے کہ بہت عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر رسدون کی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اُٹھانے لگا۔ اگرچہ درّانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے عادی نہ تھے جیسی مرہٹون کی دوڑ دھوپ سے پیش ہوتی تھی مگر انھون نے اس نقصان کو اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا۔

خزانۂ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ۲۸۔ ربیع الثانی ۱۱۷۴ھ کو احمد شاہ نے مرہٹون کے توپ خانے پر حملہ کیا جہان خان اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا اور انکے پیچھے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان اور نواب سید فیض اللہ خان کو رکھا اور انکے عقب مین احمد شاہ درّانی خود مع وزیر کے رہے۔ مرہٹے مقابلے کو نکلے اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوے اور لڑائی ہونے لگی ظہر کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی تھوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوے مرہٹون کے مورچون مین گھُس گئے بلونت راؤ بھاؤ کا سالا مارا گیا اور خلیل خان نجیب الدولہ کا بھائی بھی کام آیا جیسا کہ علی ابراہیم خان نے لکھا ہے۔ آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہو گئی اور روہیلے چیرہ دستی کر کے مرہٹون کے لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوے۔ احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کی

رسدون کو گرفتار کرے اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے
گرد و پیش کے گانون کو پندرہ پندرہ کوس تک برباد کردے تاکہ مرہٹون کے لشکر
مین رسد وہان سے نہ پہونچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ وہ
مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور اُن
مرہٹون سے جو رسد لانے کے لیے نکلتے تھے کئی بار مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور
خستہ ہو کر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخرکار اُنکا خندق سے نکلنا بہت کم ہو گیا۔
تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ
جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ کر لائے گا اُسے ایک روپیہ انعام ملے گا۔ ہر روز درانیون
کو مرہٹون کے جو آدمی ملتے اُنکو پکڑ کر اُنکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام
لیتے۔ یہ خبر نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اُسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو
حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائیگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دون گا
تب دُرّانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپے لینے لگے۔ احمدخان آدھی رات کو اُنکو
چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہونچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف
کرتے تھے۔ شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور
اُس روز سے شاہ نواب سے ناخوش ہو گئے۔ ناراضی بڑھانے کی غرض سے شجاع الدولہ
نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج
لے کر آیا ہے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان بنگش
سے تھا نواب احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اُسکی پیشوائی کو اُٹھا اور اُسکو اپنے
پاس بٹھایا اور پھر اُسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے غالب جنگ تم ہندوستان کے

بڑے امیرون مین سے ہو مگر تھوڑی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے - احمد خان بنگش
نے جنگباز خان بنگش کی زبانی سب برائیان سُنی تھین جو اُسکے دشمنون سے نے کی تھین
شاہ ولی خان وزیر کو جابدیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی
حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون - کیونکہ گوبندرائے پنڈت فوج لیکر جمنا اُتر کر دریا کے
کنارے خیمہ زن ہوا ہے - اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاست اور میرا
مکان وہان لوٹ لیا جاتا - سوا اس کے مین نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ
کو مع سورج مل و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے - اگر مین چاہتا تو دلی پر چڑھ جاتا مگر
صرف بادشاہ کی عزّت کا پاس کر کے اس قصد سے باز رہا شاہ ولی خان نے جواب دیا
کہ جو کچھ تم نے اسوقت بیان کیا مین نے اُس کی خبر کامل سُنی تھی - آخر نواب یہ کہہ کر
خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا - یہان سے ثابت ہوا کہ
گیان پرکاش مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کر کے یہ کیا
کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس روپے دے کر رخصت کر دیا احمد شاہ اُنکی سخاوت سے بے حد
راضی ہوے اور فرزند علی خان بہادر خطاب دیا - یہ بیان صحت سے عاری ہے - جبکہ
احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار سوارون کے ساتھ بہت سا خزانہ اور
رسد اور غلہ ہمراہ لیے ہوے جمنا کے اُس پار شاہ درے مین محاذی دہلی کے پہونچا ہے
اور اُسکا ارادہ ہے کہ گنج پورے کے مقام پر عبور کر کے بھاؤ کے لشکر مین داخل ہو جائے
تو احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان خلف حافظ رحمت خان
کی راہبری کے لیے اُنکے ساتھ مقرر کر کے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خان کی زیر حکومت
گوبند پنڈت کی تباہی کے لیے روانہ کیے جو شاہ کے لشکر سے ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوے

اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکاس پر گوبند رائے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اُسکو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند رائے مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے۔ اور جبکہ دُرّانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو بھاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹون کے لشکر مین رسد پہونچنے کے سارے ذریعے مسدود ہو گئے اور جبکہ اُنھون نے پانی پت کو کھائی کر صاف کیا جو اُنکے لشکر مین واقع ہوا تھا تو غلّے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے۔ جبکہ حال ایسی نوبت کو پہونچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہ تھا جس مین پورا فیصلہ ہو جائے چنانچہ دونون فوجون کی کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپسمین جاری تھی مرہٹون نے دُرّانیون پر تین بھاری دھاوے کیے جن دشواریون کو بھاؤ اُٹھائے جاتا تھا اُنکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اُسکے دشمنون پر مخفی و مستور نہ تھا۔

کھائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قائم کیا تھا جس مین سورج کے نکاس پر اشراق کی نماز پڑھتے تھے اور شام کو کھانا کھاتے تھے اور دن بھر گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پہرون کو مختلف مقامون میں دیکھتے بھالتے اور دشمن کو چھیڑتے چھاڑتے رہتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ احمد شاہ مورچون کی دیکھ بھال کر رہے تھے اُن کا گذر ایک باغ کی طرف ہوا اُسمین فقیرون کی ایک جماعت دیکھی کہ سب کے سب بالکل برہنہ تھے۔ اُن مین سے بعض بیٹھے ہوئے تھے بعض کھڑے تھے بعض لیٹے تھے بادشاہ اور دُرّانیون کو یہ بات ناگوار گذری۔ بادشاہ نے چاہا کہ اُنکے قتل کا حکم دین اُسوقت کسی نے عرض کیا کہ یہ نواب شجاع الدولہ کے ساتھ ہین۔ بادشاہ اُدھر سے لوٹے اور سراپردے مین داخل ہو کر شجاع الدولہ کو بُلایا اور فرمایا کہ آج ہمنے اُن ناگون برہنہ لوگون کو تمھاری خاطر سے

چھوڑ دیا اگر پھر اُنکو دیکھونگا تو سب کو مروا ڈالونگا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارے لشکر سے دور اُتریں کتنے بے قید ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے ننگ دھڑنگ پھرتے ہیں۔ نواب نے آداب تسلیمات ادا کیا اور اُنکی تقصیر کی معافی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے خیمے میں آکر ہمت بہادر و امراؤ گر کو بلا کر حکم دیا کہ ناگوں کو لشکر سے نکالدو۔ اسکی تعمیل ہوئی۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ شاہ کی یہ کمال مہربانی تھی ورنہ دو لاکھ ناگے مارے جاتے مگر یہ نادان مؤرخ یہ نہ سمجھا کہ شجاع الدولہ کی کل فوج اُسوقت کتنی تھی جس میں دو لاکھ ناگے علاوہ تھے۔

اُس زمانے میں خرابی و پریشانی کے ہجوم و کثرت سے بھاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اُس نے چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اُسکی دُرّانیوں سے صلح کرادیں اور جبکہ اُسکی درخواست احمد شاہ کو سُنائی گئی تو اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ میں صرف ممد و معاون ہوں راے دینا میرا کام نہیں۔ ہاں لڑائی پر قابو رکھتا ہوں اُسمیں دوسرے کو دخل نہیں۔ ہندوستانی سرداروں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط و کتابت جاری کریں۔ چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوے اور شجاع الدولہ نے بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا اور اس کام میں شاہ ولی خان وزیر کو بھی متفق کر لیا۔ لیکن نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستوں کا ہمیشہ مقابلہ کیے گئے اور اُس بربادی کو باقی لوگوں کے دلوں پر جمانے میں کامیاب ہوے جو احمد شاہ کے ایسی صورت میں چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹوں کی قوت کمال کو پہونچگئی تھی۔ اب یہ سوچنا دشوار ہے کہ مرہٹوں کے بڑے بھاری گروہ کی اُسوقت میں کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی

سخت عفونت مین مرغیون کے مانند ایک کھانچے مین محصور تھے اور مرے ہوے اور مرنے والے جانور اور بھوکی پیاسی بے گناہ بھیر مین پڑے تھے اور اُن خرابیون کی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے جن کو وہ ابھی اُٹھا رہے تھے۔

چھٹی جمادی الاخری ۱۱۷۴ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی جمع ہوے اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کھڑے ہوکر کہا کہ اب کھانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ گودام تھا وہ صرف ہوگیا بھوکون مرنے سے لڑائی کی جوکھون اُٹھانی آسان ہے بھاؤ نے اتفاق کیا اور سب نے پان کھاکر مرنے تک لڑنے کی قسم کھائی۔ بعد اسکے ساری فوج کو حکم سُنایا گیا کہ کل سورج کے نکاس سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا۔ بھاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ کے کارندے کاشی رائے کو خاص اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا اور ایک بوند کی گُنجائش باقی نہین ہے اگر کچھ بن پڑے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے۔ بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت ہوچکا کاشی رائے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے آقا شجاع الدولہ کو سُنا رہا تھا کہ کاشی رائے کے جاسوس یہ خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہورہے ہین۔ شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے۔ احمد شاہ اندر سے ہتھیار لگائے باہر نکلے۔ جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے چنانچہ اُس گھوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ اُنکے دروازے پر تیار کھڑا رہتا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم سُنایا جو بات پہلے پہل اُنھون نے کی وہ یہ تھی کہ کاشی رائے کو اُنھون نے بلایا اور اس خبر کے مخبر کی نسبت سوال وجواب کرنے لگے اور یہ تفتیش اُنھون نے اُسوقت کی تھی کہ

آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اُن سے کئی درّانی جو غنیمت لادے لاتے تھے ملے اور اُنھون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرہٹے بھاگ گئے۔ احمد شاہ نے یہ خبر سُنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اسکا کیا ہے۔ مگر گفتگو کے درمیان ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی۔ احمد شاہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنّا ہوکر حقہ دور کردیا اور بڑے اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچّا پاتا ہون۔ بعد اسکے فوج کو جلد آگے بڑھنے کا حکم سُنایا اور جبکہ صبح کھلنے لگی اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون کی قطارون کو ہر ہر کہتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑھتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے چلا آتا ہے۔ احمد شاہ نے اُنکے مقابلے مین فوج کو آراستہ کیا۔ اور آپ لال ڈیرے مین جا بیٹھے جو اب فوج کے پیچھے رہ گیا تھا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا اور جبکہ مرہٹون کی توپین قریب آگئین تو اُنکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو شروع کیا۔ جسنے بھاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتے تھے کہ مین اپنے سپاہیون کی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تھا اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ وہ تنخواہ آپ سے بے فائدہ نہین لی گئی بعد اسکے اُس نے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیون کو گولیان مارنے سے روکا اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جنکے قاعدہ دان نہونے سے اُنکی دلیری و دلاوری نے خود اُنھین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم کے بعد اُنکی صف ٹوٹ گئی روہیلون کے

پیچھے احمد خان بنگش تھا بھاگے ہوے روہیلے اُسکی طرف پہونچے۔ احمد خان نے
لعن وطعن کرکے اُنکو روک لیا اور نواب نے داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے
پاس بطلب مدد بھیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے
کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت خان
ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے اسلیے احمد خان کو کوئی
ضرورت کُمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت کُمک کی ہے۔
روہیلون کے شکست کھانے سے وزیر کا داہنا بازو کھُل گیا جو دُرّانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تھا اور بھاؤ وبسواس راے نے اُسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تھا۔
اس حملے مین وزیر کا برادر زادہ عطائی خان اُسکے برابر مارا گیا اور دُرّانیون کے
پاؤن اُکھڑنے لگے۔ وزیر اپنے گھوڑے سے اُترا اور چند ہمراہی دُرّانیون سمیت
اپنی جگہ پر قائم رہا اور مرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑے
تھے مگر ڈھول کے اُڑنے سے کچھ محسوس نہین ہوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا
ہے اور جبکہ اُنھون نے وزیر اعظم کے آدمیون کی بولی اور اُنکے گھوڑون کے
ہنہنانے کو یکایک کم پایا تو کاشی راے کو تفتیش وتفحص کے لیے آگے کو بھیجا۔
چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضبناک
پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اُنکے بھاگ جانے پر بُرا بھلا کہہ رہا ہے اور اُنکو صفون پر لاتے مین مصروف ہے اور
اُنسے کہتا ہے کہ اے بیغیرتان راہ ولایت دور است کجا میروید برگردید۔ جبکہ اُسکی نظر کاشی راے
پر پڑی تو اُس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہونچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر
شجاع الدولہ ہماری مدد اس وقت نہ کرین گے تو مین مارا جاؤن گا۔ مگر شجاع الدولہ

لڑائی مین شریک اُسکے نہوے جیسا کہ ہندوستان کی تاریخ مین الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے لیکن مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ درّانیون کو عنقریب شکست پہونچنے والی تھی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹون کی کمر پر حملہ کیا اکثر سرداران مرہٹہ ہلاک ہوے اور تاریخ بھاؤ وجھنکو مین مذکور ہے کہ شجاع الدولہ نے مدد دینے کا ارادہ کیا مگر مرہٹون کی سپاہ کے ہجوم کی وجہ سے کہ درمیان مین حائل تھی پہونچ نہ ہوسکی - یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُنھون نے منگائی تھی وزیر اعظم کی تباہی و بربادی کی روک تھام کے لیے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی مگر باوصف اسکے اب بھی مرہٹون کا پلّہ بھاری تھا یہان تک کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑون کو گھیر کر جمع کیا اور اُن مین سے جنھون نے لڑنے سے انکار کیا اُنکے قتل کا حکم سُنایا بعد اسکے خاص اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جبھی یہ ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گھوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر اُنکی بہت راس آئی اسلیے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی تھی جہان بھاؤ وبسواس راے گھوڑون پر سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تیرون بلکہ بڑے بڑے کھانڈون سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے تھے مگر یک لخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بھاگ نکلے اور لڑائی کے کھیت کو کشتون کے پشتون سے معمور چھوڑ گئے - فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بھگوڑون کا پیچھا کیا - اور کسی کو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بھاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس۲۰ بیس میل تک

تعاقب کیا گیا جدھر نظر کرتے تھے تو مرہٹون کی لاشین ہی لاشین نظر آتی تھین اور جو مرہٹے فاتحون کی مار سے بچے رہے وہ دہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو دُرّانیون اور روہیلون کے پالے پڑے وہ نہایت بے رحمی سے قتل ہوے۔

علی ابراہیم خان تاریخ بھاؤ و جھنکو مین کہتا ہے کہ برخوردار خان کے ساتھ کے دُرّانی لبسواس راے کی لاش کو ہاتھی کی عماری سے اُتار کر پالکی مین ڈالکر لیچلے جب شجاع الدولہ کے ڈیرے کی طرف سے گزرے تو اُنھون نے انعام دے کر اُنسے وہ لاش لے لی اُسی وقت شاہ دُرّانی نے اُس لاش کو ملاحظے کے لیے طلب کیا۔ بادشاہ حسنِ ترکیب۔ نزاکت اندام۔ زیبائی رخسار اور حسنِ دلفریب کو دیکھ کر افسوس کرنے لگے۔ شاہ ولی خان اور دوسرے اُمرا نے عرض کیا کہ ایسا خوبصورت آجتک نظر سے نہین گزرا اگر زندہ رہتا تو تحفے کے طور پر ولایت کو لیجانے کے قابل تھا پھر اُس لاش کو موتی لال کے خیمے مین بھیجا۔ یا یہ شخص برخوردار خان کا دیوان تھا رات بھر لاش وہان رہی دوسرے روز نواب شجاع الدولہ نے عرض کیا کہ وہ لاش مجھے مل جائے شاہ نے اجازت دیدی نواب نے اپنے وکیل کاشی ناتھ (کاشی راے) کو موتی لال کھتری کے پاس بھیج کر لاش مانگی موتی لال نے سمجھ لیا کہ یہ اپنے شہرۂ نیکنامی کے لیے لاش مانگتے ہین ناچار کاشی ناتھ کے حوالے کردی اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایک خیمے مین لے گیا اس مین بابو پنڈت وکیل تھا اُسکے بدن پر چند زخم تھے۔ بعد اُسکے دوسرے خیمے مین لیگیا وہان جھنکو سیندھیا محبوس تھا اُسکی عمر کوئی بیس سال کی ہوگی نہایت زیبا رخسار نوجوان تھا۔ وہ اُسوقت اپنا زخمی ہاتھ گردن مین لٹکائے ہوے تھا۔ راؤ کاشی ناتھ اُسکی یہ حالت

دیکھکر سخت مغموم ہوا آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ جھنکو نے راو کاشی ناتھ کو دیکھکر شرم سے سر نیچے کر لیا کاشی ناتھ نے دلجوئی کی اور اُسکی جرأت و جلادت کی تعریف کرنے لگا۔ اب جھنکو نے سر اُٹھایا اور کہا کہ دوستون کے ہمراہ مرنا اس سے بہتر ہے کہ دشمنون کے پاس جیتے رہین آخرکار اُسنے یہ کہا کہ میرے باپ کے حقوق نواب شجاع الدولہ کو یاد دلانے چاہئیین تاکہ وہ میری دستگیری کر کے رہائی کی کوشش کرین۔ کاشی ناتھ نے شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر تمام حال حرف بحرف گذارش کیا نواب نے شادی خان کو متفق کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ جھنکو کی جان بخشی فرمائی جائے بادشاہ نے برخوردار خان کو طلب کر کے حقیقت حال استفسار کی اُسنے صاف انکار کیا اور اُسیوقت ایک آدمی نے اُسکے اشارے سے جھنکو کے خیمے مین پہونچکر اُسکو قتل کر کے وہین دفن کر دیا۔ **ابراہیم خان گاردی** کا انجام یہ ہوا کہ شجاع قلی خان چیلہ نواب شجاع الدولہ اُسے گرفتار کر کے اپنے خیمے مین لیگیا تھا اور شجاع الدولہ کی اجازت سے اُسے اپنے پاس رکھ لیا تھا جب دُرانیون کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ جمع ہوکر آئے اور کہا کہ ہمارے ہزارون بھائیون کا خون اسکی گردن پر ہے جسکی حمایت مین وہ ہوگا وہ ہمارا دشمن ہے شجاع الدولہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ لڑنے کو تیار ہوے۔ اسوجہ سے آشوب عظیم پیدا ہوگیا آخرکار شاہ ولی خان وزیر نے شجاع الدولہ کو خلوت مین لیجا کر سمجھایا اور کہا کہ دُرّانیون کا نزاع مٹانے کے لیے میرے سپرد کر دینا چاہیے ایک ہفتے کے بعد جب دُرّانی خاموش ہو جائینگے تو تمھین واپس دیدیا جائیگا اور اُسکو لیکر زخمون پر زہر آلود پھائے رکھوائے جس سے ایک ہفتے کے اندر وہ مرگیا۔ لیکن یہ علی ابراہیم خان وغیرہ کی ناسمجھی ہے کیا وہ وقت ایسا تھا کہ جس آدمی کو دُرّانی مٹانا چاہتے اُسکو شجاع الدولہ کے خوف سے ایسے

بزدل طریقے پر ہلاک کرتے - ان لوگون نے شجاع الدولہ کو کیا سمجھ رکھا ہے - بھاؤ کے انجام کے متعلق بڑا اختلاف ہو کر نتیجۂ ان دو تعبیرات پر ٹھہرتا ہے (۱) مرہٹون کی شکست کے بعد نواب شجاع الدولہ سوار ہوے اور شیشا دھر پنڈت و گنیش پنڈت اور دوسرے محرمان بھاؤ کو ہمراہ لے کر میدان قتال مین پھرنے اور بھاؤ وغیرہ کی لاش تلاش کرانے لگے چنانچہ جسونت راؤ بوار اور بنلاجی اور سنباجی ماگھ کی لاشین ملین آخر الذکر پر تلوار کے چالیس زخم لگے تھے دوسرے نامورون کی لاشین بھی دکھی گئین مگر بھاؤ کی لاش برآمد نہوئی - ناگاہ ایک لاش کے تلے سے تین قیمتی موتی ملے جو نواب نے اپنے ہمراہی پنڈتون کو دیدیے اور اُس تنِ کشتہ کے مرتب کرنے کا حکم دیا زمانہ سابق مین بھاؤ کے پیر مین بندوق کا اور پشت پر کٹار کا زخم لگا تھا وہ دونون نشان اس لاش مین موجود تھے ان نشانون کو دیکھکر وہ پنڈت آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ فرمانروائے دکن بھاؤ یہی ہے اُسوقت ایک دُرّانی برخوردار خان کے ساتھ والون مین سے وہان حاضر تھا اور اُسکے ہاتھ مین ایک سر تھا اُسنے کہا کہ لڑائی کے وقت مین نے یہ دیکھا کہ ایک سوار ایک نہایت عمدہ سامان والے گھوڑے پر بیٹھا تھا اور اُسکے بدن مین بہت سے جواہر تھے جب اُسکا گھوڑا گولی کھا کر مارا گیا تو دوسرا گھوڑا بدلا یہ گھوڑا بھی مارا گیا تو ایک گھوڑی بدلی - آخر کار نیزے اور گولیون کے زخمون سے مجبور ہو کر نیلے گر پڑا دُرّانیون نے اُسکے جواہر لوٹ لیے اور ایک نے سر کاٹ لیا یہ سر جو میرے ہاتھ مین ہے اِسی دھڑ کا جُز ہے - غرضکہ وہ سر اُس سے بڑی کوشش سے لیکر دھڑ سے ملوا کر حرب گاہ سے اُٹھا لیگئے (۲) بعض کا گمان یہ ہے کہ بسواس رائے کے مارے جانے کے بعد بھاؤ رزم گاہ سے غائب ہو گیا پھر کسی نے اُسے نہ دیکھا اسلیے

دکن مین دو آدمیون نے یہ دعوے کیا تھا کہ ہم بھاؤ ہین اور بہت سے آدمیون کو اپنے پاس جمع کر لیا آخر کار ایک تو دکن مین وہان کے سردارون کے حکم سے مارا گیا دوسرے نے بنارس مین فتنے برپا کیے تھے کچھ دنون قلعہٴ چنار گڑھ مین قید رہا پھر رہا ہو کر اپنی مراد سے ہاتھ دھو کر گورکھپور کے علاقے مین سنہ ۱۱۹۹ ہجری کو مر گیا۔ خلاصہٴ کلام یہ ہے کہ بادشاہ سے شجاع الدولہ نے اجازت لیکر ان لاشون کو ہمت بہادر اور راؤ کاشی ناتھ کی معرفت جلوا دیا مقتولون کی کُل تعداد تمدن ہند وغیرہ مین دو لاکھ بیان کی گئی ہے۔ بڑے بڑے مرہٹہ سردار اُن سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی ہوے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت پر دلی مین چھوڑ دیے گئے تھے۔ مہاجی سیندھیا بعد اسکے کہ ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا عمر بھر کے لیے لنگڑا ہو گیا اور اسکے لنگڑے ہونے کا قصہ سُننے کے قابل ہے تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑی پر سوار ہو کر بھاگا ایک دُرانی سوار نے اُسکا پیچھا کیا ساٹھ کوس پر جا کر گھوڑی کھڑی ہو گئی۔ دُرانی نے برابر پہونچکر ایک تبر مہاجی کے گھٹنے مین مارا کہ اُسکا گھٹنا ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ وہتھیار و لباس وغیرہ چھین کر پھر ساٹھ کوس لوٹ گیا۔ نانا پھڑنویس جس نے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پائے سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لیگیا ملہار راؤ ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کی طرف چلا گیا کیونکہ اُس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد وپیمان ہو چکا تھا کہ اگر فتح مرہٹون کو حاصل ہو گی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا جائے اور اگر مسلمانون کو فتح نصیب ہو گی تو ملہار راؤ سے تعرض نہو گا جیسا کہ فرح بخش مولفہٴ شیو پرشاد اور دوسری کتابون مین لکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے

بسبب موافقت قدیم کے ملہار راؤ ہلکر سے کہا کہ اس معرکے مین ہم اور تم دونون موجود
ہین لیکن مخالف فریقون مین ہین مین اقرار کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا
تمھین کوئی نہ ستانے پائے گا تم بھی اقرار مجھ سے کرو اگر فتح بھاؤ کی ہو مجھ سے کوئی مزاحم
نہو۔ ملہار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہے کہ جب ملہار راؤ ہلکر نے بھاؤ
کو یہ مشورہ دیا کہ خندق کھدوا کر اور مورچے بنوا کر اُسمین قید ہو جانا اور مسلمانون سے
صف جنگ نکرنا عقل سے دور ہے اُسمین نقصان جان و مال ضرور ہے مناسب یہ ہے
کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو۔ زد سے علٰحدہ رہکر گھیرو مجھے اور سیندھیا اور دوسرے
سردارون کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹھانون کے ملک مین جائین اور اُسکو لوٹین
شاہ کے لشکر مین رسد نہ آنے دین ہر طرح تنگ کرین امرائے مسلمان اپنے ملک اور
ناموس کی حفاظت کے لیے چلے جائینگے شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے آپ کے ہمراہ
بڑا لشکر ہے چارون طرف سے شاہ کو گھیر لوگے ہر طرف سے تنگ کروگے جب شاہ
عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائے گا حصار مین رہنا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے اُمین
تو مجبور رہکر مرنا ہے۔ بھاؤ نے جوابدیا تو گڈریہ ہے تجھے اسمین دخل کیا ملہار راؤ نے
بھاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول و قرار کیا اور مرہٹون سے جدا ہو گیا مگر
فرح بخش کا بیان اس بارے مین نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسکا مصنف اس
جنگ مین نواب سید فیض اللہ خان بہادر والی رام پور کے ساتھ موجود تھا یہ جنگ عظیم
۷ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۶ جمادی الاخرٰی سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی
تھی مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی نہین ملی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
اُن مین پھیلی اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ۲۲ ہزار مرہٹے عورت و مرد

باندی غلام بنائے گئے پچاس ہزار گھوڑے دو لاکھ بیل اور بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقد وجنس کے مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی اور پچیس ہزار گھوڑے اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان واسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار مین داخل ہوا جو کئی کروڑ روپے کا مال تھا بیس ہزار مرہٹے جاٹون اور راجپوتون کے ملک مین مدت تک برہنہ بھیک مانگتے پھرے آخر کار سورج مل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپے دے کر دکن کو روانہ کر دیا اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی مین بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اُنکی جان بخشی کی۔ اہل درایت مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ ولایتی افغان مرہٹون سے قدآور اور زیادہ جفاکش تھے اور انکے گھوڑے بھی اچھے تھے۔ مرہٹے انکے سامنے تھک گئے۔ آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے اُسکی تلوار کو لے کر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اُسمین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اُسکو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی تلوار باندھتے ہین احمد خان نے جواب دیا کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے یعنی اُسنے صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا۔ تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور ہجو ملیح کے اُسکی خوب تعریف کی اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجیے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجیے نجیب الدولہ نے کہا کہ لو ہا

مفت نہین لیتے ہین اسلیے اُنھون نے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اُسکو دونون ہاتھون پر رکھ کر احمد خان کے روبرو پیش کیا - نواب نے اس پیسے کو اُٹھا لیا اور کہا کہ تمھارا نذر دینا بجا ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے -

مرآت احمدی مین ذکر کیا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے کچھ دنون یہان رہے اور سورج مل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لیے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کیطرف جانے کا حکم دیا جب یہ دونون روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹھہرنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون -

اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیش کار دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا اور اُسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو وہ ستر لاکھ روپے کا جواہر اور نقد نذر کریگا - شاہ نے منظور فرما لیا اور ۱۳ - شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے رخصت ہو کر روانہ ہوے اور باغ شالامار مین دو مقام کیے - پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لیے آئے - احمد شاہ نے اُنکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو لاکھ روپے کا غلّہ جو قلعۂ دہلی مین جمع تھا دیا - اور خلعت اور فرمان اور قلمدان وزارت غازی الدین خان عماد الملک کے لیے یعقوب علیخان کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اُس سے پیشکش مقررہ وصول کر لائے اور اُسکو شاہزادے کے ہمراہ

کر کے خود آگے کو کوچ کیا دلیر سنگھ بھی یعقوب علی خان کے ساتھ گیا۔ یعقوب علی خان جب دلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے کئی نمک حرامیان ظہور مین آئی ہین ہمکو اُسکی وزارت منظور نہین اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے تو ہم بہم پہونچا ئینگے مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علی خان کو غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہیے تو مجبور ہو کر اُسکا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ ۲۷ شعبان کو وہان سے روانہ ہوا اور اشیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہونچائین اب غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اُس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے اُسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اُنھون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرۂ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلیے وہ اس منصب پر نہ پہونچ سکا۔ لیکن مرآت احمدی کی اس روایت کے خلاف تاریخ منظفری۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا وغیرہ مین اس طرح لکھا ہے کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لیے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لیے امیر الامرائی تجویز کی اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دلی مین رہین اور جبتک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہون مرزا جوان بخت کو اُنکا نائب سمجھین۔ اور شجاع الدولہ کو خلعتِ فاخرہ مع اسپ و یراق خاصہ دے کو صوبۂ اودھ کو رخصت فرمایا اور آپ اپنی فتح سے فائدہ اُٹھائے بدون اپنی قلمرو کو چلے گئے۔

شجاع الدولہ پر احمد شاہ کی غایتِ شفقت

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ احمد شاہ شجاع الدولہ سے بہت محبت رکھتے تھے اور یہ بات کئی امور سے ظاہر ہے (۱) محرم کے زمانہ مین شجاع الدولہ سیہ پوش ہوے اور سیہ پوش جماعت کے ساتھ جنکے سر و پا برہنہ تھے ماتم کرتے ہوئے احمد شاہ کی فرودگاہ کے سامنے سے گذرے ان لوگون کے کندھون پر علم تھے اور سینہ کوبی کرتے جاتے تھے اور علانیہ نوحے کے الفاظ زبان سے نکالتے تھے البتہ تبرّا کے لفظ ہونٹون مین کہتے تھے دُرّانیون کا ارادہ ہوا کہ انپر حملہ کرین مگر بادشاہ نے اُنکو سمجھا دیا۔ (۲) بادشاہ کے لشکر کے ایک یوزباشیؔ نے ایک ۲۲ برس کی حسین عورت پنجاب سے پکڑی تھی یہ عورت افغانستان کو جانے پر دل مین راضی نہ تھی اور سوچتی رہتی تھی کہ کسی طرح اسکے ہاتھ سے نجات پائے ایک عرصے کے بعد ایک بوڑھی عورت اُسکو نکالکر میر عبد العلی کے پاس لیگئی یہ شخص شجاع الدولہ کا میر منزل اور گورجی غلام تھا۔ یوزباشی جب گھر مین آیا اور اُس عورت کو نہ پایا تو بیچین ہوکر خیمہ بہ خیمہ تلاش کرتا پھرا رفتہ رفتہ اُسے معلوم ہوا کہ وہ عورت عبد العلی خان کے پاس ہے اور اُس نے دس بارہ دن سے لکھنؤ کو بھیجدیا تھا یوزباشی نے یہ قصہ جہان خان سے بیان کیا یہ شخص احمد شاہ کے وزیر شاہ ولی خان کا سالا تھا اور نواب شجاع الدولہ سے دوستی رکھتا تھا۔ علانیہ خود تو نواب سے کچھ نہ کہا یوزباشی کو سمجھادیا کہ جب نواب شجاع الدولہ احمد شاہ کے دربار سے واپس ہوکر پیش خانے مین بیٹھین اور عبد العلی خان ہمراہ ہو تو اُسکی کمر پکڑکر روک لیجیو جبتک عورت کو حاضر نہ کرے نچھوڑیو

ف سو آدمیون کا افسر ۱۲ از مؤلف

یوزباشی نے اُس سردار کی حمایت سے دوسرے دن ایسا ہی کیا عبدالعلی خان نے
نواب شجاع الدولہ کی طرف دیکھا نواب نے اشارے سے یوزباشی کو کئی بار منع کیا اُسنے
نہ مانا اور چاہا کہ عبدالعلی خان کو کھینچتا ہوا اپنے ڈیرے مین لیجائے اور شجاع الدولہ کی
طرف گھور کر دیکھا بلکہ عبدالعلی خان کو چھوڑ کر نواب سے جا بھڑا نواب نے ایک طمانچہ رسید
کیا وہ زمین پر گر گیا اوپر سے ایک لات ماری اُسوقت دس بارہ مغل اور افغان شور
مچاتے ہوے آئے کہ کس لیے بادشاہ کے یوزباشی کو مارا اور نواب کی طرف دوڑے
نواب نے تلوار کے قبضے ہاتھ ڈالکر کہا کہ خبردار دور سے آدمیون کی سی باتین کرو اگر
قریب آئے تو اسکا وہ مزہ چکھو گے جو عمر بھر نہ چکھا ہوگا جسنے تمھین بہکایا ہے وہ سامنے
کیون نہین آتا دور سے فاحشہ عورتون کی طرح اشارے کرتا ہے" اُس وقت
شاہ ولی خان وزیر اعظم اور دوسرے بڑے اُمرا نواب کی آواز پہچان کر آگئے اُن مغلون
اور یوزباشی کو وہان سے ہٹا دیا اور نواب کی بہت دلجوئی کر کے اُنکے کیمپ کو روانہ
کر دیا یہ واقعہ دلّی کا ہے جہان خان نے یہ باتین سُن کر دم نہ مارا۔ بعد اسکے نجیب الدولہ
نواب شجاع الدولہ کے پاس آئے اور کہا کہ دو لاکھ پٹھانون کا سر آپ پر نثار ہے خاطر
مبارک جمع رکھیئے نواب نے فرمایا کہ "ہمکو کسی سے لڑائی کا خیال نہین اگر ہمکو کوئی بے سبب
دق کرے گا تو مجبوراً ہاتھ پانون مارینگے۔ چیونٹی بھی ہاتھی کے پانون کے تلے آکر
ہاتھ پانون ہلاتی ہے تاکہ جان بچ جائے مین تو آدمی زادہ ہون"۔ جب اس قصے کی
خبر احمد شاہ کو پہونچی تو اُس یوزباشی اور اُسکے حمایتی مغلون کو پٹوایا اور جہان خان کو
معاتب کیا لیکن بظاہر اُسکا کوئی قصور ثابت نہ تھا اسلیے زبانی تنبیہ کافی سمجھی۔
اسکے بعد شجاع الدولہ کو پاس بُلایا اُنھون نے نجیب الدولہ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت

مین عرضی بھیجی کہ غلام کے دل مین بعض سردارون کی طرف سے ملال بیٹھ گیا ہے اور کسی طرح اطمینان حاصل نہین ہوتا ہرچند جانتا ہون کہ حضورِ انور کا سایہ غلام کے ہمراہ ہے لیکن دل نہین چاہتا کہ کُشت وخون پر نوبت پہونچے گو فدوی کی طرف سے نہو پھر بھی لشکرِ والا شاہنشاہی مین اس حرکت کا باعث ہونا بے ادبی ہے اُمیدوار ہون کہ یہین سے خلعتِ رخصت پہن کر چلا جاؤن شاہ نے اُن کا التماس قبول کیا خلعت فاخرہ جسمین جیغۂ مرصع اور مالائے مروارید اور تلوار ڈھال تھی اور پچاس گھوڑے جواہر نگار زینون کے ساتھ وہین بھیج کر رخصت عطا کی۔

نواب نے دلّی سے کوچ کرکے جاجموؤ مین چند مقام کیے اور شکار کھیل کر ماہ رمضان ۱۱۶۷ھ ہجری مین اپنے صوبۂ اودھ مین داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ کے نائب السلطنت کا تذکرہ

گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ اُسوقت نیابت بینی بہادر کی چمک گئی اُسکے حسنِ انتظام سے سپاہ کو ماہ بہ ماہ تنخواہ ملنے لگی بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تھا رعایا شاد تھی اور مال و دولت سال بہ سال بڑھنے لگا۔ خیرات بہت کرتا تھا۔ برہمنون کی بہت خاطر رکھتا تھا اُسکے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی اور وہ اُسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا۔ ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لیے علٰحدہ مقرر کیا تھا متصدیون کی روزی خوب کھلگئی تھی اور ہر ایک خوشحال تھا۔ آرون صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ ناصر خان صوبہ دار معزول کابل فرخ آباد مین رہتا تھا تین ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ تھا اُسکا بڑا بیٹا

شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اُسکو بہت کچھ ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اُس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلالو مین اُسکو اپنا نائب مقرر کرون گا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ کو تین لاکھ کے برابر جانتا ہون کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون تو وہ تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرون گا اور کسی روز اُنکے دروازے پر جاؤن گا تو خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین اور اُسوقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا اور یہ موت سے بدتر ہے آخرالامر لاچار ہوکر اُس کا بیٹا لوٹ گیا لیکن ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخ کی کتابون مین یہ گزرا ہے کہ ناصر خان نے ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چٹونی کے مقام پر احمد خان کے مقابلے مین کام آیا تھا۔

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ وسکّہ اپنے ملک مین جاری کیا اور کسیقدر روپے واشرفیان اُس سکّے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین اور بادشاہ کے لیے تخت اور چتر اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کر کے اِس مضمون کے عرائض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اُنھون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا۔ اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کر کے زر و اسباب نذر کیا۔ بادشاہ نے بنگالے سے مراجعت کی شائد آخر شوال یا اوّل ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ مین گرھ باندھو کی طرف کوچ کیا اور

مکندپور علاقۂ ریوان متعلقۂ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا یہان چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اکبر ثانی رکھا[1]

راجہ جیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ بجالایا اور اپنے دو بھائیون کو پانچ ہزار سوار دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دلّی لیجاکر تخت پر بٹھائین اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس ہون اور آپ بھی چند منزل تک مشایعت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[2] - بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بُلایا[3] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنے ملک مین توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ھ مین شاہ عالم کو لانے کے لیے روانہ ہوے مقام روانگی مین اختلاف ہے گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوے اور سید غلام علی آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوے تھے اور بیس دن کے عرصہ مین بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کرکے پیشوائی کی - تنقیح الاخبار مین ذکر کیا ہے کہ ماہ شوال سنہ ۱۱۷۴ھ مین بادشاہ دریاے کرم ناسہ سے عبور کرنے والے تھے کہ شجاع الدولہ کے فرستادہ راجہ بینی بہادر نے پہونچکر عرض کیا کہ شجاع الدولہ یہان سے تین منزل پر پہونچ گئے ہین بادشاہ نے اُنکو خلعت بھیجا اور ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سراے سید راجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان ہین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے اُنکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے - چونکہ شجاع الدولہ نے عین سواری مین

ملازمت حاصل کی تھی بادشاہ اُنکو خواصی مین بٹھاکر سید راجی کے پاس آئے اور خیمے مین اُترکر شجاع الدولہ کو خلعت دیا۔ مرزا علی اور سالار جنگ اور منعم خان اور راجہ دیارام کو بھی تقدر مراتب خلعت بخشے۔ شجاع الدولہ نے تخت اور چتر اور دوسرے لوازم پیش کیے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے۔ محرم علی خان نے سنؤ اشرفیان والدہ شجاع الدولہ کی طرف سے اور نصرت خواجہ سرا نے سوا اشرفیان اُنکی بیگم کی طرف سے نذر گذرانین اُنکی والدہ کے لیے بادلے کے دو تین تھان اور بہو بیگم کے لیے زری تار کا دوپٹہ مرحمت ہوا۔ ۱۸۔ ذیقعدہ ۱۱۷۷ھ کو یہان سے کوچ ہوا شجاع الدولہ نے ایسی خدمت اور اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دلّی جانے سے روکدیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلے گا اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کریگا چنانچہ بادشاہ نے اُنکی عرض کے موافق چھاؤنی کی شجاع الدولہ نے سرداران بگھیلہ کو اس ذوفنونی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اُنکا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت یمین و یسار کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اُنسے اختلاط کرکے دوستی پیدا کرلی اور پگڑی بدلی۔ بعد اسکے بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لیگئے بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوے تو دونون سرداران بگھیلہ بدستور کھڑے ہو گئے بھانڈ تماشا کررہے تھے وزیر نے اُنسے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو کہ جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہو جائین۔ جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کرچکے غصّے ہو کر اُسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اُسی سواری پر اپنے ملک کو لوٹ گئے بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لیے پیادہ پا جلو مین چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہوجاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہوتے جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہانسے سبقت کر کے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لیے آگے پہونچے اور اُسکے اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۸۸ اشرفیان اس عنایت کے شکریے مین کہ سوار ہونے کے لیے حکم صادر ہوا نذر کین جب حدود بنارس مین پہونچے تو ۳۔ ذیحجہ ۱۱۷۴ھ کو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنگدان بخشا مرآت آفتاب نما مین اسیطرح لکھا ہے۔ ماثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بندھوا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵۔ ذیحجہ کو عبور کر کے الہ آباد مین پہونچے اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لیے سرحد تک پہونچے تھے۔ بہرصورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمئو مین داخل ہوکر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اُسپر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمئو مین چھاؤنی کر کے اُسطرف سے مرہٹون کے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا۔ اُنکی جگہ بادشاہی عمّال مقرر ہوے۔ شجاع الدولہ نے اپنے خیمے مین بادشاہ کی ضیافت کی اور اُسوقت

چند تھان عمدہ عمدہ کپڑون کے اور دو خوان جواہر گران بہا کے جنمین ایک دھگدگی قیمتی ہیرون سے جڑی ہوئی اور ایک موتیون کی مالا تھی اور ایک سو ایک اشرفیان نذر کین اور آصف الدولہ نے ۱۲ اشرفیان نذر گذرانین۔ اُسوقت نواب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ لکھنؤ کو رخصت مرحمت ہو جائے وہان سامان مہیا کر کے واپس حاضر ہو جاؤنگا اُنکی عرض منظور ہوئی۔ شجاع الدولہ روانہ ہو کر چند روز لکھنؤ مین رہے موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کے پاس آئے اور اُن کو ہمراہ لیے ہوے کالپی پہونچے وہان کے سردار وسواس راؤ وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے کالپی سے جھانسی کو فتح کرنے کے لیے کوچ کیا شیدی بشیر نے اُسکے مسخر کرنے مین بڑی کوشش دکھائی باغیان کوتہ اندیش مغلوب ہوے اور پانچوین رجب ۱۱۷۵ھ کو قلعہ مفتوح ہوا۔ شیدی یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہین پایا تھا۔ ۲۱ رجب کو خلعت ہفت پارچہ مع چار قب و مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف شجاع الدولہ کو غسل خانے کی دارغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اُنکی نیابت پر مقرر ہوئے جیسا کہ مرآت آفتاب نما و سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے جام جہان نما مین غسلخانے کی جگہ دیوان خاص لکھا ہے اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے مین بیان کیا ہے کہ اکبر اعظم کے زمانے مین دیوان خانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تھا جسمین اکبر غسل کیا کرتا تھا بادشاہ کے

خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تھے اور ضروری باتین بادشاہ کے گوش گذار کرتے تھے کچھ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسلخانہ مشہور ہوگیا اسوجہ سے کہ اس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہجہان نے اپنے دور حکومت مین اس نام کو بدل کر دولتخانۂ خاص نام رکھا۔

مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ ۱۱۷۶ھ مین بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دوآبہ سے مرہٹون کے نکالنے اور اُن محالات کی مختاری پر مامور ہوے نواب کیطرف سے راجہ ہمت بہادر وہانکی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اُن اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا وہان پہونچکر مرہٹون کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سُنایا اُنھون نے اطاعت نہ کی اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہونچی بادشاہ کیطرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے ہراول پر غلام شاہ تھا وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بھاگ نکلا اور اُس ضلع کا انتظام بگڑ گیا تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکھتا تھا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا اور اُنکو بہکاتا تھا۔

مرآت التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ مین منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لیے ہمت بہادر کے جانے اور اُسمین ناکامیابی اُٹھانے کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما مین مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے تاریخ مذکور مین مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بنظر تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان و ہمت بہادر مامور فرمائی تو ان دونون سرداروں نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلۂ سات کوس جانب شمال ہے

پہونچ کر مقام کیا راجہ گمان سنگھ باندا والے نے اپنے آپکو بمقابلہ افواج نواب وزیر کمزور سمجھ کر راجہ ہندو پت والی پنا و دیگر سرداران بندیلکھنڈ سے اعانت چاہی چنانچہ بہت سے رئیسون نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ نواب کی فوج پسپا و مغلوب ہو گئی دور تک تعاقب کر کے بہت آدمی قتل کیے اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوے اور دونون سردار گھوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت پر بہ سلامت لے گئے نادر العصر مین لکھا ہے کہ اس سے کسی قدر اقتدار نواب کا کم ہو گیا۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا۔ بالآخر نواب سید سعد اللہ خان کی مداخلت سے صلح ہو جانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جھانسی سے بہ سمت الہ آباد آتے وقت ۱۱۷۹ھ مطابق ۱۷۶۲ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر فوج کشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوے کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کی تین وجہین نکالین۔

وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنی ایک اخبار نویس نے

روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اُسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے گلال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کیے ہین - شجاع الدولہ نے یہ حال سُنکے مثل سانپ کے پیچ وتاب کھایا اور یہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے ذکر کردیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سُن کر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے کو مستعد ہو گئے

دوسری وجہ جو غالباً اصل وجہ بھی یہ تھی کہ بابت قبضۂ ملک میان دوآب جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو سابق مین اُسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کرلیے اور شاید کچھ زائد بھی جن پر اُسکو کچھ حق نہ پہونچتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کی یہ منشا تھی کہ احمد خان صرف اُسقدر ملک پر قابض رہے جو اُسکو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر موقوعہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کُل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اُسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے - ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اُسوقت تک تھے جب اُنھون نے پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ہاتھ سے شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور اُنکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تابعے کے پتر یہ تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑ کر جمنا پار ہوکر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک وہ خانگی

جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کُل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹون کے قبضے مین آگیا تھا۔ ۱۱۷۵ھ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے میان دوآب کے نیچے کے حصّے سے اُنکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور بُندیلکھنڈ مین جھانسی تک بڑھ گئے۔ اور نواب احمد خان نے کُل پرگنے جو کسی زمانے مین اُسکے باپ کے قبضے مین تھے لیلیے اور شکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپھوند اور مین پوری پر روہیلون نے احمد شاہ دُرّانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تھا۔

تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی۔ امراؤ گر ۱۱۷۶ھ مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے لے بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا اور فخر الدولہ بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپ کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اُسکو مین ہرگز نہ بھگاؤنگا۔ یہ مجھسے کسیطرح ممکن نہین اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اُسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراؤ گر کے بھائی ہمّت بہادر نے امراؤ گر کو شکایت لکھ بھیجی کہ تمنے اپنے مالک کو چھوڑ کر جسنے تمھاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمھاری فوج کی تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے امراؤ گر نے جوابدیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے

مین نے یہان چند مہینے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اُس سے تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف میان عسینی کو دکھلایا اور اُسنے شجاع الدولہ سے اُسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمدخان کو تحریر کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اُٹھیگا۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ مین سوائے خدائے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھ آپ کے دلمین ہو کیجیے مین نے امراؤگر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا وہ جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ رنج کیا مگر چند مہینے تک اُسکا کچھ حال نہ کھلا۔ اس عرصے مین احمد خان کے سردارون نے امراؤگر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہوجائیگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤگر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤگر نے اُنکی بات مانکر وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر نسو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نہین نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانؤن مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤگر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ احمد خان نے نواب شجاع الدولہ کی چڑھائی کی خبر سنکر اُسکو پھر بلا بھیجا شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابجا پرگنہ جات پر متعین ہے اُنھون نے مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمیندارون نے زر مالگذاری نہین دیا ہے اُسکے وصول کرنے جاتا ہون کچھ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین ریاست فرخ آباد کے قصبۂ موسی نگر کو جو دریائے جمنا پر

واقع ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل کی سرائے مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے پرگنہ بلہور مین نانامئو گھاٹ تک پہونچے یہ پرگنہ ضلع کانپور مین قنوج کے شرق مین ہے۔ لشکر تو اُتر کر قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کی عملداری مین تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور مین ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لیے گئے۔ اخبار نویسون نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچ گئے اور اُنھون نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک پہونچنے مین کتنا عرصہ لگے گا تب اسکا حال کُھلا۔ مجیدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا اُسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اُسنے احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اور اپنے قاصد کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اُسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اُسکو یہ خط پہونچادو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذرے احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور مشرف خان داروغۂ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اُس وقت نواب کھانا کھا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پانٔون داب کر خط اُس کو دیا۔ قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا بخشی بہ عجلت تمام طلب ہوے اُنھون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررون کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو

کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اور بریلی[1] - بدایون[2] - بسولی[3] - اوجھیانی[4] - اترچھینڈی[5] - آنولہ[6] - رامپور[7] - مئو[8] - شمس آباد[9] - عطائی پور[10] - تلہر[11] اور شاہجہان پور[12] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی -

اُسوقت حافظ رحمت خان والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مہرآباد مین جو اب ضلع شاہجہان پور مین ہے مقیم تھے - نواب احمد خان نے بخشی فخرالدولہ کو انکے پاس بھیجا اور پٹھانون کو بیعزتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ صاحب اس خوف سے کہ اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو میرے اور دوندے خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی اٹاوہ و شکوہ آباد و پھپوند کو نہایت

---

[1] حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تھا [2] فتح خان خانسامان نواب سید علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے [3] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہے ابتدا مین ایک گاؤن تھا نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا - دوندے خان نواب سید علی محمد خان کے ایک سردار تھے [4] اوجھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے یہان نواب سید عبداللہ خان پسر کلان نواب سید علی محمد خان رہتے تھے [5] اترچھینڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کیطرف دو کوس پر ہے نواب سید سعداللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان رہتے تھے [6] آنولہ نواب سید علی محمد خان کی دارالحکومت تھا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے [7] رامپور نواب سید فیض اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان کی حکومت کا مقام تھا [8] مئو فرخ آباد کے ماتحت تھا اسکو رشید خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے [9] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہے - [10] عطائی پور پرگنہ قائم گنج ضلع فرخ آباد مین ہے [11] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہی [12] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان قنوج اور کالپی کے جاگیردارون نے ۱۶۴۷ء مین شاہجہان سے اجازت لیکر اُسکے نام پر آباد کیا تھا ۱۲ -

ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین بسر گرمی تمام مستعد ہو گئے۔ اُنھون نے جوابدیا کہ مجھے اسکی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون۔ سب طرح سے شرکت کے واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے اگر روپیہ ملے تو مین نواب سید سعد اللہ خان اور دوندے خان وغیرہ کے ساتھ آجاؤنگا اگر روپیہ نہو سکے تو مین اپنی ذاتی فوج سے حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچ کر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اُسنے بخشی مذکور کے ساتھ دو لاکھ روپے بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سید سعد اللہ خان وغیرہ آجائینگے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا۔ جس وقت روپیہ پہونچا اُسوقت حافظ رحمت خان اور نواب سید فیض اللہ خان وغیرہ بلا توقف ایک لمحہ کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوے اور شیخ کبیر حاکم اٹاوہ کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کُل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خداگنج کے نیچے مقام کرے۔ ان دنون نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان کی طبیعت علیل تھی سِل کے عارضے مین مدّت سے بتلا تھے خود تو نہ گئے مگر اپنے بڑے بھائی نواب سید فیض اللہ والی رامپور اور دوندے خان اور بخشی سردار خان کو بھیجا۔ آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سید سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے۔ بخشی فخر الدولہ نے حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اسکے بعد نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجیے۔ وزیر مذکور اسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا۔ خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو

اسکا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیون نہ طلب کیا تو اسکا جواب یہ دینا چاہیے کہ سابق مین تم نے حق ہمسائگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک نہوتے۔ اسلیے مناسب تو یہ ہے کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمھاری مدد کی چندان ضرورت نہین ہے اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا جیسی صفدر جنگ کی کی تھی۔ جب خواجہ خان ڈیگ مین پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اُس سے کُل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہے راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے نہ بُلایا تب خواجہ خان نے لفظ بہ لفظ نواب کا پیغام اُس سے کہدیا۔ راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضے ما مضے اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار جیست و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون اگر شجاع الدولہ آگے بڑھین تو وہ کوچ درکوچ چلکر احمد خان کے شریک ہوجائین۔ علاوہ ازین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوے۔ جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہونچا تو احمد خان اُسکے استقبال کو گیا اور اُسکو خیمۂ حیات باغ مین لیگیا۔ بجواب پروانجات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین اور مع افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کے کُل تیس[۳] چالیس[۴] ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی۔ جب حافظ رحمت خان آئے اُنکا خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پُل کشتیون کا تیار ہوا۔ اور نواب سید فیض اللہ خان۔ ملا سردار خان اور دوندے خان مع فوج اُسکے ذریعہ سے اُتر آئے

توپ خانہ باہر نکال کر درست کیا گیا۔ بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اُس پار ریگار ندی کے کنارے پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ اور نول راے کی لوٹ سے ہاتھ آئے تھے لگا دیے گئے۔ تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونون کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا ایک رات رکھر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا۔ روشن خان و امراؤ گر کو یہ حکم ملا کہ پانچہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے شیخ کبیر کے جا کر شریک ہون۔ تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ مکن پور مین پہونچے اُنکا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہ اُس حصۂ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا جس پر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا۔ نواب نے اپنی چار پانچہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردارون کو مجتمع کر کے خواجہ سرا کو طلب کیا خواجہ سرا نے ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ مین دیا جس نے اُسکو باواز بلند پڑھا نواب نے اُسکا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکھا۔ چونکہ سرداران روہیلہ شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکھتے تھے اور اُنکی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اُن کو یہ گمان تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین شجاع الدولہ نے ان سردارون کی تحریرون کے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالار جنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لیے پٹھانون کے لشکر مین بھیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹھانون نے اُسکا نامناسب جوابدیا جواب سُنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاؤن روہیلون کی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گھیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجھ گئے

کہ سالار جنگ کو قید کر لیا ہے - عماد الملک نے اُسوقت پٹھانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہیے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہینگے کہ اُسنے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلیے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھ بھیجین دیکھین کیا جواب آتا ہے جیسا کچھ جواب دینگے ویسی کارروائی کی جائے گی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہے - شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کر لی ہے - شجاع الدولہ نے جو غلام کے گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہے شجاع الدولہ سے ان کُل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے - اگر مست ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جائین اور وہان جا کر لڑین تو اسمین کس کا قصور ہے - گلال باڑی کی نسبت عرض یہ ہے کہ محض غلط فہمی ہے - پٹھان چونکہ قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین اسلیے چند لکڑیان کھڑی کر لی ہین وہان اُنکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ کا سکھلایا جاتا ہے اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہے جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہین کہ احمد شاہ دُرّانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بمجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھے اُسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتے ہین - نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کے ملازم تھے اب اسقدر بڑھے ہین کہ دعوی ہمسری کا رکھتے ہین

اور چونکہ کوئی اُنھین ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتے ہین۔ اس عرضداشت مین احمد خان نے اُن لوگون کی اُس سازش کا بھی مذکور کیا جو اُنھون نے احمدشاہ درّانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لیے کی تھی۔ بعد ازان اُسنے انصاف چاہا تھا کہ شہنشاہ خود امور متذکرۂ بالا پر توجہ مبذول فرمائین اور تھوڑی دور اس مقام سے کسی طرف نہضت فرمائین تاکہ ہم متخاصمین میدانِ جنگ مین باہم تصفیہ کرلین۔ جو باقی رہے ملازمت غلامان حضور سے شرف اندوز ہو۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی اکیسو آدمی اُسکی جلو مین جانے کے لیے متعین کیے گئے تھے اور نواب احمد خان نے اُس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان سے چلا آئے۔ مہتاب خان وہان پہونچکر خدمت شاہی مین باریاب ہوا۔ منشی نے باواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑھکر سُنائی۔ سُنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اُسکا جواب نہ دینا چاہیے۔ خاموشی بہتر جواب ہے مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھ جواب نہ مِلا تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچ کر کُل حال بیان کیا دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نبی گنج مین آپہونچے ہین۔ نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین ہوڈل وچھبراموُ کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ نجیب الدولہ جودٹی مین تھے براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کھیتی جلاتے اور مواضعات کو مسمار کرتے ہوے بڑھے۔ نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی تھے۔ نواب احمد خان نے

اڑھائی سو خوان کھانے کے ایکسو پچیس کہارون پر بہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بھیجے اور پیام دیا کہ کھانا تو نجیب الدولہ کے خرچ کیواسطے ہے اور تملک اُنکی سپاہ کے صرف کے لیے ہے کیونکہ بھائی بھائیون مین تکلف نہین ہوا کرتا ہے - نجیب الدولہ نے غصّے ہوکر کہا کہ کھانا یہان سے اُٹھاؤ اور اُسپر اپنے نواب کا فاتحہ پڑھو - کہتے ہین کہ مقام نبی گنج مین چھ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب الدولہ کی نوکری چھوڑدی - نواب احمد خان نے اُنکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیے اور روزانہ کھانا مقرر کردیا - دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خداگنج مین شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہوے - نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون - اُنھون نے جواب دیا کہ میری تمھاری شمشیر بدست ملاقات ہوگی - شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو اور ہمسے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کیے ہوے وہانسے روانہ ہوے اور قنوج مین پہونچے - شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور تدابیر کے دفتر کھُلے - نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمھاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا ملگیا اور اُسنے فوج مجتمع کرلی - ادولہ کہنے لگے کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین میدان مین جاؤنگا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے پٹھان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اور بالفرض لڑائی شروع بھی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہے قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اُن مین موجود ہے دیدہ و دانستہ قصور کرینگے اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکھنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آؤن

اور اس شرط پر کہ امراؤگر کو فرخ آباد سے رخصت کر دیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپ
کے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔
دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑھے یہ سُن کر شیخ کبیر نے اُنھین پیغام بھیجا
کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل مین تمھاری کچھ مدارات کرنے والا ہون نجیب الدولہ نے
جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے
آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جوابدیا کہ اس صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ نجیب الدولہ اپنی
فوج چھوڑکر آگے بڑھے اور کالی ندی اُترکر اپنے خیمے کھڑے کرائے دوسرے روز پھر روانہ
ہوے۔ جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اُنھون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر
سوار دیکھا اور اُسکی تمام فوج صف باندھے ہوے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو
دیکھتے ہوے گزر گئے اُنکو معلوم ہوا کہ سپاہ بیشمار تھی اور اسمین خود اُنکی فوج کی نسبت
زائد سردار فیل نشین تھے نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب نہ دیا۔
بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پُل سے دریاے گنگا پار ہوے اور نواب سید
سعد اللہ خان اور فتح خان اور مُلّا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان
سے ملاقات کی۔ نجیب الدولہ کے سسُر دوندے خان نے اُنکو ملامت کی کہ قوم پٹھان
کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُنھون نے یہ جوابدیا کہ
جب مرہٹون نے سکرتال مین مجھپر حملہ کیا تھا اُسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک
حال مین میری مدد کی تھی۔ پھر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترشروئی کے ساتھ
کہا کہ تم نے سالار جنگ کو کیون قید کر لیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے
کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اُن کو

بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑونگا آخر تصفیہ اس پر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہو جانی چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤ گر کو اپنے ہان سے علحدہ کر دے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیجائین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اُنھون نے اُسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی نواب نے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب الدولہ کو نواب سید سعد اللہ خان کے پاس صلح کی غرض سے بھیجا ہے۔ احمد خان نے جوابدیا کہ جو کچھ تمھاری راے ہوگی مین تو اُسپر رضامند ہون مگر اس باب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اُسنے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھ کر مائل بصلح ہوے ہین یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اُنکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہے حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُنکو جیسی اسوقت سزا دی جا سکتی ہے اُسوقت مین بھی ممکن ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہے تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے۔

اب معاملہ صلح کا یون طے ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اُسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے

افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اُنکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی آپ کو لازم ہے کہ وزیر کو کہیے کہ فی الفور پٹھانون کی حدود سے چلے جائین۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چل کر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ صاحب نے جوابدیا کہ مین نواب احمد خان کا حلیف ہون بلا اجازت نواب کے کیسے جا سکتا ہون۔ اُسنے نواب سید سعداللہ خان کی کُل فوج کی مدد حاصل کی ہے اور اُسکے کُل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا۔ احمد خان نے کچھ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار کو اپنے ساتھ لیتے گئے اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے۔ پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ تمکو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے اور حافظ رحمت خان اپنے لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے روز نواب سید سعداللہ خان اور نواب سید فیض اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت ہو گئے۔ یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہے۔ لیکن فرح بخش مین شیو پرشاد کہتا ہے کہ نواب سید سعداللہ خان علالت کی وجہ سے بداون سے آگے نہین بڑھے تھے اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہے وہ یہ کہ جب نواب سید سعداللہ خان کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت وخون ہوے طرفین نہین رُکنے کے تو صلح کرانے کے لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوئے آنولے سے چل کر بداون پہونچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی بداون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہے کہ جنگ ٹالدی جائے اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ

شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپ کی راے سے باہر نہین ہون مگر دوندے خان کو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے نواب سید سعد اللہ خان نے سکرات کی حالتین دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیٹر ھومل کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹادین دوندے خان اس تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ سے راے لیکر دریاے گنگا کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہونچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی بادشاہ مع شجاع الدولہ کے قنوج سے چلے گئے۔ حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا اور یہ کہدیا کہ جسقدر تھانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اُٹھ گئے ہین وہ بٹھادیے جائین۔ عنایت خان ملک کے تھانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنؤ کو گیا اور وہان سے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑھائی کرنا

جبکہ اواخر ۱۱۷۶ھ مین انگریزون اور نواب قاسم علی خان عالیجاہ والی بنگالہ مین کدورت پیدا ہوگئی اور لڑائیون مین اُسکو پے درپے شکستین دیکر ۱۱۷۷ ہجری مین انگریزون نے عظیم آباد[۱] کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ میر جعفر خان کو مسند نشین کیا

[۱] عظیم الشان بن شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر اپنے دادا کے عہد سے پٹنے کا حاکم تھا اُسنے اس شہر کا نام عظیم آباد رکھا فرخ سیر اسی کا بیٹا ہے ۱۲۔

تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اُسنے اپنے سرداروں سے اس بارے مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ سے واقف تھا اُنکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اُدھر نہ جائیے بلکہ خود بدولت مع متعلقین کے قلعہ رہتاس مین رہیے اور انگریزون کی مہم میرے سپرد کیجیے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اُنکو آرام و فرصت کی مجال نہ دون عالیجاہ نے آب و ہوائے رہتاس کی ناموافقت اور دوسرے وجوہ سے اس مشورے کو ناپسند کیا مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور رہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجیے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجیے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اُنکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے پر بھی رضامند نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایک دن صبح کو ڈیڑھ لاکھ روپے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نہ تھا دیکر رخصت کیا اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا شجاع الدولہ اُن دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تھے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اُنکے پاس بھیجا اُسنے یہان آکر راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تھا مع دیگر عملہ و ارکان دولت کے ربط پیدا کیا اور اُنکو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا اور اُسکے پہونچنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت کے ساتھ تھی اور اُسمین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تھا۔ چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین بندیلکھنڈ کے انتظام مین مصروف تھے۔

عالیجاہ بھی حسب المطلب اُدھر ہی کو روانہ ہوا۔ جبکہ عالیجاہ وزیر کے لشکر کے
قریب ایسے مقام پر پہونچا کہ تین کوس کا فاصلہ تھا تو شجاع الدولہ دس بارہ ہزار
سوار لے کر استقبال کو گئے۔ عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی
پلٹنون کو آراستہ کر کے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کھڑا کیا۔
اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کرایا۔ عالیجاہ کے سردار اور عمائد بھی عمدہ لباس
پہن کر حاضر تھے جب وزیر پہونچے تو دروازے تک استقبال کیا۔ حسب ضابطۂ
ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے
عالیجاہ کو بہت تسلّی دی اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپ کا سلام بادشاہ سے
کراؤن گا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑون کی اکیس (۲۱) کشتیان اور بہت سا جواہر
اور ہاتھی بطور تحفے کے دیے۔ پھر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لیے
عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا بادشاہ کی ملازمت
سے مستفید ہو کر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے۔ دوسرے روز عالیجاہ
وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا اُنھون نے بھی مغلیہ ملازمون کو حکم دیا تھا کہ بانا تی
لباس پہنکر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک
گنجائش ہو کھڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکانِ دولت بھی اپنی اپنی
خدمت پر حاضر تھے۔ جب عالیجاہ سراپردۂ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لبِ فرش
تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر برابر بٹھایا۔ اور نہایت
اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ
سے نکال کر تمھارے حوالے کرون گا۔

وزیر کو توقع تھی کہ عالیجاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود بنگالے پر قابض ہو جائینگے۔ چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکھون روپے کی قیمت رکھتی تھی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بھیجی اور اُسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ کو بندیلکھنڈ کے معاملے کا تصفیہ مدنظر تھا اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی۔ راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھے مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے اسلیے زیادہ عرصے تک اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالیجاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا تھا کہ انگریزون کو قدم جما لینے کی فرصت نہ ملے جب میر قاسم نے وزیر سے جلد اُدھر کو کوچ کرنے کی خواہش کی تو اُنھون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالیجاہ نے کہا کہ اگر صرف اسیوجہ سے انتظار ہے تو مجھے فرمائیے مین جاکر بندیلون کو مسخر کر لون گا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا۔ عالیجاہ جمنا اُتر کر ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اُسکا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا۔ بندیلون نے عالیجاہ کی فوج کی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلیے زر واجبی کے ادا کرنے پر راضی ہوے اور مرزا نجف خان کے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہو کر راجہ بندیلہ کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہو گیا اور حصول زرِ خراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان

صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر اُسکے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علیخان امداد کی امید پر ہمارے پاس آیا ہے چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلیے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لیے بھیجین جب کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان رحمت مین مذکور ہے اور بقول مؤلف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور تنقیح الاخبار کے مؤلف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادون کے ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلیے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔

شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہونچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لیے بھیجا اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لیگئے - دوسرے روز تمام فوجین بنارس کیطرف چلین - سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیون کا اتنا ہجوم تھا کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے مگر افسرون کی بے خبری اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی - عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا اور اسباب لوٹ لیتا تھا کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا بلکہ جان سے بھی جاتا -

شجاع الدولہ کے ساتھ اسوقت ہمت گر اور امراؤ گر دونون کا ہونا گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ ۱۱۷۶ھ مین امراؤ گر شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لے بھاگا تھا - پھر نہین معلوم کس تقریب سے نواب نے اُسکا قصور معاف کرکے اپنے پاس

رکھ لیا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج سے ایک پٹھان نے گاے ذبح کی اور اُسکو اپنے ڈیرے پر لیے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اُس پٹھان پر حملہ کیا اُسکا گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اُس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے اپنی فوج کے پٹھانون کو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو چنانچہ دوسرے روز صبح کے وقت پٹھانون کا ایک گانؤن پر گزر ہوا جسکو تین سو ناگے محاصرہ کیے ہوے لوٹ رہے تھے پٹھان اُن ناگون کے قتل پر پل پڑے ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے اس موقع پر اڈھائی سو ناگے کام آئے پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے اور اخبار حسن مین کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اُسیوقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے پر آیا اور معذرت کرنے لگا دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر اور امراؤگر کو جو گوشائیون اور ناگون کے سردار تھے اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرا دی اور یہ قرار پایا کہ آئندہ سے ناگے پٹھانون کے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوشائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتے ہین یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لیے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی کے لیے جمع تھے۔

ماہ رمضان ۱۱۷۷ھ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم علی عالیجاہ بنارس مین داخل ہوے اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار

بنارس کا سفیر عنایت خان کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا اب اُسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع اللہ سے آپ اُسکی ملاقات کرادین عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجۂ بنارس میرے دربار مین حاضر ہو اسلیے اُنھون نے بخوبی اطمینان کردیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی بلونت سنگھ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جسکا متوسط سید نورالحسن بلگرامی ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہوگیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا لوگ اُسکی دولت کو کروڑون سے متجاوز بتاتے تھے۔ یہ بھی دو تین ہزار پیادہ وسوار کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا۔ یہ شخص ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا مگر جسوقت سرکار وزیر سے خود اُسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کے برابر ہین جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا وجہ اسکی یہ تھی کہ یہ تھی یت زمیندار پرگبدھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا۔ بنارس مین بلدۂ رام نگر کی بنیاد اسی بلونت سنگھ نے قائم کی ہے اور قلعۂ بجے گڈھ مین جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ رکھتا تھا۔

میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار اُسوقت سے کہ وزیر گنگا سے پار اُترینگے اُسوقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤنگا دونگا اب انگریزون اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام وسلام ہورہے تھے اُنسے معلوم ہوتا تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جائیگا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم ہوجائیگا مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنگ کو حکم ہوا کہ کرم ناسہ پر دشمنون کو جاکر روکے اور دریا سے اُترنے نہ دے۔ مگر اُسوقت کمپنی کی سپاہ کا

یہ حال تھا کہ اُسکی خدمت گزاری پر کچھ اعتبار نہ تھا اُن مین بغاوت کی بو آتی تھی اُن مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جاکر ملتے تھے اس آتش بغاوت کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزون کی رفاقت اور ملازمت مین تھا۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لیے اُنسے وعدۂ انعام کیا تھا اُسنے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچھ انگریزون سے بگاڑ ہوگیا وہ اپنے سو سوا سو آدمیون کو لیکر انگریزون سے جدا ہوگیا۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر اُن کا نوکر ہوگیا۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھ روپیہ انکو دیا گیا اس سے کچھ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری طرف غلّے کی قلّت تھی۔ میر جعفر کی مرضی لڑائی کی نہ تھی یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تھین کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا اور لشکر آگے بڑھکر پٹنے مین اُلٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لیے لڑنے کا ارادہ کیا تینون لشکر یعنی بادشاہ اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس مین حاضر ہوا کرتے تھے شیخ کے فحواے کلام سے انگریزون کے ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوج مین نہ انتظام تھا اور نہ قواعد دان تھی۔ کبھی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہونچے گا منزل گردی کر کے عنقریب لوٹ آئینگے۔ بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندھکر عبور کیا اور تھوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا۔ لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری

جگہ حرکت کر رہا تھا - جو کچھ دار السلطنت دہلی مین کہ اُسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تھا میسر تھا وہ اس لشکر مین بھی موجود تھا -

سیر المتاخرین مین ہے کہ بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین کیونکہ جس جگہ یہ لوگ صف باندھکر کھڑے ہو جاتے ہین تو گویا سد سکندر قائم ہو جاتی ہے اگر وہ دس ہزار ہون تو پچاس ہزار اُنکے مقابلہ مین عہدہ بر آ نہین ہو سکتے چونکہ مدت سے حلہ اور دھاوا حضور کا معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جان فشان منتخب ہمراہ لیجیے اور عورتون کو مع بہیر اور سامان و اسباب کے اس جگہ چھوڑیے باقی فوج سے گزر اکریے اسطرح کہ حضور کی شہرت نہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اسوقت گھبرا کر بکسر سے جاتی ہے دھاوا کرنا چاہیے بڑے سویرے قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اُنپر چڑھائی کرنی چاہیے اگر اُنکی جمعیت پریشان ہوئی تو فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اُنکو تباہ کرنا چاہیے اور پس ماندہ اسباب جلا کے اور توپین اور بار برداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام روز اُنکا تعاقب کرنا چاہیے - اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہیے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسی طرح قلعہ عظیم آباد تک پیچھا کیے جائیے - اگر اس رہروی مین اُنکا خاتمہ ہوا تو بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہیے - بلکہ سہسرام پہنچ کر مع زبردست فوج کے مقام کیجیے اور کچھ فوج کو نہایت لائق اور بہادر سردارون کی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کو عبور کراکے اُسکو مامور کیجیے اور ہر ضلع مین حکّام لائق اور ایماندار مقرر کرکے

اُنکو وہان بھیجیے اور اُنکو تاکید کردیجیے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کسی کو تکلیف نہ پہونچائین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھ کرین تاکہ زمیندارون اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نہ کرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہ ہو عمل و دخل کرلینا چاہیے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیجکر اُسیطرح اُدھر بھی حاکم مقرر کرنا چاہیے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتے کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جس طرف سے ملاح لیے جاتے ہون اُس طرف کی فوج پہونچکر اُس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل نہونے پائے اس صورت مین انگریزون کو بڑی پریشانی پیدا ہوگی اور بجز کلکتے کو بھاگنے اور قلعۂ عظیم آباد چھوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کرسکین گے بعدازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیے گا۔ وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کو فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اُسے ہرگز نہ سُنتے چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اُن کے مقلدون مین سے جانتے تھے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو میری راے اور سلیقے پر چھوڑنا چاہیے۔ نواب کی سپاہ کی جرّاری کی اُسوقت مین شہرت بہت تھی۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالیجاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوش وقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے۔ انکے لشکر کے غارتگر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تھے۔ عامۂ خلائق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے ورود سے خوش تھے اُسیقدر عاجز ہوکر انگریزون کی فتح کے لیے دعائین کرنے لگے کیونکہ انگریزون کے

ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تھا اور کسی شخص کو ضرر نہین پہونچتا تھا۔
سیر المتاخرین کا مؤلف کہتا ہے کہ جب یہ لشکر مکرا ین مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تھا چوپلے مین سوار ہو کر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا۔ جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چھوڑکر آپ آگے کو بڑھگیا۔ موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانوٗن کو خالی کر کے بھاگ گئے تھے پہونچا اژدہام نظر آیا گھوڑون کا ہنہنا نا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی کیونکر رہ گئے ہین اُسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ گرد و غبار اور اُسمین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی۔ بعد اسکے دیکھا کہ ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان دُرّانی جو وزیر کے ملازم تھے اُنکے پیچھے چلے آتے ہین بندے کو اُس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلیے دل مین یہ قرار دیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا۔ کنارۂ دریا سے اُترکر نیچے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہو کر اپنے ملک کو جانا چاہیے۔ کہارون کو حکم دیا یہ لوگ پُرانے نوکر تھے اُن کے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہم نے اُنھین دیکھا ہے تو اُنھون نے بھی ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر خیال کر کے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتھ جائیے بندے نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے۔ اُسکی صلاح کو پسند کیا۔ جب پاس پہونچ گئے

ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بیدون کے توڑے کو گھوڑے پر رکھ کر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے وزیرالممالک نے سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لیے جو اسن قلعہ رہتاس مین رہتا ہے بھیجا ہے وہان جاتا ہون اُسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے مین نے جواب دیا کہ میرا رفیق ہے اور میری باربرداری پیچھے آتی ہے یہ کہکر روانہ ہوا اُسنے میرا دلیرانہ جواب سُنکر میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بعد اسکے نصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اُسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی چارون طرف گانوٗن مین آگ لگی ہوئی اور دھوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل طے کر کے موضع مھوان مین پہونچے تو گاؤن کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اُن سے دریافت کیا کہ آگے بھی لُٹیرون کے قدم بڑھے۔ جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین اور گاؤن کو لوٹ مار کر جلا دیا ہے اور تمام مویشی اور ساماں لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہونچا دو کہ کل وہ یہان سے بھی آگے کو جائینگے تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر مؤلف مذکور آگے کو روانہ ہوا

مخالف کا انتظام مقابلہ

انگریزون نے پٹنہ مین پہونچ کر یہ انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لیے چند کوس اردول سے آگے بڑھایا لیکن اپنی فوج کو مدمقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑھا دین اور خود پچا پہاڑی کے بند پر جو شہر کی طرف دریا کے پانی کی آمد کو روکنے کے لیے تیار ہوا تھا ٹھہرے اور یہان مورچے

بنائے اور ایک توپ بھی بیچا پہاڑی کے ٹیلے پر چڑھائی - اور میر جعفر کو مع ہمراہیان ہندوستانی کے شہر سے جنوب کی طرف اُس بند پر مقیم کیا اور اپنی چند کمپنیان تلنگون کی اُسکی محافظت کے لیے چھوڑین گویا میر جعفر خان انگریزون کی مدد پر مقیم تھا۔ شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے دریاے سوہن کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور پٹنے کا سیدھا راستہ چھوڑ کر پھلواڑی مین جو اُس سے چار کوس پر ہے پڑاؤ ڈالا - اس مقام مین کثرت سے کنوین تھے مگر پھر بھی پانی کی قلت تھی اسیلیے اور بھی کنوین بنوائے ایک روز پھلواڑی مین آرام کر کے دوسرے روز جنگ کیواسطے مع عالیجاہ اور کُل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اُنکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکنا بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر کے لشکر کا مُنھ پھر جانا اور چند روز لڑائی مین توقف کرنا

۱۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۷ ذیقعدہ ۱۱۷۷ھ کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوے اس جنگ مین اُنھون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ مین رکھا اور عنایت خان اور انوپ گر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر و امراؤگر کو میسرہ مین متعین کیا اور شجاع قلی مشہور بہ میان عیسیٰ اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو پیش لشکر مین مقرر کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراجی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان

دُرانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر مین کھڑے ہوئے اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اُس سے تخمیناً ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر قاسم علی خان نے اپنی فوج جمائی اُسکے ساتھ پانچ پلٹنین مع توپون کے انگریزی وضع پر چقماق دار بندوقون کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے۔ قاسم علی خان کی فوج پچپاپہاڑی کے مقابل جدھر میر جعفر کا مورچہ واقع تھا اُس سے ایک گولے کے ٹپے پر کھڑی ہوئی تھی اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان کے راستے پر نمایان ہوے اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور روز بروز مع فوج کے حسبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے۔ انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اُس سے کسی قدر فاصلے پر تھا اور تلنگے زخمی ہوے۔ اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تھا۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو مگر اُس نے لیت ولعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ ظہر کے وقت گشائیون نے حملہ کیا مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا۔ دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا انگریزون نے بندوقون کی باڑھین مار کر توپون سے گراب مارے اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے ہلّہ کیا اور جلادت دکھائی۔ یہانتک کہ انگریزی

صفون تک پہونچکر اُن مین اضطراب ڈالدیا - تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھ آگئے جن کے ڈھول اور طنبور چھین لئے مگر اُنھون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑھین مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی - اور سب کا مُنھ پھر گیا لیکن بلونت سنگھ اور بینی بہادر اپنی اپنی جگھون پر قائم رہے - شیخ دین محمد پسر متبنائے شیخ مجاہد اور اُسکا بیٹا محمد شاہ مارے گئے اور اتنے میں پچھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی اور اُسکے جھونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے - یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنّاٹا بندھا - اُسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑھا لائے وزیر نے ایک شتر سوار عالیجاہ کے پاس بھیجکر اُسکے تساہل اور عدم یورش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہین ہے کل تدارک مافات کیا جائے گا[له]۔

گل رحمت مین لکھا ہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہونچکر ایک نشیب مین گھوڑے سے اُتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملے کا انتظار کرنے لگا تھا جبکہ انگریزی فوج کی آتشباری سے ناگون کا مُنھ پھر گیا تو مغلیہ سوارون کی ہمّت آگے بڑھنے کو نہ بندھی عنایت خان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین ادھر سے مین حملہ کرون اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی لیکن سواران مغلیہ نے تھوانہ کیا بلکہ پھلواڑی کی طرف جہان کیمپ قائم تھا بھاگنے لگے شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری رائے مین پھلواڑی کو چلنا چاہیے عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا اور کئی بھاری توپین جو سپاہِ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھین وہ اپنے ساتھ پھلواڑی کو لیگیا - اسکے سردارون مین سے میر خان یاز خان کام آیا تھا

له درعمر الیا خزن ۱۲۱

ادھر عالیجاہ نے شمرو کو واپسی کی اطلاع دیکر بلالیا۔ شجاع الدولہ اُس سے پیشتر پہونچگئے تھے عالیجاہ نے نصف رستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے نکلا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادھر کھڑا ہے چونکہ انگریزون کو اُس سے سخت عداوت تھی ایک باڑھ ماری جو سُست لوگ پیچھے رہگئے تھے ان حیا رت کو دیکھکر بھاگ نکلے دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے دھاوے کی خبر مشہور ہوئی لیکن ظہور مین نہ آیا۔ بعد دو روز کے یہ خبر اُڑی کہ وزیر کے ڈنبل نکل آیا ہے اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت ڈنبل کے نام سے کردی۔ شفایابی کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریاے پن پن کے پاس کیمپ قائم کیا ہر روز تازہ خبرین اُڑا کرتی تھین کبھی یہ خبر مشہور ہوتی کہ میر جعفر خان کے مورچون کی طرف یورش ہوگی کبھی شہر کے مشرقی طرف سے دھاوا ہونے کی خبر اُڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ پُرانے قاعدے کے مطابق شہر اور مورچون مین گشت کیا کرتے تھے۔

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے
بال بال بچ جانا

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالیجاہ کا نوکر تھا لیکن اُس سے علٰحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تھا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گھومتے تھے اور چند بہرے تلنگون کے ہمراہ تھے وزیر اسوقت نہایت جریدہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جنگل مین پھر رہے تھے انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوا اور طرفین سے لڑائی ہونے لگی گولیان اور تیر بطور سیاہِ

پیش روِ لشکر کے چلنے لگے جب یہ دونون جماعتین کسی قدر قریب ہوئین تو معینلعلیخان نے وزیر کو پہچان کر میجر کارنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تھا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ ہین اُسنے بہت عجلت سے دوسری فوج طلب کی اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا جب نئی فوج حصار مین سے نکلی وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے چنگل مین پھنسا چاہتے ہین ادھر وزیر نے گرفتاری کے خوف سے اس تہلکہ سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر گرفتاری سے بچ گئے لیکن جب یہ خبر لشکر مین گئی عجیب انقلاب برپا ہوا عالیجاہ مع اپنے رفیقون اور کُل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکے جلد مدد کو جا پہونچا۔

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر مقام کرنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون سے صلح کی گفتگو شروع کی انگریزون کو اُسپر اصرار تھا کہ میر قاسم اور شمرو کو حوالے کرین اور وزیر کو اسپر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبۂ بہار جدا ہو جائے اس لیے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔

ان دنون راجہ بینی بہادر نائب سلطنت اور کارپرداز مہمات مالی وملکی کا تھا اور اُسکے ذریعہ سے انگریزون اور نواب کے درمیان خط وکتابت ہوتی تھی وہ یہ چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے اور صلح کو بہتر سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ جبتک عمدہ طور پر صلح نہو سکے تو مجبوراً لڑنا چاہیے لیکن بعض نواب کے مصاحب جو اُنکے مُنہ لگے ہوے تھے وہ راجہ کی صلاح کی یہ تاویل کرتے تھے کہ راجہ کی غرض صلح کی طرف حضور کو مائل کرنے سے

رفع شر اور دولت خواہی نہین ہے بلکہ جناب کی شجاعت کا امتحان اُسکو مقصود ہے اور یہ چاہتا ہے کہ مغلون اور دوسرے سردارون کو بالکل موقوف کر کے اُنکی جگہ انگریزی تلنگون کی چند پلٹنین حضور مین رہین اور اپنے ساتھ بھی یہی تلنگے رکھے پھر انگریزون سے موافقت کر کے تمام ملک پر متصرف ہو جائے اور آپ کو بے دخل کر دے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جسقدر بینی بہادر صلح کے لیے اصرار کرتا تھا اُسیقدر نواب شجاع الدولہ اُسکو اپنی بدخواہی پر محمول کرتے تھے اور راجہ کی کوئی بات اس معاملے مین نہین چلتی تھی لیکن انگریزون کو یہ بخوبی معلوم ہو گیا تھا کہ راجہ صلح کا خواہشمند ہے اسلیے وہ اُس سے راضی تھے۔ راجہ نے جب دیکھا کہ نواب صلح کی بات پر کان نہین رکھتے تو دائرۂ ادب سے قدم باہر رکھا اور نواب کو آتش خانۂ فرنگ سے ڈرانے لگا اور اپنی بساط سے بڑھکر باتین کرنے لگا کہتا تھا کہ ان لوگون سے جو رات دن ناچ گانے اور عیش و عشرت مین مصروف رہتے ہین جنگ مین کچھ نہین ہو سکے گا یہ تو اس کام کے ہین کہ جو بات دو لفظون مین تمام ہو سکتی ہے اُسکو دو گھڑی کامل تک آب و تاب کے ساتھ بیان کرتے رہین اور اگر حضور کے فرش پر سنگریزہ ہو تو اُسے لعل بدخشانی سے بڑھا دین اور دوسرے کے پاس کے یاقوت کو کنکری سے بدتر بتائین یہ بیچارے لڑائی مین کیا کام دے سکتے ہین ہمیشہ خسخانون مین اُنھون نے آرام کیا ہے یہ دھوپ مین کھڑے ہو کر لڑنے کی تاب کیسے لائینگے۔ بینی بہادر کا روئے سخن مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم وغیرہ مصاحبانِ نواب کی طرف ہوتا تھا۔ نواب نے راجہ کی تمام تقریر نواب سالار جنگ کے سامنے بیان کی اُنھون نے عرض کیا کہ اس شخص کی بات بالکل لغو ہے دل اسکا صاف نہین ہے۔ خدا جانے اس صلح کا انجام کیا ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہے

کہ جو کچھ ہو سو ہو لڑائی کرنی چاہیئے یہ ہندو آتش خانۂ فرنگ کی بڑائی کرتا ہے لیکن جس وقت شمشیر مغلیہ چمکے گی اُسوقت اسکو قدرت خدا نظر آئیگی نواب کا بھی ارادہ لڑائی پر جم گیا اور راجہ کو صلح کی بات عرض کرنے سے روک دیا۔ راجہ نے انگریزون کو لکھا کہ مین نے وزیر کو بہت سمجھایا لیکن کیا کرون کہ اُنکی سمجھ اوندھی ہوگئی ہے میری ایک بات نہین مانتے مین یقین کرتا ہون کہ نواب سے اس لڑائی مین کچھ نہو سکے گا مین ہمہ تن سرکار کمپنی کا ہوا خواہ ہون۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ یہ بات بے اصل ہے لوگون نے یون ہی اپنے جی سے بنالی ہے۔ انگریزون نے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی شتاب رائے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کرکے اُسکو اپنا رفیق بنالیا تھا نواب وزیر کے اکثر دوسرے بد باطن سردارون نے بھی انگریزون کو خط لکھے ہر ایک کا مضمون جدا جدا تھا کسی نے اُس مین اپنے آپ کو نواب برہان الملک کا بھتیجا لکھا تھا کسی نے کچھ لکھا تھا اور ہر ایک مسند پر بیٹھ کر تکیہ لگاتا تھا یہان تک نوبت پہونچی کہ بعض عمائد نے فیض آباد مین خیال کیا کہ شجاع الدولہ کا سوا مرزا علیخان اور سالار جنگ اور میان عیسےٰ اور میر نعیم کے کوئی رفیق دلی نہین اور ان لوگون مین کوئی شخص بہادر اور مرد میدان نہین ہے مغل جتنے ہین اُنکے دل مین نواب کی محبت کا اثر نہین وہ ہمارے جان نثار اور شریک ہین اسلیے اُنکے کوتوال کو خوب پٹوایا، اور نشان گرادیا اور کوچہ بکوچہ منادی کرادی کہ جو ستم رسیدہ فریاد کے وقت شجاع الدولہ کا نام لے گا زبان اُسکی کھچوالی جائیگی میر باقر ہیمونی کا کوئی خط انگریزون کو نہین پہونچا یہ شخص پہلے دن لڑا بھی خوب۔

جب ایک مہینے سے زیادہ عرصہ گزرا تو آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاؤنی توڑ دی اور تمام لشکر لے کر بکسر مین چلے گئے یہ مقام صوبۂ عظیم آباد کے متعلق دریاے

گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا جو وزیر کا خراج گزار تھا - برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھ کرنا ہوگا کیا جائے گا وہ الہ آباد کو اُسوقت نہین گئے تھے مؤلف مآثر الامرا کی غلطی ہے کہ اُسنے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے -

عنایت خان رخصت ہوکر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہ اُسکے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا -

غلام حسین مؤلف سیر المتاخرین اور اُسکا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے چونکہ ان سے اور بعض انگریزون خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے بہت دوستی تھی اسلیے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے اور اُن مین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کردے غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجائے تو انگریز بہت ممنون ہونگے وزیر کا حال معلوم ہے کہ اُن کو فتح حاصل ہونا دور ہے - اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہوجانا مصلحت کے مناسب ہے پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو شقہ لکھوا دیجیے سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ چھیڑا - چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اُنکے پاس رہنے سے راضی نہ تھے فوراً مان گئے اور ایک شقہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا اور اُسمین یہ بھی تحریر کردیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہونچے قابل قبول ہے اور اُسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا - اس تحریر سے بادشاہ کی غرض یہ تھی کہ راؤ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے

رفقا مین سے تھا۔ اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نہ کرے یہ شقہ حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھیے کہ اُس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہوگئی جب غلام حسین بادشاہ کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اُسنے میجر کارنگ کو مطلع کر کے اُس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بھیجی۔ غلام حسین جب ڈاکٹر کے گھر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید کر دی کہ اس شقے کا مضمون سادھو رام کو جو شتاب راے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور منیر الدولہ اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا مین حتی الوسع اخفا مین کوشش کرونگا لیکن میری راے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین کو طلب کیا اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن مین غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اُسنے شقے کو سر پر رکھ کر کھولا اور تنہائی مین میر جعفر خان اور میجر صاحب نے سُنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین ہم اُنکی ایلچی گری نہین کر سکتے اور بر خلاف ڈاکٹر کے اور بسبب محبت شتاب راے کے سادھو رام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا اور اُسنے اُسکی نقل کر کے راجہ شتاب راے کے پاس بھیجدی اور میجر نے غلام حسین کو رخصت کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اُسکے مضمون پوچ پر نظر کر کے بادشاہی جاسوسون کی معرفت بادشاہ کے پاس پہونچوادی۔

تنبیہ انگریز خود جانتے تھے کہ بادشاہ کے طرفدار ہوجانے سے اس لڑائی مین اُنکو کچھ فائدہ نہ تھا اُنھون نے تو صرف مخالفین کے اتفاق مین خلل اندازی چاہی تھی ورنہ یہ بالکل بے اصل بات ہے کہ میجر کارناک اور ڈاکٹر مین اختلاف پیدا ہوگیا تھا انگریز مسلمانون کی طرح قوم فروش نہ تھے جو ایسی بیہودہ باتین کرتے اور خاصکر ایسے اہم اور نازک موقع پر جب ان لوگون مین اتنی سمجھ نہ تھی تو چھتا باندھکر ان سے لڑنے کا ارادہ کیون کیا تھا۔

شجاع الدولہ کی عالیجاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالیجاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپے ماہوار وہ اُنکو ممالک شرقیہ پر قبضہ پانے تک دیتا رہے گا۔ عالیجاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضاے وزیر کے ہر مہینے مین اُنکے جال سے نکلنا مشکل ہے اسلیے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشدآباد کی جانب رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر عمل و دخل انگریزی مین خلل اندازی کرون بالفعل اُنکی فوج بھی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور اُسطرف اپنے آدمی مقرر کرکے زر تحصیل حاصل کرون چونکہ اُسطرف کے حکّام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہے اسلیے یہ کام آپ کے دوسرے متوسلون کی نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے کہا اگر عالیجاہ نہ لوٹا اُسکی کیا صورت ہوگی اُسنے جوابدیا کہ عالیجاہ کو بجز آپ کے در دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالیجاہ کی ضمانت کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضائقہ ہے۔ علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ سب مجھے

حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر زر موعود کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمّال جائین وہان آپ کے سزاول بھی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین۔ وزیر نے کہا کہ ایسا ہو نہین سکتا علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو بہتر ہے مگر اسوقت مین ایسے کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عائد ہو گا۔کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنی چاہیے کہ آبروے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت منفعلہ[1] نہ تھی۔مگر پھر بھی متاثر ہوے۔ فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین۔علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے۔غرض تو حضور کے افزائش اقتدار سے ہے۔وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا اور لہو و لعب[2] مین مصروف ہوے اسلیے وہ کام فراموش ہو گیا۔علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہونچایا۔

عالیجاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مِل جانا اور عالی جاہ کی خرابیِ دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکانِ دولت وزیر سے سازوباز پیدا کر لیا تھا اور ایکبار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالیجاہ نے اُسکے ڈیرے پر جا کر نئی پوشاک پہنوائی لیکن اس رنجش بے وقت کا کبتک علاج ہو سکتا تھا اکثر عالیجاہ سے رنجش پیدا کرتا رہتا تھا اور عالیجاہ اُسکی حرکات سے بدمزہ ہو کر اپنے دربار مین اُسکی شکایت کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر سرپیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان کا تھا شاید میر سلیمان نے اُسکو دیا ہو گا کیونکہ وہ تحویلدار تھا م فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی ایسی

[1] منفعلہ دوسرے کا اثر قبول کرنیوالی ۱۲
[2] لعب کھیل کود ۱۲

ایسی باتین میر سلیمان تک پہونچتین اور اُسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت بڑھتی تھی یہانتک کہ ایک روز عالیجاہ کے لشکر سے اُٹھکر مرزا بہلول اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹھہر گیا۔ اس واقعہ سے پانچ چھ روز کے بعد وزیر نے عالیجاہ سے اُس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا۔ عالیجاہ نے تنگدستی کا عذر کیا۔ اور اکثر وقت عالیجاہ وزیر کی ناہنجاری بیان کیا کرتا تھا علی ابراہیم خان اُسکو منع کرتا تھا اور میر البو وغیرہ جو عالیجاہ کے نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو گوش گزار کر کے اُنکی طبیعت حیلہ جو کو بھڑکاتے تھے۔ آخر کار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایاے صوبۂ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین۔ آپ جلد فکر کیجیے عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و جواب کے لیے وزیر کے پاس بھیجا اُسنے وزیر کی خدمت مین پہونچکر عرض کیا کہ عالیجاہ بامید اعانت حاضر ہوا تھا جو کچھ میسر تھا اُسکے پہونچانے مین دریغ نہین کیا۔ اب تہیدست ہے اور تقاضاے بادشاہ بے موجب ہے۔ جناب عالی بینی بہادر کو حساب سمجھنے کے لیے حکم صادر فرمائین جو اُسکے ذمہ برآمد ہوگا اُسکے ادا کرنے مین قاصر نہوگا اور اگر محض بیموجب ہو امیدوار ضمانت ہے۔ وزیر نے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ تجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین بینی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہین کرین اُس نے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچا دیا اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپ کے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنی چاہیے نہین تو وہان خود تنہا جاکر کہنا چاہیے کہ ہم آپ کی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھ چاہیے کیجئے۔

عالیجاہ کا پوشاک امیری اُتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالیجاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح سے بے سوچے سمجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ ۱۱۷۷ھ کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا چھوڑکر صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا اور اُسکے بیس مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کر کے اُس کے ساتھ ہوے جب یہ خبر وزیر کو پہونچی اُنکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالیجاہ کی فقیری اُنکی رفاقت مین بددیانتی کا موجب تھا اسلیے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لیے علی بیگ خان کو اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کی طرف سے جو صفدر جنگ کی بیوی اور برہان الملک کی بیٹی تھی بھیجا اُسنے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیے عالیجاہ کو بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اُسنے علی ابراہیم خان کو بلایا علی ابراہیم خان نے گو تبدیل لباس نہ کیا تھا مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھکر اور اسی طرح کے کپڑے پہن کر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا کہ تمکو نواب وزیر نے بلایا ہے۔ علی ابراہیم خان اُسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمتمین روانہ ہوا۔ عالیجاہ نے کہا کہ اس لباس سے وزیر کے پاس جاؤ گے اُسنے جوابدیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہے تو بندے کو بجز اس لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہے اور اُسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین پہونچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کر کے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے سابق سے

معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اُسکو ہمنے ظاہر کردیا اُسکی تدبیر معذرت کرنا تھی یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ حضور کے پاس بامید عنایت اپنا خانۂ اُمید سمجھ کر آئے تھے جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جاے امن نہ تھی اور حضور نے اسمین کمی کی ناچار دنیا سے ہاتھ اُٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علیحدہ ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالیجاہ کے ذمے تحویل زر ثابت کیجئے اور علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا۔ بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف کی گفتگو سخت ہے۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کو اپنے خس کے خیمے مین بلاکر جو کچھ معلوم کرنا تھا دریافت کیا اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان مین سوال وجواب ہوے تھے سُنے۔ بعد اسکے کہا کہ اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجۂ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے۔ وزیر نے کہا کہ ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کیے اور کہا کہ وزیرالممالک بھی آتے ہین ابھی یہ گفتگو ختم نہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنیے عالیجاہ نے منظور نہ فرمایا اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی۔

وزیر کے اشارے سے شمرو نمک حرام کا عالیجاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دومین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنون کو تیار کرکے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لیے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہان سکۂ رائج کہان تھا اشرفیان اندر سے منگا کر دلادین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین ہے سپاہیانِ پلٹن اور توپخانے کے عملے کو برطرف کرکے توپین اور چقماقی بندوقین خالسامانی مین داخل کردو صرف دو پلٹنین رکھ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے ملگیا تھا جوابدیا کہ اب توپین اور بندوقین اُسکی ہین جسکے پاس ہین اور وہان سے توپخانہ اور پلٹنین لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنھون نے اُسکو نوکر رکھ لیا یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو یہ فرانسیسیون کی سپاہ مین ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالیجاہ کی فوج کا عہدہ دار بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالیجاہ کا قید ہونا

موشیر لاک فرانسیس جو پہلے عالیجاہ کا نوکر تھا اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تھا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالی جاہ کی گرفتاری کو آئے گی خدا جانے اُسوقت کی دار وگیر مین تم پر کیا گزرے اسلیے مین یہ آدمی

تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کرتا ہون انکی وجہ سے کوئی تم سے متعرض نہو سکے گا
علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جبکہ
عالیجاہ بلا مین مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہین چاہتا دوسرے روز پہر دن
چڑھے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالیجاہ کے خیمون کی طرف آئی جب وہ فوج دور سے
نمودار ہوئی دوبارہ موشیر لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور
کل کی باتون کا اعادہ کیا اُستے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی
فوج نے عالیجاہ کے خیمون کو گھیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانون پر بند وبست قائم
کر لیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمے مین گیا اور اُسکو ہاتھی
پر سوار کرا کے خود خواصی مین بیٹھکر اپنے لشکر مین لیگیا اور ایک خاص مقام مین قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

بہ پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے اور اُسکو
حراست مین لے لیا علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تھا۔ سوا اسکے عالیجاہ کے
تمام مصاحب اور اعلےٰ ارکان وزیر سے ملگئے تھے۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض
دوسرے کارندے قید ہو کر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تھے علی ابراہیم خان کے
ایک دوست نے اُس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو اُسنے تھوڑا سا مضمون
اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بھیجا اُسوقت وزیر محلسرا مین تھے۔ حرم سرائے وزیر
کی محافظ جو عورتین تھین وہ اُسوقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تھین جبکہ وہ عالیجاہ
کی طرف سے وزیر کی مان کے پاس زیور لیکر گیا تھا۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو

اللہ نے بسبب حُسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اُن عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سُنا تو سب رنجیدہ ہوئین اور عرضی وزیر کو پہونچادی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھیے دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ نمھین وزیر طلب کرتے ہین علی ابراہیم خان کُرتے اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اُسکی پالکی محبس عالیجاہ کی جانب لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی تو خانِ مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیج کر کہلایا کہ ناحق سوارانِ ہمراہی دق کرتے ہین جہان حکم ہو پہونچادین اُسنے ایک آدمی بھیجکر سوارون کو تہدید کی اور اُنکو کہلایا کہ خان صاحب کو ہمارے پاس لے آئین وہ سوارون کو بُرا بھلا کہتا وہان آیا اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اُس دیوان خانے مین جہان اُنکے بیٹے مرزا امانی کا مکتب تھا لیگیا اور وہان سے وہ وزیر کے حضور مین لیگئے۔ اسوقت سہیل علی خان خواجہ سرا داروغہ فیل خانۂ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملۂ عالیجاہ وزیر کے سامنے کھڑے تھے علی ابراہیم خان نے حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکھائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا۔ بینی بہادر اور شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو لیکر گئے تھے بیٹھے۔ وزیر کمال رعونت سے سریر آرا تھے۔ علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون صاحب ہم نے میر قاسم خان کے ساتھ کیا بُرائی کی تھی کہ جو اُسنے پچگا پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جس وقت لبعد فتح ہماری سواری

۱۱ صفر سنہ ھ

اُسکے سامنے سے نکلے تو وہ ہمپر فیر کرے" علی ابراہیم خان نے کہا کہ "مجھے اسکی خبر نہین
اُفسوس کہ اُسکے واسطے آپ نے یہ تکلیف گوارا کی اپنے دارالملک سے اُسکی مسند نشینی کے
لیے ادھر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے" وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا "کیا
مین دروغ گو ہون شمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرا دون" علی ابراہیم خان نے آزردہ ہو کر
عرض کیا کہ "مین نے اپنی بیخبری بیان کی ہے آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے
شمرو کے مقابلے کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب شمرو کیا ایک خدمتگار
بھی مقابلے کو تیار ہوگا" وزیر نے خجل ہو کر بکمال دلداری کہا کہ "تم ٹری خوبی کے آدمی ہو
مگر عالیجاہ تم سے بھی بدظن تھا اُسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت
کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے کہ تم
جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا" علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ "مین نے اُنکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رائے تھا
اُنکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس مدد کی استدعا کے لیے جانا چاہیے اور بندہ حضور
کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا کیونکہ میری نظر مین آپ کے آستانۂ دولت سے زیادہ کوئی
جائے امن و پناہ عالیجاہ کے لیے نہ تھی" وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوے پھر
کوئی بات نہ کرسکے حرم سرا کی جانب چلدیے مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے
سلام گزارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنے مقربین سے
کہا شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لیگئے اور بیٹھنے کے بعد
کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب
جاسوس تلاش کرکے واپس لائین۔ چنانچہ وہ سب مال و اسباب آگیا ہے اور وزیر نے

یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوان خانے کے پاس تمھارے لیے خیمہ کھڑا کیا جائے اور
وزیر نے فرمایا ہے کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اُسکے رازدار ہو بعض رفقاے عالیجاہ
کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالیجاہ کی امانت
کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان تمھارے حوالے
کی تھین اگر یہ بات واقعی ہے تو جسکے پاس تمنے رکھدی ہین اُسکا حال بتا دو۔ اور ان
لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی تم پر زیادہ ہو گی۔
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے ابتک ایسی باتین بندے سے دریافت نہین کی تھین
اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا اور لوگون نے شمبھو سنگھ
ہرکارے کو جو سیکڑون کا خون کرا چکا تھا اور شمرو کی ناک کا بال ہو رہا تھا اور ان اشرفیون
کا حال بھی اُسنے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لیے علی ابراہیم خان کے روبرو کھڑا کیا
علی ابراہیم خان نے جو جواب دیا تھا اُس سے لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی
اور جا کر شجاع الدولہ سے عرض کر دیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی اُمید ہوتی ہے جب
لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدار خانے سے جواہر خانے
تک سب نقد و جنس شمرو کے بہرون کے سپرد تھا لاکھون اشرفیان اُسکے حوالے ہوئی تھین
مگر وہ سرکار مین نہین پہونچین۔ لوگ شمبھو سنگھ کی طرف متوجہ ہوے اُسنے انکار کر کے
کہا کہ محض بے اصل ہے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور
امین ہو بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہے۔ بینی بہادر
اس بات کو سُنکر محلسرا کے دروازے پر گیا اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی اور یہ بھی عرض کرایا
کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرون کی نادانی ثابت کرے اُس سے معارضہ کرانا

بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ دے گا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لیے حکم صادر کیا اُسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے پڑوس مین آرام نہین ملے گا اگر عنایت کرکے آپ اپنی چھاؤنی مین جگہ دین تو بہتر ہو۔ شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجاکر ٹھہرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا۔ ڈیڑھ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نچھوڑا۔ عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا۔ شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسی قدر جواہر بیش بہا جو اس سانحہ سے قبل اُسنے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدیا تھا وہ ضبطی سے محفوظ رہا۔

تاریخ ہندوستان مین مولوی ذکاءاللہ صاحب کہتے ہین کہ اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے۔

اگرچہ وزیر نے وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہے خود عالیجاہ کے ساتھ نہین کی مگر یہ اُنکی بڑے درجے کی وضعداری تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اُن سے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اُنکے حوالے کرین لیکن اُنھون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رُہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہان سے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین

رسوخ حاصل کیا۔ اور اُنکے مقربون کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رُہتاس کا حاکم یعقوب کیدان اور ساہ مل وہان کا قلعہ دار میرے متوسلون سے ہین اور وہان کا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اُس قلعہ پر جناب عالی کا قبضہ کرادون وزیر کو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین تھے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اُسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل و یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رُہتاس کو گیا۔ اُدھر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مؤلف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضے مین آجائے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کر چکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اُسکو سمجھایا کہ انگریزون کا پلّہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزون کے حوالے کردو تاکہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لیے دستخط کرادو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کٹاری سے منگالی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگائے چنانچہ وہ قلعہ انگریزون کے قبضے مین آگیا اور میر سلیمان

انگریزی فوج کے پہونچنے کی خبر سُن کر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی بُرائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لیے آنا اور وزیر کی فوج میسرہ کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اُسنے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سر انجام حرب و جنگ اور ملاحظۂ توپخانہ کی نہ تھی نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی چوپڑ کھیلنا کبوتر اُڑانا ہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو آئے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کراے تھے اور اُسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵ ستمبر ۱۷۶۴ء کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کے لیے چلین ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارے پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا دوسری طرف میجر منرو خود آیا۔ شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کی طرف سے پرگنہ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا جب انگریزی نوبین

ادھر بڑھنے لگین تو اُسنے اپنی فوج مغلیہ کو اُنپر دھاوے کرنے کا حکم دیا جن پر انگریزی لشکر نے گولے چلاکر ہٹادیا۔ اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کی وجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ مین بعض جگہ دلدل مین وہ توپ ایسی پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا۔ وزیر خود ایکہزار سوار لیکر گئے اور اُسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے۔ اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اُتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا۔ میجر منرو نے اُسکی طرف کوچ کیا اور ۲۲ اکتوبر سنہ مذکور کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آن کر خیمہ زن ہوا۔ وہ جھیل دونون لشکرون کے درمیان مین واقع تھی۔

فرح بخش مین شیو پرشاد کہتا ہے کہ نواب نے یہ ناتجربہ کاری کا کام کیا کہ اپنی بیگمات کو فیض آباد کو بھیجدیا بیگمات کے ساتھ بازاری اور دوسرے لشکری آدمی بھی چلے گئے اور باقی ماندہ سپاہ نے تمام اپنا بھاری بھاری سامان اپنے وطنون کو بھیجدیا جریدہ بھاگنے کو مستعد رہ گئے۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھری تھی۔ انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جاکر خبر لائین مگر جب وہ آدھی رات تک واپس نہ گئے تو میجر صاحب کو یہ یقین ہوا کہ وہ دشمنون کے پنجے مین گرفتار ہو گئے اسلیے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھرایا۔ صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے ستورات خانہ و خزانہ دور بھیجدیا ہے توپخانہ چلا آتا ہے مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر رہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت

دشمنون پر نہین ہے وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین - اُسکا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑ کر لڑائی کے ارادے سے مورچون سے باہر نکلے - موشیر لاک اور شمرو آٹھ توپ انگریزی اور آٹھ پلٹن تلنگون کے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے - اُنکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ و سوار کے معین ہوا اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر ٹھہرے اور راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ زمیندار بنارس دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قائم ہوے توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دھاوا کیا - درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیون پر ٹوٹ پڑے - اُسکی بھیر اور لشکر گاہ کو خوب قتل و غارت کیا - شمرو اور موشیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہو گئی - میجر منرو اسوقت جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دھاوا نہین کر سکتا تھا - اُسنے تھوڑی فوج گنگا کی طرف روانہ کی جس نے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے - کھنڈرون کی آڑ مین چھپے ہوے تھے - انگریزی تلنگے اُنکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہونچے تو ڈھیلون کی آڑ سے اُن تلنگون نے باڑھین مارنی شروع کین - شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخ زادے بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے - چونکہ دفعۃً ان پر باڑھین پڑنے لگی تھین اُنکا جواب پورا پورا نہ دے سکے - اُن تلنگون کی آتشباری نے انکا کام تمام کر دیا - شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے - اس وقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو

جان نثار کیجیے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اُسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے متبنے وحید الدین خان کے پیادہ ہوکر بڑھا۔ بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے مُنھ پھیرا میر وحید الدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھ کر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا۔

چو از رفتنش گشت آگہ سپاہ   گریزان برفتند زاوردگاہ

چنان لشکرش وآن انجمن   پراگندگی یافت از چند تن

شیو پرشاد نے فرح بخش مین یہ جو لکھا ہے کہ غلام قادر خان وغیرہ شیخ زادہاے لکھنؤ ہمراہی بینی بہادر داد مردانگی دادہ بر انگریزان غالب آمدہ بودند چنانچہ انگریزان از معرکہ آوارہ وسرگردان شدہ برکشتی ہا رفتہ بودند در عین معرکہ بازار ملک الموت گرم بود و مردان جنگ دیدہ کشش وکوشش فراوان مے نمودند مغلان دست بغارت وتاراج کشادند انگریزان بمعائنہ چنین حالت بد رہاے اشرفیہاے حبستی وبرنجی کہ براے چنین روزہا ہمراہ داشتند کشادہ در میدان مصاف افشاندند وپراگندہ کردند مغلان حفظ مراتب خودداریہا کہ لازمۂ سپاہگری وسرداری ست از دست دادہ بتاراج اشرفیہا پرداختند سرداران انگریزیہ بوالفضولی مغلان ملاحظہ کردہ وخود را جمع ساختہ وقت دوپہر باز یورش وحملہ کردند وبندوق چقماقی سردادند وبہ تجدید فتنہ خوابیدہ بیدار ساختند شکست فاش بر لشکر نواب اُفتاد۔ یہ بالکل بے سروپا قصہ ہے شکست لشکر وزیر کی وجہ اور ہے جواب بیان کرتا ہون۔

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اس وجہ سے وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شیخ زادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقون کی آواز سُنی تو اُسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اُسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنون پر حملہ کیا ہے اگر اُسنے لڑائی فتح کرلی تو میری وزیر کے سامنے بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اُسنے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دل مین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت سے شمرو اور موشیر لاک کے عقب سے نکلکر آگے بڑھا روبرو دلدل تھی اُس سے گزرنا مشکل ہوگیا اسکے علاوہ انگریزون کی طرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھانے کی مجال نہ ہوئی اُسکے ساتھ چھ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھ جانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفون کے درمیان حائل ہوگیا تھا اُدھر سے میجر منرو نے دھوین اُڑا دیے۔ شجاع قلی خان اور اُسکے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکلگئے مگر انگریزی فوج کی باڑھون نے اُنھین پچھاڑ دیا ملک عدم کی راہ لی جو ہمراہی بچے وہ بھاگ نکلے اور میدان مین جو لوگ کھڑے تھے اُنھین بھی اپنا اضطراب دکھلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا اور بینی بہادر کے مقابل سے گزر کر لشکر وزیر مین داخل ہوے

اور اب کسی کو تاب قیام نہ رہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمکحرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہے جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اُنکے تمام لشکر کا مال و اسباب انگریزون کے ہاتھ لگا آپس مین بھی خوب لوٹ مار کی جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر ہر جنس سے معمور تھا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی اور بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہ کر وزیر کی فوج بھاگی۔ اسوقت انگریزی لشکر نے اُسکا تعاقب کیا مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا اگرچہ اُنکی تھوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی مگر بہت سی بچ گئی۔ میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اُسپر کشتیون کا پُل اُنھون نے باندھا تھا۔ پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہنچین اُسے توڑ ڈالا اگرچہ دو ہزار آدمی اس پُل شکنی کے سبب سے ڈوب کر اور اَور طرح سے مر گئے لیکن شجاع الدولہ اگر یہ نہ کرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اُتر کر اُنکی ساری سپاہ کو کرم ناسہ مین ڈبو کر تہس نہس کر دیتی اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپے کا لیلیتی بہت سے لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پھنس کر تلنگون کی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوے۔ انگریزون نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر فراریون پر گراب مارنا شروع کیے اور بندوقون کی گولیون کا مینھ برسایا کچھ بھگوڑے گولے اور گولیون سے ہلاک ہوے۔ جو گنوارون کے پالے پڑے اُنکے ہاتھ سے کام آئے۔ باقی ماندہ نہایت بے عزتی سے بچکر نکل گئے اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامے کا ناظم اُسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے

ندانست بیچارہ از را سے خام — ز دستور در کین برآوردہ نام
بسیجر چنان تنگ بُد کردہ کار — کہ جستے ز میدان کینہ کنار
شدے فرہی جفت دستور شاہ — نماندے ز انگریز یک تن سپاہ
ز اندیشۂ خام آن شور بخت — شود واژگون کار و بسیار سخت
برآوردہ نامش بخاک افگند — سپہ را بدام ہلاک افگند

یہ لڑائی بھی قابل یاد رکھنے کے ہے۔ اُسمین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹھارہ ہندوستانی سوا اُنکل سات ہزار بہتر آدمی تھے اور بیس توپین تھین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور جنھون نے اُسکا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی اور سرداروں مین سے شجاع قلی خان عرف میان عیسیٰ اور میر مرتضیٰ رسالہ دار مغلیہ اور غلام قادر خان اور غلام یٰسین و عبدالرزاق اور اُسکے بھائی اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مغل مارے گئے اور رہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزون کے ہاتھ آئین۔ انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوے۔ شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزون سے مل گیا۔ نواب کا جو مورچہ اُسکے سپرد تھا اُسمین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ بلکہ فرح بخش مولفہ فیض بخش سے ثابت ہوا کہ نواب کے دوسرے

سردار بھی انگریزون سے ملے ہوے تھے اس کتاب مین لکھا ہے کہ لسبب مخالفت بعضے سرداران فوج خودش در عالم نہانی خطوط موافقت خویش بہ سرداران کمپنی مے فرستادند وراجہ بینی بہادر نائب صوبہ با جمعیت دہ ہزار سوار دریں وقت کنارہ گرفتہ از دور تماشامے دید باستصواب برادران مثل نواب سالار جنگ وغیرہ کہ مقتضاے آن وقت بود مراجعت فرمودہ

وزیر نے اپنے زخمیون کی خبر نہ لی اُن کو میدان مین بے دست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصرت مندون کی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ پانچ روز تک متواتر اُن زخمیون کو چنتے رہے جنمین جان باقی تھی اُنکو پانی پلایا یا خشکہ کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیون کی مرہم پٹی بھی اچھی طرح سے کرتے اسلیے دشمنون کے زخمیون پر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی۔

اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لیے پیدا ہوے نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوے تھے وہ تو لپست ہو گئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہو گیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہنا مین اس مصرع سے نکلتی ہے۔ ؎ در ہند امیر شد فرنگی ۱۱۷۸

فائدہ جلیلہ تمدن ہند مترجمۂ سید علی بلگرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کو انگریزون کے مسخر کر لینے کے دو سبب ہین اولاً یورپی تعلیمیافتہ افواج کے مقابلے مین دیسی افواج کا کمزور ہونا اور ثانیاً دیسی افواج کا اس تعلیم کو یورپی افسرون کے تحت مین حاصل کر لینا اور جیسا کہ انگریزون کا خیال ہے یہ فتح ہرگز اُنکی کسی

خاص جسمانی یا اخلاقی تفوق کی وجہ سے وقوع مین نہین آئی انگریزون مین دو خصائص ایسے ہین جن کا مقابلہ ہندی ہرگز نہین کرسکتے ایک اُن کا اعلےٰ درجے کا استقلال دوسرے اُنکی اعلےٰ درجے کی مستعدی انھین دو خصائص سے اُنھون نے ہند کو فتح کیا ہے۔ دیسی رئیسون کی بڑی بڑی فوجین جب میدان مین آتین تو وہ چھوٹی سی یورپی فوج کا بھی مقابلہ نہ کرسکتین۔

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکال کر ایک لنگڑی ہتنی دے کر رخصت کردیا تھا اُس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اُسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لائیے میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مین نے یہ چیزین آپ کے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تذویر ہون اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے جوابدیا کہ تمھاری مروت پر آفرین ہے مگر اسوقت مناسب نہین بروقت ضرورت طلب کرلون گا۔ اتفاق سے اُسی شب کو وہ ہتنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکلگیا اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزون کی پناہ مین داخل ہوجانا اور اُنکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بینی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لیے گنگا کے کنارے بنارس کے

مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوے تھے مقیم تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا نتھنون مین دم تھا شکست کے بعد بادشاہ نے ایک شقہ میجر منرو کو اس فتح وظفر کی تہنیت مین لکھا اور بیان کیا کہ مین آپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھُٹائیے اور میری حمایت واستعانت مین کوشش کیجیے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اُس سے جدا ہو گیا تھا۔ بینی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو مع لشکر کے دریا کو اُتر گیا۔ انگریزی سپاہ بکسر مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردون کو دفن کرے اور زخمیون کی خدمت اور چارہ سازی کرے اب میجر منرو نے بنارس کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ بھی اپنے بہرے جوکی سمیت اس طرف چلے آتے تھے اور انگریزی لشکر سے اُنکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا انگریز بھی اُنسے ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اُس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجیے اور اسکے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجیے یا جو کچھ اور جی چاہے وہ مانگ لیجیے۔ میجر منرو نے اپنے اعلےٰ افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جبتک کونسل کلکتہ سے حکم نہ آئے مین منظور نہین کر سکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲ نومبر سنہ ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھ کو اُسپر قابض کرا دو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین اور اُسکا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کریگا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اُس تھوڑی

فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا اور مین اُس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دلی چلا جاؤنگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوؤن جس نے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور انکی سابق مُراعات کی نسبت مین ہمیشہ اُنکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اُنکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جسمین دولت اور روپیہ بکثرت ہے اور مین اسیقدر پر راضی رہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ روہیلے جو وزیر نالائق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین۔[1]

شرائط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

بنظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جس نے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنائے سلطنتِ خداداد کو انجام دیا ہے ہم بخوشنودی تمام عنایاتِ شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعۂ شرائط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرائط حال و استقبال مین جاری و قائم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا اور اُسنے تکالیف اور خطرات جنگ جو ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اُنسے کی تھی اُٹھائے ہین ہم نے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہے اُسکو دی اور وہان کا انتظام و حکومت اُسکے سپرد ہوئی جسطرح اب تک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی اور جو کہ

[1] دیکھو صفحہ ۲۷ جلد دوم مجموعہ عہدنامہ جات ایچسن مطبوعہ ۱۸۶۳ء

راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کر لیا ہے اسواسطے وہ اُس کے مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کرے اور علاقۂ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور اُنسے خارج کی جائے گی فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہو کر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادے گی اس علاقے کی مالگذاری سوا مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبض و تصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانے کی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر ہمکو قبضہ ملتا جائیگا خزانۂ عامرہ سے اُسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہین گے جسقدر ہم سے ممکن ہوگا۔ اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جائینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کر دینگے چنانچہ بادشاہ نے بموجب ان شرائط کے ۴ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھ کر غازیپور اور باقی علاقۂ راجہ بلونت سنگھ انگریزی کمپنی کو عطا کر دیا۔ آخر کار کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اُسوقت سے بادشاہ انگریزون کے سایۂ حمایت مین داخل ہوے اور بادشاہ نے انگریزون کے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لیے آنا اور صلح کا کام پورا نہ ہونا

جب میجر منرو بنارس پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو اُسکے پاس صلح کا پیام دے کر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک

کیا تھا۔ میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب سُن لو کہ میر قاسم اور شمرو کے حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہے۔ اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ناممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہوسکتی ہے کہ پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی لے اور آٹھ لاکھ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجھے دیدین توبھی مین اُسکو خون بہا اُن اپنے ہموطن مصیبت زدہ شریفون کا نہین سمجھتا ہون کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جبتک میر قاسم اور شمرو کو میرے حوالے نہ کروگے۔ چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ شمرو تو صاحب فوج ہے اُسکا ملنا دشوار ہے مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنے آدمیون مین آیا اور اُن کو سارے ماجرے سے آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچھ سُن گُن پائی تو عالیجاہ کے حق نمک کا پاس و لحاظ کرکے جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چھ کوس پر مقیم تھا اُسے خبردار کردیا اُسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنے اہل و عیال کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلا گیا یہان پانچ برس رہا پھر یہان سے رانا ے گوہد کے پاس چلا گیا اور یہان سے دہلی پہونچا نواب نجف خان نے اُسکی تعظیم کی اور جبتک زندہ رہا خبرگیری اور خدمتگذاری بجا لاتا رہا۔

میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا اور پھر آنکر میجر صاحب کو سمجھایا مگر اُنھون نے انکار کیا تو بینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیلیس صاحب

کو ہمراہ کر دیجیے وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین نواب صاحب سے خود گفتگو کرین اسپر میجر صاحب نے کہا کہ نہ مین اُنکو جانے کے لیے کہون اور نہ اُنکو جانے سے روکون۔ یہ اُنکی مرضی ہے چاہے جائین یا نہ جائین مگر کپتان صاحب بینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کے لیے کہا اُسپر شجاع الدولہ نے جوابدیا کہ میر قاسم کو تو قیامت تک حوالے نکرونگا مگر آیندہ اُسکی حمایت نہ کرونگا (منشی ذکاءاللہ صاحب کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے سے اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اُسکی حمایت کیا کرتا تھا) اور شمرو کو بھی نہ دونگا مگر مجھے منظور ہے کہ تین چار آدمی انگریزی لشکر کے میرے پاس آئین اور مین شمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اُسکو دعوت مین موت کے مُنھ کا لقمہ بنائین اور کپتان صاحب کو بہت کچھ روپیہ دیا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کردین مگر میجر صاحب کب ایسی باتون کو سُنتے تھے وہ تو میر قاسم اور شمرو کے ذبح کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے۔

وزیر کا روہیلون کے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت و مال کو یہان رکھتے اسلیے اپنے معتمدون کو لکھنؤ اور فیض آباد بھیج کر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزائن و زر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ٹھہرین اور خود بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بیوی کو لیکر فیض آباد مین آئے اور قلعہ سے ضروری سامان سمیٹ کر ایک دن مین لکھنؤ پہونچے یہان بھی فیض آباد کی

طرح ایک ہی رات رہکر نقدی اجناس کا انتخاب کر کے ساتھ لیا اور روہیلکھنڈ مین چلے گئے
الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعۂ چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا
اور بینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے
مدد لیکر پھر انگریزون سے لڑنے کا ارادہ تھا اور اُسکو لکھنؤ کو رخصت دی اس نظر سے
کہ بینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تھا تاکہ اُسکا عمل صوبے مین رہے اور خود
شجاع الدولہ بریلی مین آئے۔ ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ
روہیلے حسنپور مین مقیم تھے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تھا اُسنے شہر
سے دور نکلکر استقبال کیا۔ اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی عزت کے ساتھ مہمانداری
کی۔ منتخب العلوم اور عماد السعادت مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر
عنایت خان کے ساتھ بریلی چلے گئے یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی جنگ
مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا۔ بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تھا۔ غرضکہ
شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اُسکو حافظ صاحب کے پاس
حسنپور کو روانہ کیا عنایت خان نے حسنپور پہونچ کر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی
آگئے ہین اور یہان آنے والے ہین۔ شجاع الدولہ نے اپنے اہل وعیال کو سالار جنگ
کی نگرانی مین بریلی چھوڑا اور خود تمام خدم وحشم کے ساتھ قصبۂ حسنپور کو روانہ ہوئے
روہیلہ سردارون نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر
لیگئے اور بظاہر ہر ایک نے اُنکی بخوبی تعظیم وتکریم کی اور پھر اُنکے ساتھ اپنی اپنی ریاستون
کو لوٹے دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو
بھی کمک کے لیے لکھا تھا۔ مگر اُنھون نے جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور کی

مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ مین بیان کیا ہے کہ روہیلون مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اسلیے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوے بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تھے کئی بلار روہیلون نے چاہا کہ اُنکو لوٹ لین لیکن اس وجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اُنکے ساتھ تھی کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلون کے شریک نہ تھے یہ سارا فساد دوندے خان کا تھا جنکو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایک دن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہوگئی اُس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہونچکر سارا حال بیان کیا تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے دوندے خان بھی انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین - نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورے کا حال معلوم ہوا تو اپنی فوج مین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اُنکو غافل پاکر تباہ کردین - حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور آپ روہیلون کی جمعیت مین جاکر اُنکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی کمرین کھلوادین پہر دن چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا - بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مین نے اُنکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کی طرف تشریف لیچلین مین بھی آپ کے ساتھ چلتا ہون (انتہے) پھر مجھے تعجب ہے کہ ماثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد

حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اُنکو طرح طرح سے خفت پہونچائی
اور جو کچھ مال باقی تھا اُسکے چھین لینے کی فکر کی - جام جہان نما مین بیان کیا ہے کہ چونکہ
انگریزون کی جلادت کا تمام مین شہرہ ہو گیا تھا اسلیے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا
قبول نہ کیا شیو پرشاد کی فرح بخش مین مذکور ہے کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سے
بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار ہنکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا
کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا - جھگڑا پیدا کرنا اور فتنۂ خوابیدہ کو جگانا عقل کے
خلاف ہے ہم سے یہ نہو سکے گا - مگر حافظ صاحب شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد
کو اُنکے ہمراہ روانہ ہوے - اِنھون نے نواب وزیر سے صاف کہدیا تھا کہ یہان کسی
سے اُمید رفاقت نہین فرخ آباد مین چلکر جو کچھ آپ کی مرضی ہو گی اُسکا انتظام کیا جائیگا
نواب احمد خان بنگش بھی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہے اگرچہ نواب صفدر جنگ سے
اور اُس سے صفائی نہ تھی اور آپ کے ساتھ بھی خط وکتابت نہین ہے - لیکن جبکہ
آپ وہان چلینگے تو یقین ہے کہ وہ آپ کے جانے کو فخر سمجھے گا اور اچھی طرح مہمانداری
کریگا اور عمدہ مشورہ دیگا بلکہ عجب نہین کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہو - اور
عماد الملک وہان موجود ہے وہ بھی شراکت کرے تو عجب نہین - شجاع الدولہ نے اس
مشورے کو پسند کیا اور فرخ آباد کو روانہ ہوے اور اپنے عیال واطفال کو اپنے
چچا شیر جنگ اور مظفر الدولہ بخشی الملک ابوالبرکات خان کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے
روہیلے نواب کے آدمیون کو رات دن لوٹتے کھسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے
شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سُن سُن کر صبر کرتے تھے[1]
رہیلکھنڈ گزیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بے دلی کے ساتھ

[1] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲/۵

تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اُنکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوے۔ اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے اور اُنکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے۔ نواب احمد خان گنگا پر کشتیون کا پُل تیار کراکے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آیا اور مہمانی کی رسم ادا کی اور بہت دلجوئی کی تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے پھر دونون ملکر عماد الملک کے پاس پہونچے اُسکے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا۔ اُسنے شجاع الدولہ سے پگڑی بدلی۔ جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لیے درخواست کی تو اُسنے بہانہ کرکے ٹالدیا۔ فرح بخش مین شیو پرشاد کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک اور حافظ رحمت خان کے مشورے ہوے مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی۔ شمرو۔ ہوشیار لاک۔ ہمت بہادر اور امراؤ گر نے بھی جو مدتون کے نمکخوار تھے نمکحرامی کرکے ترک رفاقت کی۔ شمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے لیکن حافظ صاحب کی دھمکی سے اُسکا ارادۂ فاسد کارگر نہ ہوا۔

بتاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمّت بہادر بندیلکھنڈ کی طرف چلا گیا تھا چونکہ یہان نااتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ قابو پاکر صاحب طاقت ہوگیا۔

فوج انگریزی کا قلعہ چنارگڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ اُمید نہ رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کی طرف کوچ کیا راہ مین چنارگڑھ کا محاصرہ کیا اور راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی تحریک سے میجر منزو نے قلعۂ چنارگڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس

کوس کے فاصلے پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا۔شیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک تھا لیکن اُس کے ہمراہی دلیر تھے اُنھون نے محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس بھیج کر چندروز لڑائی جاری رکھی انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردی سے قلعہ ہاتھ نہ آیا دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے چنارگڈھ کا محاصرہ اُٹھالیا اور کچھ سپاہ یہان چھوڑکر باقی سپاہ ساتھ لے کر بنارس کی طرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانۂ لکھنؤ ہوکر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزون کی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین شمرو کا تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتھ سے نکل گیا۔شتاب رائے انگریزون کا بڑا معتمد اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اُسنے بینی بہادر کی خدمت گزاری غنیمت جانی۔میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا۔شجاع الدولہ نے بھی اپنی سپاہ کو چنارگڈھ سے بلالیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے دونون لشکر ایک دوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑدیا اور ولایت کو چلا گیا اور اُسکی جگہ میجر کارنگ مقرر ہوا۔میجر کارنگ کو راؤ شتاب رائے سے اتحاد تھا۔ شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اُس نے

بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام سے لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سے اپنے پاس بُلا لیا بینی بہادر نے پہونچ کر ملاقات کی اوسا پنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور کسی قدر معاملات کا حل وعقد اُسکی سپردگی مین آیا - کارنگ صاحب کہتا تھا کہ جس وقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدو گے اُسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمھارے سپرد کردینگے - اور بینی بہادر اس امر مین حیلہ کر کے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راؤ وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کی طرف آئے - بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اُس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور اُڑ گیا - بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا - شتاب راے نے ملہار راؤ اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سُنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجیے تاکہ مین انگریزون سے کہہ کر تم کو رخصت دلادون آپ بخوشی خاطر چلے جائیے اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے - جس سے ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجیے کیونکہ میرا نقصان ہوگا آپ کی بدنامی ہوگی بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اُس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت رہا اور بعض محالات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا چند کپنیان تلنگون کی اُسکے ساتھ تھین اُنکو لیکر لکھنؤ کی طرف عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر لشکر وزیر کی طرف رُخ کیا تلنگون نے مزاحمت کی مگر اپنی قلت اور اُسکے ساتھیون کی کثرت کی وجہ سے مجبور رہے وہ وزیر کے لشکر مین جا پہونچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

جو سپاہ شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملکِ اودھ کے اندر

بہت دور تک چلی گئی تھی - شاہ عالم کے ساتھ جو یہان یہ بات ٹھہری تھی کہ غازی پور اور بنارس انگریز لے لین اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کر لین اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکرون کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے اُن احکام وہدایات کے خلاف ہے کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائے گا اور نفع نہ حاصل ہوگا - علاوہ اسکے یہ ضروری متصور ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قائم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اُسکی کمیٹی نے بھی یہ رائے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہو جائین کہ اُس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہے - سرکار کمپنی کا اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا - یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے تھے اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہونچاتے تھے اسلیے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اب اُسنے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور شمرو کو حوالہ کرین بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لیے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کر دیے جائین - جسوقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اُسنے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہے جسکا منظور ہونا ناممکن ہے کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنون کے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اُنھین قتل کیسے کرائیگا - مگر یہ معلوم نہ تھا کہ شمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے - یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل وعیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلیے

بریلی بھیجدیا تھا اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لیے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کر لی کہ اپنے پر و بال درست کر کے پھر انگریزون سے جنگ کرین شمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چل دیا تھا جاٹون سے اپنی نوکری کی گفتگو کر رہا تھا۔ انگریزون نے دو لفٹیننٹ میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنو کو روانہ کی تھین۔ اُنھون نے اسپر قبضہ کر لیا اور اُسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کر دیا تھا۔ علی اکبر خان کو توال مقرر ہوا تھا۔ اور راؤ شتاب رائے سب کامون کا منتظم تھا۔ مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تھا بندیلکھنڈ سے یہان آگیا تھا اور انگریزون کا ملازم ہو گیا تھا۔ سر روبرٹ فلیچر صاحب کو اُسنے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی تبلا دی کہ جہان پشتہ اُسکا نہ تھا صاحب ممدوح نے اُسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ حوالے کر دیا اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے قلعۂ چنار گڈھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالے کر دیا بعض ان مین سے بادشاہ کے ملازم ہو گئے اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

مرہٹون کی مدد سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راؤ ہلکر کو تیس ۳۰ ہزار سوار کے ساتھ تیس ۳۰ ہزار روپیے روزینہ پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بُلایا۔ اور عماد السعادت مین لکھا ہے کہ ملہار راؤ کو پینتالیس ۴۵ ہزار سوارون کے ساتھ مالوے سے بُلایا اُسنے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی چند آدمیون کو

ساتھ لے کر تماشائیون کی طرح ہمراہ ہوا۔ شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوے اس عرصے مین ملہار راؤ آپہونچا وزیر اپنا لشکر اور مددگارون کو ساتھ لے کر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے۔ کرنیل کارنک نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ میجر فلیچر کے دستۂ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور میجر صاحب سے مل گیا ۳ مئی ۱۷۶۵ء (۱۲ جمادی الاولی ۱۱۷۸ھ) کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپون کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ توپون کے چھوٹتے ہی کوؤن کی طرح اُڑ گئے۔ عماد الملک بے چارہ کیا کرتا۔ وزیر کے پاس گو سپاہ تھی مگر بکسر کی شکست کا ہول اُسکے دل سے دُور نہین ہوا تھا۔ مرہٹے جمنا پار بھاگ گئے اور عماد الملک کا اس لڑائی مین تمام اسباب لُٹ گیا۔ شجاع الدولہ نے اپنے اقتدار کے وقت مین اُسکو ۱۵ لاکھ روپے کا ملک دینا چاہا اُسنے قبول نہ کیا لیکن خط وکتابت جاری رکھی اس لڑائی مین حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ گلستانِ رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے اور آخر کار امداد سے انکار کیا مگر اُس کی تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہے اور مآثر الامرا سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگا کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے اور نواب احمد خان کے ہان اُنکو پہونچا کر اپنی ریاست کو لوٹ گئے لیکن فرح بخش مولفہ شیو پرشاد اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہے کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود رہے۔

الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کھا کر دریاے جمنا کو عبور کر کے قلعۂ

کالپی مین پناہ گزین ہو گئے اور تمام کشتیون پر قبضہ کرلیا انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہو گئے ہین اور کشتیون پر قبضہ کرلیا ہے اب دریا سے کیسے اُتر سکتے ہین اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین آخرکار جوار کے سینٹون کے گٹھے جمع کر کے اور سَن کے رسّون سے بندھوا کر اور سب کو جما کر اور دھان یعنی چانولون کی پیال اُسپر بچھوا کر ایک دمدمہ اس طرح تیار کرلیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اُسپر بٹھا کر قلعۂ کالپی پر گولہ باری کرائی وہ قلعہ کچھ زیادہ مضبوط نہ تھا اسلیے شجاع الدولہ بے استقلال ہو کر وہان سے بھاگ کر پھر فرخ آباد مین پہونچے - یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تھا - بعدازان فتح گڈھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اُنھین قتل کر ڈالین کیونکہ اُنکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے - کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرے اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے -

ایک بار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا نواب سعادت علی خان کے اُستاد میر اکبر علی نے مصنف لوح تاریخ سے کہا کہ مین بھی اُسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا - نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ اپنے سلاح خانے سے منگوائے جنکی بہت تعریف ہوئی بعدازان جواہرات طلب کیے - ایک موتیون کا ہار جسکو قائم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اُسکی تعریف کی - احمد خان نے وزیر کے گلے مین ڈالدیا - شجاع الدولہ غصّے سے لال ہو گئے اور اُس ہار کو اُتار کر دیر تک ہاتھ مین لیے رہے اور ہر ایک دانے کو گھما گھما کر دیکھا بعدازان ہار کو تکیے پر رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عماد الملک بھی

اُٹھ کھڑے ہوے۔ شجاع الدولہ فتح گڑھ کو روانہ ہوے اور آکر اپنے درباریون سے کہا کہ احمد خان نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے موتیون کا ہار بطور خلعت کے دینے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لیے گیا دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دائم خان چیلہ احمد خان کی گود مین تھا جو علے العموم چھوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دائم خان نے کہا مین بھی پیون گا اُسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اُس وقت سے الماس علی خان دائم خان کی بڑی عزت کرتا تھا اور آصف الدولہ سے دائم خان کو بکراؤن واقع پرگنہ ساہورا اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

دو گرفتار شدہ انگریزون کو شجاع الدولہ کا خاطر سے رکھنا

دو انگریز فوجی افسرون کو اثناے راہ مین میر باقر خان کے رسالے کے سوار گرفتار کر لائے تھے نواب شجاع الدولہ نے اُن کا قتل حالت مجبوری مین مناسب نہ جانا اور اُن کو خیمے مین علٰحدہ ٹھہرایا اور جملہ ضروریات مع شراب وغیرہ اُنکے واسطے مہیا کرا دین اکثر تب وہ دونون نواب کی ملاقات کے لیے آتے تھے اور اکثر تب نواب شجاع الدولہ بذات خاص اُنکی خبرگیری کو اُنکے خیمے مین جایا کرتے تھے اور اُنسے یہ بھی کہدیا تھا کہ تم کو ہم اجازت دیتے ہین جب چاہو اپنے لشکر مین چلے جاؤ مگر اُنھون نے لشکر شجاع الدولہ مین چند روز تک اپنا قیام خود پسند کیا بعد اسکے نواب سے رخصت کی درخواست کی نواب نے آٹھ خاصے کے گھوڑے اور چار ہاتھی اور کشتی جواہر اور

دو ہزار اشرفیان دے کر رخصت کر دیا اُنھون نے اپنے لشکر مین پہونچکر نواب کے
حُسن اخلاق اور طریقۂ مہمانداری و سخاوت کی ایسی تعریف کی کہ انگریزی لشکر کا سپہ سالار
مشتاق ملاقات ہوا اُن دونون انگریزون نے نواب کو اپنے افسر اعلےٰ کے حال
اشتیاق سے اُسکی اجازت لےکر خبر دی جس وقت مین لشکر انگریزی مہدی گھاٹ
واقع دریاے گنگا پر قیام پذیر تھا نواب شجاع الدولہ بلا تزک و احتشام پالکی مین
سوار ہوکر مع چند خواص کے عبور دریا کے ارادے سے کشتی مین سوار ہوے۔ جب
انگریزی سپہ سالار نے خبر پائی متعجب ہوا الغرض جب کشتی کنارے کے قریب پہونچی
تمام انگریز اپنے خیمون سے نکلے اور نواب کا استقبال تعظیم سے کیا سلامی کی توپین
لشکر انگریزی سے سر ہوئین۔ سپہ سالار نے بعد کلمات اخلاق عرض کیا کہ فقط
عالیجاہ نواب قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ کی بدعہدی کی وجہ سے سرکار کمپنی کو
اُسکی سزا دہی منظور تھی مگر اِس تدارک مین یہانتک نوبت پہونچی کہ آپ اُسکی اعانت مین
مقابلے پر آئے ہر چند لشکر انگریزی آپ سے صلح پر آمادہ رہا مگر اتفاقات نے
بعوض صلح ابتک جنگ و جدل مین وقت ضائع کیا اور آپ نے ہمارے افسران
گرفتار شدہ کو عین وقت جنگ مین مہمان اپنا سمجھکر مراسم مہمانی ادا کیے ہین اس کا
تمام لشکر انگریزی شکر گزار ہے اب آپ طریقۂ صلح منظور کرین چونکہ نواب شجاع الدولہ
جنگ سے تھک گئے تھے حرف اجابت زبان سے نکلا اور اُس شب کو لشکر انگریزی
مین استراحت کی افضل التواریخ مین رام سہاے نے اسی طرح لکھا ہے۔ یہ بات بھی
درست ہوگی مگر نواب کے لشکر انگریزی مین جانے کا زیادہ محرک نواب احمد خان بنگش
والی فرخ آباد ہے جس کا حال آگے آتا ہے۔

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہوگئے تھے سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے ہر ایک صلاح دیتا تھا مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے انکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اُنسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدون کو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ عزت کے ساتھ جان جائے گی اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اُنکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے اور تمھارے آرام و احترام مین سعی کرینگے یہ روہیلے تم کو توقع رفاقت مین رکھینگے اور کچھ نہ کرینگے یون ہی مضحکہ اُڑائینگے مفت اپنا روپیہ اُمید و توقع مین برباد کرتے ہوئے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا یہ بات شجاع الدولہ کے بھی سمجھ مین آگئی۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوارون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کرکے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹ رمئی ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جنرل کارنگ کے لشکر مین آموجود ہوے جنرل صاحب نے استقبال کیا اور وزیر نے

پالکی سے اُتر کر اُنسے معانقہ کیا اور جنرل صاحب کے خیمے مین آئے شتاب رائے اور جنرل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری وضیافت کے تمام لوازم ادا کیے اور راؤ شتاب راے کی معرفت مراتب صلح طے ہوے۔ شتاب راے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمکخوار تھا اور بینی بہادر کے ساتھ رہتا تھا اُسی کے ذریعہ سے دو تین روز مین صلح ہو گئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزون کے ایما سے اپنے نوکر وہین طلب کر لیے وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپسمین ملتے اور ایک دوسرے کے ہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی۔ سولجرون کی نشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوے اور کئی ہزار روپے انعام کے دیے لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تھا۔ شجاع الدولہ جرنیل کارنگ کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب ثابت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اُنکی ساری ریاست اور مُلک خود چھین لیتے یا اُنکو جن شرائط پر چاہتے مُلک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تھے کہ اُنکی ریاست گئی گنوائی قائم رہی اُنھون نے بہت سا انگریزون کی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف مین کہ اسقدر ملک اُن کو عطا ہوتا ہے۔ بناے مصالحہ ان امور پر قرار پائی۔ کہ شجاع الدولہ اپنے ملک پر کہ جو اُنکے قبضے مین پہلے تھا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لیے دیدیے جائین۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکھ اس وقت نقد دین

اور آٹھ لاکھ کے جواہرات اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اس طرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین اس عہدنامے کی تاریخ سے سب ادا ہو جائے اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اُنکی کمیٹی کی راے کے نزدیک بہت تھوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور زیادہ روپیہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر ظلم وستم توڑتے پھر اُس سے ملک مین فتور مچتا نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کو کوٹھیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کر کے تجارت کرنے دین اسپر اُنھون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن وامان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کھڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہو رہے ہین غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پھر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد وپیمان بھی ٹھہرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھین اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اُسکی اعانت کرے اور جب فوج اعانت مین طلب کرے اُسکے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزون کی رفاقت کے سبب سے شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا اور خائن اور نمکحرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے ملگیا تھا نواب کا مورچہ جو اُسکے سپرد تھا اُسمین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا اور نواب کی شکست کا ایک یہ بھی سبب ہوا اُسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا اور اُنکی اطاعت مین اور اپنی حمایت مین اُسے لے لیا۔ اور یہ ٹھہرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکھتا تھا وہی زمینداری رکھے اور جو

زرمالگذاری دیتا تھا دے غرض سب طرح عہدنامہ بمقام الہ آباد مین ۱۶ اگست ۱۷۶۵ء کو مُہر اور دستخط سے تیار ہوگیا۔ میر قاسم اور شمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ ہوا اسلیے کہ اب اُنکا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا البتہ یہ اقرار نواب سے لے لیا گیا کہ وہ اُن دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے اور جو انگریز فراری ہوکر اُنکے ملک مین آئیگا اُسکو حوالے کردینگے۔

منشی اعتصام الدین نے شگرف نامے مین لکھا ہے کہ لارڈ کلایو نے انجیل ہاتھ مین لےکر نواب کو دی اور نواب نے قرآن ہاتھ مین لیکر لارڈ کلایو کو دیا بعد اُس کے باہم گلے ملے تمام ملک اودھ کی آمدنی جو نواب کے پاس رہا ڈیڑھ کروڑ روپے کی تھی اور ۱۵ لاکھ روپے بنارس وغازیپور کے محاصلات تھے۔

انگریزون نے صلح کے بعد وہ تمام خط شجاع الدولہ کو دیدیے جو اُنکے سردارون نے انگریزون کو لکھے تھے اسلیے نواب وزیر کے دل مین اُن کی قدر نہ رہی۔

وزیر کو زرمعاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا

سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زرخرچۂ جنگ کے کسی قسم کی پریشانی نہ رہی وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا۔ اسلیے اپنے ہر ایک رفیق سے اُسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تھے اپنی والدہ اور ساس اور بیوی اور سالون کو لکھا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے۔ مؤلف سیرالمتاخرین نے سُنا تھا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اُن مین سے کسی نے نصف کسی نے

ثلث کسی نے ربع کا اقرار کر کے بھیجدیا تھا یہانتک کہ وزیر کی مان اور رسالون اور غلامون اور نوکرون نے بھی چندہ کیا وزیر کی بیوی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اُسکی کنیزون کے پاس جو کچھ زیور تھا یہانتک کہ ناک کی نتھنیون کو بھی مع موتیون کے وزیر کے پاس بھیجدیا۔ جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اُنکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین۔ شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کر لی کہ جو کچھ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کر دیتے نصف زر معہودہ کے سرانجام ہو جانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کر دیا۔

مجھے اس بیان سے تعجب ہے کہ وزیر سے تو بارہ لاکھ روپے نقد اور آٹھ لاکھ کے جواہرات مانگے تھے کیا اتنی سی رقم بھی اُنکے پاس نہ تھی مؤلف سیرالمتاخرین کا بعض حصہ بیان کا سُنا سُنایا معلوم ہوتا ہے۔

فرح بخش مین اور بھی طرفگی کی ہے اُسکا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بھی صفائی ہو گئی بادشاہ کی مطلق مرضی نہ تھی کہ نواب کو پھر ملک ملے۔ مگر چونکہ ترحم ذاتی اُنمین تھا۔ اسلیے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی نواب سے لارڈ کلایو نے ۶۵ لاکھ روپے طلب کیے۔ نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے مگر کارنک صاحب اس بات سے خوش ہوا اور نواب کو مبارکباد دی اور کہا کہ تمھارا ملک تم کو واپس مل جائے گا نواب نے کہا کہ مجھ سے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کرین

آپ سے بسہولت یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اُڑلیسہ کی بابت تبیس لاکھ روپے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لیے مقرر کیے ہین اور بنارس وغیرہ ۲۸ لاکھ روپے سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزون کو جاگیر مین دیے ہین لیکن اسوقت تمھاری تباہی پر رحم آتا ہے اسلیے بنارس ہم تمھین دیے دیتے ہین - بالفعل صلاح یہ ہے کہ تبیس لاکھ روپے کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہمکو دیدو اور ۲۸ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کر لیا جائے گا اس طرح ساٹھ لاکھ روپیون سے تم کو سبکدوش کر دیا جائے گا اور باقی پانچ لاکھ روپے نقد جمع کرادو - نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۳۲ لاکھ روپے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلیے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین - ثابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۶۵ لاکھ روپے بابت خرچۂ جنگ مقرر کر کے بنارس کے چھوڑ دینے کی چٹھی کارنگ صاحب کو دے کر کلکتے کو چلے گئے جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس گئے - منیر الدولہ رضا قلی خان اور شتاب راے بھی اس مشورے پر مطلع ہوکر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کو شجاع الدولہ کو ۳۲ لاکھ روپے کی رسید دینے سے روکین مگر یہ دونون ابھی حضور مین باریاب نہین ہوے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے در دولت شاہی پر پہونچ گئے اور تسبیح خانے مین حاضر ہوکر کورنش بجالائے - حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا - نواب نے تمام حالات اوّل سے

آخر تک عرض کیے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزون کے ساتھ تصفیے کا انحصار
حضور کے تفضلات پر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمکو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ
نہین جس مین تمہاری بہبود ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ
۳۲ لاکھ روپے کی رسید مرحمت ہو۔ بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ
نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مُہر سے مزین کر دیا۔ نواب آداب اور شکریہ
بجالا کر رخصت ہو گئے بعد اسکے منیر الدولہ اور راجہ شتاب راے پہونچے اور بادشاہ سے
لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۶ لاکھ روپیہ خرچۂ جنگ پر تصفیہ
قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور گذارش کیا کہ حضور ۳۲ لاکھ روپے کی رسید نہ دین بادشاہ
نے مُسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اُسکو ۳۲ لاکھ روپے
بخشے۔ منیر الدولہ اور شتاب راے تاسف کرتے ہوے اُٹھکر چلے گئے نواب نے ۳۲ لاکھ
روپے کی تو یہ رسید اور ۲۸ لاکھ روپے کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھ کر جرنیل
کارنگ کے حوالے کر دی۔ جرنیل نے بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو
دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپے اور تین لاکھ روپے اہلکاران کمپنی حق کے امداد کی
بابت مانگے۔ نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپے میسر آئے۔ نواب مجبور ہوکر
شتاب راے کے ڈیرے پر گئے اور اُس سے روپیہ چاہا اُسنے دو لاکھ روپے
نذر کیے اور پچاس ہزار روپے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپے خان عالم نے دیے
اسپر بھی دو لاکھ باقی رہ گئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اُنکی بابت جرنیل
کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا اور ملک کی
بحالی کی چٹھی اُسکے حوالے کر دی اور اُسکو حکم دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جاے

تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اُنکے صوبجات کی طرف رخصت کیا۔ جو احسان جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلیے کہ صرف زبانی جمع خرچ پر دو صوبے چھوڑ دیے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبون پر نواب کو قبضہ حاصل ہو سکے گا اور انگریز آسانی کے ساتھ چھوڑ دین گے۔ اور نواب کی مروت کا کیا بیان ہو سکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ وپیام کی رسم بھی جاری نہ رکھی تحفہ وہدایا کا بھیجنا تو بڑی بات ہے اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین ہے۔ کہ آلہ آباد اور کوڑے کے اضلاع کہ جو بادشاہ کے مصارف کے لیے مقرر ہوے تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور ۳۲ لاکھ روپے جو انگریز بادشاہ کو سال بہ سال دیتے تھے وہ بند کرا دیے اور نواب کی دوسری حرکات وسکنات بھی ظاہر ہین (انتہےٰ کلامہ) اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلیے ہم اُن کی تردید سے قطع نظر کرتے ہین۔

بادشاہ کا بنگال۔ بہار اور اُڑلیسہ کی دیوانی کی سند انگریزون کو دینا

شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے عہد وپیمان کرنے کی تجویز کی اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا غرض یہ مجمع الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا اور مراسم تعظیم وتکریم ادا کیے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح ہمایون بخت نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزون کے قاتلون کے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی اُنکے ساتھ جو رعایتین

ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اُنکے حقوق پر نظر نہ ہوئی پہلے اُن کو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اُسپر یہ اور طرہ ہوا کہ بیس لاکھ روپیہ جو میر جعفر۔ میر قاسم اور نجم الدولہ اسپر میر جعفر مرحوم پر واجب الادا تھا جب اُنھون نے مانگا تو اُسکا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اُس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائے گا اسلیے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار۔ اور بنگال۔ اور اوڑلیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھ روپے کی جاگیر بادشاہ کی ٹھہری تھی جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلیے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ روپے سالانہ کے بوجھ سے بچ گئے اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے بادشاہ اور وزیر دونون انگریزون کی جرأت اور جلادت کے زیردست اور اُن کے فہم و فراست کے محکوم تھے چار و ناچار قبول کرنا پڑا۔ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اُن کو دیے گئے جنکی آمدنی اٹھائیس لاکھ روپے سالانہ شگرف نامے مین بتائی ہے۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اُڑلیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو۔ بیان کیا تھا سوائے منظور کے اور کچھ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون ضلعون کی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھ کر دیدی گئی۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکھ روپے مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کی طرف سے لکھی گئی اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی۔ دو کھانے کی میزون سے جوڑا ہوا بادشاہ کا تخت تھا جسپر اُنھون نے بیٹھ کر ڈھائی کروڑ آدمیون پر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کر دیا یہ واقعہ بھی اگست ۱۷۶۵ء کا ہے۔ میر جعفر جنگ بکسر سے ساڑھے تین ماہ کے بعد

مرگیا تھا اُسکے بیٹے نجم الدولہ کو انگریزوں نے جانشین کیا تھا اب لارڈ کلایو نے نئے نواب کے لیے ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کر کے باقی تمام معاملات مالی و ملکی و جنگی و تحصیل زر حاصلات و سائر سب افسران کمپنی کے ہاتھ مین دیدیے تھے گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے۔ فرانسیسون کے ساتھ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بے وفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدل دیا اور تاجر سے حاکم بنا دیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح ہو جانے کے مضمون کا خط ٹیک چند کے ہاتھ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کر کے حفاظت کے ساتھ اودھ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجدیے گئے۔

سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعۂ چنار گڑھ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کر کے خود صوبۂ فیض آباد کو چلے گئے اور یہین سکونت اختیار کی۔ ہمین قلعون کے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبۂ اودھ کی سند آل تمغا عطا کرنا

مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے جبکہ ۱۱۷۸ھ ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے

کوڑہ مانک پور کو گئے تو شجاع الدولہ اُنسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لیے انگریزون کو ساتھ لائے اور پچاس لاکھ روپے نقد پیش کرنا مقرر کیے اور بادشاہ سے ملے بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سربستہ اور تلوار جس کا قبضہ مرصع تھا اور ملمع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغاے لکھنؤ اور صوبۂ اودھ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپے نقد بخشے پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے اس مضمون مین ہمکو اگر جاے گفتگو ہے تو صرف پچاس لاکھ اور دس لاکھ روپون کے طرفین کے دینے مین ہے

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کردینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمکحرامی کی وجہ سے اُس سے ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور افضل التواریخ مین رام سہاے نے تحریر کیا ہے کہ نواب شجاع الدولہ جب بعد صلح کے سب طرح سے مطمئن ہوگئے اور تخمیناً ایک سال سے زیادہ ہوگیا تب بھی اپنی شکست کا رنج دل سے نہ بھولے اس واسطے دل مین خیال کیا کہ ملک بے سیاست کے نہین رہ سکتا ہے اور بغیر کارپردازون کے انتظام ریاست بھی غیر ممکن ہے پس لازم ہے کہ جسکی وجہ سے میری شکست ہوئی ہے اُسکی سزا دہی مین دریغ نہ کرون نواب نے سوچا راجہ بینی بہادر وہی ہے جو انگریزون کی طرف سے صلح کی گفتگو مین مؤکد تھا مگر جب صلح نہین ہوئی اور جنگ کی نوبت آئی تب اُسی کے مورچے سے فوج انگریزی بلاتعرض

گھس آئی جسکی وجہ سے ہزارون نمکخواران ریاست اودھ جان سے مارے گئے اور تمام مال ومتاع ضائع ہوگیا اور نیکنامی مبدل بہ بدنامی ہوگئی حکومت سے ماتحتی رہگئی اور خود زندہ بدستور کار ریاست پر قائم ہے۔

سنہ ۱۱۸۱ھ مین ایک دن شجاع الدولہ علاقۂ محمدی سے (اور بقولے مقام باڑی سے) ایکہزار سوار ساتھ لیکر اُسکی گرفتاری کے لیے منڈیانون کو روانہ ہوے جو لکھنؤ کے پاس ہے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے راجہ نواب کی آمد کا حال سُنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین چونکہ راجہ کے تحت مین تمام مغلیہ سپاہ تھی اور پیادہ وسوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اسلیے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اس کو گرفتار کرنا چاہا اُسکے حال پر نہایت شفقت ومہربانی کرکے اُسکے خیمہ مین ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہے کچھ کھانے کو منگواؤ راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگاکر کھلایا نواب نے وہین استراحت کی۔ جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی اور دن ڈھل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوے اور چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہے۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہونچے تو اپنے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بلا لیا اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہے تم اُس عماری دار ہاتھی پر سوار ہولو اگرچہ راجہ فراست سے اُن کا مافی الضمیر سمجھ گیا مگر حکم کی تعمیل کی جب راجہ عماری مین بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈھک دے اور خیرآباد کو روانہ ہوے۔ اور نقیبون اور چوبدارون کو

حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر سُنادو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ابتک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہونچا تم کو بھی چاہیے کہ شکر الٰہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام دولت و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو انشاء اللہ تمھارے ساتھ واجبی رعایت کیجائے گی نقیبون اور چوبدارون نے حکم جاکر سُنایا تو سب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کیا لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی اور ہر ایک بدحواس ہوکر بھاگنے لگا حتّٰی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا۔ راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے۔ ایک سو اسّی [۱۸۰] ہاتھی تھے شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل رہے اور مقابلہ کر سکے اسی سبب سے محمد قلی خان کو مروا ڈالا وہی پاداش تم کو دیتا ہون اور راجہ کو اندھا کرادیا[لہ] نادر العصر مین اس کام کی تاریخ ضیاے چشم دا سے لکھی ہے۔

راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا بیسواڑہ توابع اودھ کا رہنے والا راجہ رام نرائن دیوان شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا۔ رام نرائن نے اُسکو اپنا مصاحب بنا لیا۔ نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اُسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی۔ مہانرائن پسر رام نرائن نے اُسکو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کردیا۔ رام نرائن کے بعد دیوانی کا تمام کام مہانرائن سے متعلق ہوگیا۔ مہانرائن چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لیے نواب

لہ ضیاے چشم را کاستن ۱۱۸۲

شجاع الدولہ اُس سے نہایت آزردہ تھے مگر اُسکی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اُسکو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا۔ ایک دن تین لاکھ روپے نواب نے منگائے مہا نرائن نشے مین مست پڑا ہوا تھا چوبدار کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا۔ بینی بہادر نواب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو اور سود فی صدی دو روپیہ منظور کیا جائے اور خیرآباد کی نظامت فدوی کو دی جائے تو روپون کا انتظام کر کے حاضر کرے۔ پھر پرگنۂ خیرآباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دے کر رسید خزانے مین داخل کر دی جائے گی۔ نواب نے اُسکی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا۔ راجہ نے دوسرے دن ہی زرِ مقبولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا۔ اسلیے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھگیا۔ اور اسکے بعد مہا نرائن عہدۂ دیوانی سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا اور اُسکے گذارے کے لیے چالیس ہزار روپے سال کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اُس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا۔

آصف الدولہ کی شادی

نادر العصر مین لکھا ہے کہ بینی بہادر جس سال نابینا کیا گیا اُسی سال آصف الدولہ کی شادی ہوئی۔ عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ نواب نے سات ہزار آدمیون کے ساتھ علی بیگ خان شتاب جنگ اور لطافت علی خان جارجی کاشی کو دلی بھیج کر شولاپوری زوجۂ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کو

بلاکر ۱۱۸۱ہ ہجری مین آصف الدولہ کی شادی کی ۲۴ لاکھ روپے خرچ ہوے یہ شادی قمرالدین خان کی پوتی کے ساتھ ہوئی تھی قیصرالتواریخ مین لکھا ہے کہ اُسس شادی کے دنون مین شاہ عالم بھی فیض آباد مین موجود تھے اور شادی مین شریک تھے نام اس دلہن کا شمس النسا تھا۔

شجاع الدولہ کا فیض آباد کو اپنا دارالحکومت قرار دیکر اُسکی رونق افزائی مین کوشش کرنا

جس زمانے مین شجاع الدولہ انگریزون پر فتح سے مایوس ہوکر فرخ آباد مین مقیم تھے تو نواب احمد خان نے اُن کو تین باتین کام کی بتائی تھین ایک تو انگریزون سے صلح کرلین دوسرے جب اپنے ملک پر بدستور قابض ہوجائین تو قوم مغل کو بالکل نامعتبر سمجھ کر نظرون سے گرادین اُنکی جگہ اپنے غلامون اور خواجہ سراؤن کو افسر بنائین تیسرے لکھنؤ کو چھوڑ کر اپنا دارالریاست فیض آباد مین مقرر کرین چنانچہ نواب نے تینون باتون پر عمل کیا ۱۱۷۹ہ ہجری مین فیض آباد آکر وہان سلطنت کے کارخانے قائم کیے سوار و پیادے نوکر رکھے توپین اور بندوقین بنوانے لگے برہان الملک کے وقت کی شہر پناہ کی دیوارون کو از سر نو درست کیا اور محلسرا ے کی عمدہ عمدہ عمارتین تعمیر کرائین اور یہ سب قلعہ مین تھین اور قلعہ پختہ تیار کرایا۔ مغلون کے تمام مکان گروادیے اور اپنے بعضے متعلقان خانگی کو بھی حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر مکان بنوائین اور قلعہ سے ایک کوس کا فاصلہ دے کر ایک وسیع میدان منتخب کرکے اُسکے آس پاس خندق کھدوائی اُس مین حویلیان بنوانے کے لیے تمام متعلقین اور رسالہ دارون کو حکم دیا

اور اُسی مین کارخانے اپنی ضروریات کے رکھے جوق جوق ہر قسم کے ہزارون آدمی آ آ کر اُسمین آباد ہونے لگے یہانتک کہ یہ وسیع رقبہ مکانون کے لیے تنگ ہوگیا کئی سال کے بعد دو کچی گڑھیان بنوائین ایک اتنی بڑی تھی کہ اُسکا طول و عرض مشرق و مغرب و جنوب کی طرف ایک ایک کوس کے قریب تھا اور دوسری گڑھی احاطۂ بیرونی اور قلعہ کے درمیان مین تیار ہوئی تھی اسکا طول و عرض آدھ کوس کا تھا ان کی دیوارون کا ارتفاع چودہ گز کا اور عرض سات گز کا تھا اُسی سال ترپولیا جو قلعہ کے چوک مین ہے بنوائی اور چوک مین جنوبی قلعہ کے دروازے سے ناکۂ الہ آباد تک ایسا وسیع بازار بنوایا کہ اُسمین بھلیان اور چھکڑے آسانی سے چلتے تھے۔

شہر پناہ کی دیوار درمیان سے دس گز چوڑی تھی اور اوپر پانچ گز سے کم چوڑی نہ تھی اکثر تلنگے سُرخ وردی والے اور سپاہیان نجیب سیاہ وردی والے اسپر رات دن مقرر رہتے تھے چونکہ یہ دیوارین مٹی کی تھین اسلیے برسات مین بڑے بڑے چھپر ڈلوا کر اُنکی حفاظت کر دی جاتی تھی گرمیون مین آندھیون اور آتش زدگیون کے خوف سے اُنکو دور کر دیا جاتا تھا ایک لاکھ کے قریب چھپر ہر سال تیار ہوتے تھے۔ اور دو رمنے بنوائے ایک غربی جانب اسکے دو جانب کچی دیوارین تیار کرائین اور دو طرف دریائے گھاگرہ گھیرے ہوے تھا اسمین ہر قسم کے وحشی چوپائے جیسے چیتل نیل گائے ہرن پاڑے وغیرہ چھوڑوائے دوسرا احاطہ مشرق کی طرف بنوایا یہ تین کوس کی مسافت رکھتا تھا اسمین پندرہ گانؤن آگئے تھے لیکن اسمین جانورون کے چھوڑنے کی نوبت نہ پہونچی ناتمام رہا۔

شہر مین کئی باغ دلکش بنوائے ایک کا نام انگوری باغ تھا جو قلعہ کے اندر تھا

اور قلعہ کی چوتھائی حصۂ زمین اسمین آگئی تھی۔ دوسرا موتی باغ عین بازار چوک مین تیار کرایا۔ تیسرا باغ بنوا کر اُس کا نام لال باغ رکھا یہ تمام باغون سے بڑا تھا اور ایسا عمدہ تھا کہ نوجوان لوگ گروہ گروہ سیر کو جاتے تھے یہانتک مطبوع خاطر تھا کہ شاہ عالم جبکہ الہ آباد سے فیض آباد مین آئے تو اسی مین اُترے تھے چوتھا آصف باغ اپنے بیٹے آصف الدولہ کے نام پر تیار کرایا۔ پانچوان بلند باغ شہر کے کنارے پر شہر پناہ کے اندر لکھنؤ کی طرف تھا۔

نواب روز سوار ہو کر شہر کی درستی کراتے بیلدار اُنکی سواری کے پیچھے پھاوڑے اور کسیان لیے ہوے پھرتے تھے جس جگہ نشیب و فراز پاتے یا کسی دکاندار کا چبوترہ دوکان کے اندازے سے بڑھا ہوا دیکھتے فوراً کھدوا کر جگہ کو برابر کرا دیتے مرہٹون اور نظام الملک دکھنی اور نواب ضابطہ خان اور ذوالفقار الدولہ نجف خان کے سفیر بہت سے انبوہ کے ساتھ اسی شہر پناہ مین رہتے تھے۔ اور نعیم خان تابت خانیون کی سپاہ کے ساتھ اور بُندیلیون اور چندیلون کی جمعیتین اور محمد بشیر خان کے سوارون کا رسالہ و پیادے بھی اسی شہر پناہ مین مقیم تھے جنکی چھاونیون مین بڑی چہل پہل رہتی تھی۔ جب اس احاطے نے تنگی کی تو سید جمیل الدین خان اور گوپال راو مرہٹے کے آدمی شہر سے نکل کر مغرب کی طرف ڈہا ہی کے قریب جا بسے اور مرتضیٰ خان و میر احمد بائیسی والہ و میر ابو و شیخ احسان اجودھیا مین رہتے تھے آدمیون کی کثرت سے شہر مین کندھے سے کندھا چھلتا تھا راستے مین نکلنا دشوار تھا خاصکر چوک کے بازار مین بڑی بھیڑ بھاڑ رہتی تھی اور مال و اسباب دوکانون مین کثرت سے جمع تھا ہر ملک و اقلیم کے تاجر رہتے تھے جنکے پاس قیمتی سامان تھے۔

گھوڑے ہاتھی اونٹ بیل شکاری کُتے رتھ اور بہلی وغیرہ شہر مین کثرت سے موجود تھے۔ امیر سردار۔ شوقین جوان۔ یونانی حکیم۔ قوال۔ رقاص۔ پری پیکر ڈیرہ دار ہر ایک شہر سے یہان آکر بس گئے تھے اور یہ لوگ بڑی بڑی تنخواہین پاتے تھے۔ ہر ایک اعلےٰ وادنیٰ اشرفی اور روپون سے مالامال تھا۔ افلاس ونا داری نے شہر سے کوچ بول دیا تھا۔ نواب کا ارادہ شہر کو بڑی رونق پر پہونچانے کا تھا۔ مگر اُن کی عمر نے وفا نہ کی۔ ہر اقلیم کا آدمی یہان پایا جاتا تھا۔ نواب زیادہ تر شہر مین موسم برسات بسر کرتے تھے باقی گرمی جاڑے مین سیر وشکار مین مصروف رہتے تھے دولت کی اتنی کثرت تھی کہ لوگ شب وروز عیش وعشرت مین خوش رہتے تھے غم کسی کے پاس نہین پھٹکتا تھا۔

چونکہ نواب صاحب بالطبع عورتون کی صحبت کے شائق تھے اسلیے رنڈیون کی اتنی آبادی ہوگئی کہ کوئی کوچہ اور محلہ اُن سے خالی نہ تھا اور اس فرقے نے اسقدر دولت ومال پیدا کیا کہ اکثر آسودہ حال رنڈیون کے پاس دو دو تین تین پیش خیمے مہیا رہتے تھے اور سفر مین ہر ایک کا پیش خیمہ نواب کے پیش خیمے کے ساتھ چلتا تھا اور دس دس بارہ بارہ خاص بردار اُنکے نوکر وملازم تھے۔ نادر العصر مین لکھا ہے کہ شاہ دہلی کے ماتحت تمام صوبون مین اودھ کا صوبہ مشہور تھا اور ہر ایک اراکین وسرداران خودسر سے میل ملاپ بھی رہا۔ یوم مسند نشینی سے ایسے جھگڑے اور خرخشے رہے کہ ایک دن بھی آسائش نہ پائی۔ انگریزون کے مددگار ہونے سے اس ریاست کا زور ہوتا گیا بلکہ موروثی اور خود اختیاری ہوگئی اور دشمنان اندرونی وبیرونی سے نجات پائی۔

سپاہ اور سامان جنگ کی تیاری

شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج تیار کرنی شروع کی تلنگے اور جھلنگے مقرر کر کے توڑہ دار بندوقون کی جگہ چقماق دار بندوقون سے اُنکو مسلح کیا پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یکقلم موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستّر ہزار کے قریب سپاہی نوکر رکھ کے پلٹنین بنائین اور قواعد سکھائی۔ اور سوار اُنکے پاس پچاس ہزار سے کم نہ تھے۔ علاوہ اگلی توپون کے چارسو توپین نئی تیار کرائین بعض کہتے ہین کہ ایک لاکھ ۳۳ ہزار ہر قسم کے پیادے تھے اور نادر العصر مین لکھا ہے کہ آخر زمانہ شجاع الدولہ مین اٹھائیس ہزار سوار شیخ احسان مرتضےٰ خان بڑھیچ۔ خواجہ احمد خان الکسی اور یوسف خان قندھاری کی افسری مین تھے۔ اور تاریخ شاہیہ مین پیادون کی ستّر یا اسّی پلٹنیں بتائی ہین محمد فیض بخش فرح بخش مین کہتا ہے کہ نواب نے اسّی ہزار سُرخ وردی والے تلنگے اور سیاہ وردی والے چالیس ہزار سپاہی جمع کیے تھے۔ بائیسی کا شمار سیاہ وردی والون مین تھا اور اپنے بعض خواجہ سراؤن اور چیلون اور غلامون کو انگریزی فوج کی نقل سے جنرل بنایا جنکے ساتھ پلٹنین توپخانے اور اسباب وغیرہ مع متعلقات کے مقرر کیا۔ اُنکے نام یہ ہین۔ محبوب علی۔ بسنت علی۔ شیدی بشیر۔ لطافت علی جس کا عرف خواجہ لطافت ہے۔

رسالہ دارون کے یہ نام ہین مرتضیٰ خان بڑھیچ۔ ہمت بہادر۔ امراؤگر۔ شیخ احسان۔ گرجی بیگ خان یہ نواب کا مصاحب بھی تھا۔ گوپال راؤ مرہٹہ۔ رفیع الدولہ سید جمیل اللہ خان داماد میر جملہ بادشاہی بخشی ابوالبرکات خان مظفر الدولہ تہور جنگ

کاکوروی - معزالدین خان شیخ زادۂ لکھنؤ - میر حبیب اللہ پسر میر عزیز اللہ خان پنجابی رفیق آدینہ بیگ خان - اور دوسرے رسالہ دار بھی تھے جنکے ساتھ ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار سوار سے کم نہ تھے -

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ ہمت بہادر اور امراؤ گر بکسر کی شکست کے بعد نواب کی بداقبالی کے زمانے مین اُن کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے تھے دونون کچھ عرصے تک جواہر سنگھ جاٹ والی بھرت پور کے نوکر رہے ہزار پیادہ و سوار اُنکے حکم مین تھے کچھ عرصے کے بعد مہنت رام کشن نامی بیراگی نے جسکو جواہر سنگھ اپنا مرشد جانتا تھا اُنکے کئی خط پکڑ لیے جو رگھناتھ عرف راگھو کو لکھے تھے اور جواہر سنگھ کو دیدیے جواہر سنگھ نے دونون کو بگاڑ دیا وہان سے بیک بینی و دوگوش بھاگ کر بندیلکھنڈ پہونچے اور سوائے آستانہ نواب شجاع الدولہ کے کوئی آرام کی جگہ نہ پائی تو عرضی بھیجکر قصورات کی معافی چاہی - نواب نے شقہ معافی قصورات کا بھیجکر بلا لیا - ان دونون گوشائیون کے پاس تین ہزار سوار تھے اور دونون بھائیون کو اختیار حاصل تھا کہ جسے چاہین اپنے رسالے سے موقوف کر دین اور جسے چاہین نوکر رکھ لین اور جسکو جو تنخواہ چاہین دین ہر ایک کی ذات خاص کی تنخواہ چار ہزار روپیہ تھی اور رسالے کے لیے جدا جدا ۴۵ ہزار روپیہ خزانے سے مقرر تھا غرض کہ دونون کو ۹۵ ہزار روپیہ ملتا تھا اسی مین ذات اور رسالہ دونون کی تنخواہ شامل تھی جیسا کہ عماد السعادت مین ہے - فرح بخش مین شیو پرشاد نے دونون بھائیون کی سپاہ کی تعداد تیس ہزار کے قریب بتائی ہے دونون گشائین اتنے گستاخ تھے کہ نواب کے سامنے فحش الفاظ ہنسی ہنسی مین باہم بولتے تھے

بسنت علی خان اسکے ساتھ دو کمپو تھے جن مین چودہ ہزار ملنگے تھے وردی اُنکی

سُرخ تھی۔

دوسرا بسنت خواجہ سرا اسکے پاس ایکہزار جوان تھے جو جھلنگے کہلاتے تھے انکے پاس بندوقین نہ تھین ہاتھون مین نیزے رکھکر نواب کی پالکی یا ہاتھی کے آگے آگے چلتے تھے جھلنگون کے سوا ایک پلٹن بھی اسکے ساتھ تھی فرح بخش مین فیض بخش نے اسی طرح لکھا ہے بعض نے یون لکھا ہے کہ بسنت علی خان کے ساتھ چھ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسکے سپاہی جھلنگے کہلاتے تھے یہ اشتباہ ہے۔ جھلنگون کی وردی سبز تھی جیساکہ عماد السعادت مین ہے۔

محبوب علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور چار پلٹنین تھین فیض بخش نے ایسا ہی لکھا ہے۔ گلِ رحمت مین لکھا ہے کہ محبوب علیخان کے ساتھ نوہزار پیادے تھے جو برق یا برق پلٹن یا برق انداز کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار بتائی ہے اور فرزند علی کی ملخص التواریخ مین بارہ ہزار بیان کی ہے جسمین پیادہ و سوار دونون تھے اور تاریخ تیموریہ مین انکی تعداد چھ ہزار درج کی ہے۔ ان کے پاس چقماق دار بندوقین تھین انکی وردی سیاہ تھی۔

عنبر علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور ایک پلٹن تھی جسکی وردی سیاہ تھی

لطافت علی خان اسکے ساتھ پانسو سوار اور چار پلٹنین تھین اور بعض نے لکھا ہے کہ اسکے ساتھ سات ہزار پیادہ بندوقچی تھے جو نجیب کہلاتے تھے۔

رگھناتھ سنگھ اور پرشاد سنگھ کے ساتھ تین تین سو سوار اور چار چار پلٹنین تھین۔

مقبول علیخان اور یوسف علیخان کے ساتھ پان پانسو سوار تھے۔

ثابت خانی ان کا افسر میر نعیم خان تھا جو نواب کا پُرانا مصاحب تھا اُنکی تعداد

بارہ ہزار تھی۔

بائیسی یاد رکھو کہ ۲۲ ہزار بندوقچیون کی جماعت نواب نے علیحدہ مقرر کرکے اُنکا نام بائیسی رکھا تھا وردی ان کی سیاہ تھی سرداران کا میر احمد پسر میر کریم اللہ مصور تھا ان کی توڑہ دار بندوقون کے سر کرنے کے مقابلے مین انگریزی چقماق دار بندوقون کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپے ماہوار پر نوکر رکھے تھے ان مین تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تھا گو اُنکے پاس توڑہ دار بندوقین تھین مگر وہ اُنکو پھرتی سے آگ بتلاتے تھے چونکہ وہ لوگ شریف و نجیب تھے اسلیے اُنکی خاطرداری زیادہ تھی اور تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ چند پلٹنون کی وردی سبز تھی اور یہ نجیب پلٹن کہلاتی تھی اسکی تنخواہ چھ روپیہ فی سپاہی مقرر تھی اور کوئی رذیل آدمی اسمین نوکر نہین ہوسکتا تھا اگر کوئی رذیل نوکری کرلیتا تو گدھے پر سوار کراکے تشہیر کرایا جاتا اور تلنگون مین ہر قسم کے آدمی تھے۔ باقی پلٹنون کا مشاہرہ سات ہزار روپیہ تھا۔ تلنگے اسقدر نجیبون سے ڈرتے تھے کہ پچاس تلنگے دو نجیبون کا سامنا کرنے کی قدرت نہین رکھتے تھے۔ تلنگہ سوائے میان صاحب کے دوسرا لفظ نجیب کو نہ کہتا تھا اور نجیب سوائے فحش کے اور کوئی دوسری لفظ سے اُسکو خطاب نہ کرتا۔ پرگنون مین بھی جو کام ہزار تلنگون سے نکلتا وہ کام سو نجیب سرانجام دیتے۔ بقول مؤلف عماد السعادت کے نجیبون کی ستر پلٹنین تھین نجیب وہی لوگ تھے جنکا سپہ سالار میر احمد تھا نواب شجاع الدولہ نجیبون کے غدر سے خوش نہ تھے اسلیے مشاہرہ ان کا تلنگون کے برابر

بھی نہ کیا اگرچہ جلادت وتہور مین زیادہ جانتے تھے بہر صورت تلنگے برق پلٹن اور لطافت علیخان کی پلٹنون سے ڈرتے تھے۔

گوپال پنڈت نام رگھو پسر باجی راؤ کے بھائیون مین سے نواب کا نوکر تھا اسکے پاس ڈیڑھ ہزار سوار تھے اسکا مشاہرہ ۴۹ ہزار روپیہ تھا بحالی و برطرفی کا اسکو بھی اختیار تھا جیسا کہ امراؤ گر اور ہمت گر کو تھا سوا ان تینون کے اور کسی کو یہ اختیار نہ تھا کیونکہ نواب خود دیکھتے تھے اور ہر شخص کے نام پر دستخط کرتے تھے۔

شیخ احسان ساکن میہم متصل دہلی کے ساتھ سات سو سوار تھے بعض کتابون مین اسکی قوم کمبوہ بتائی اور پورا نام احسان علی ہے۔

مرتضیٰ خان بڑیچ۔ ساکن تھانہ پسر مصطفےٰ خان ہیر جنگ کے ہمراہ پانسو سوار تھے یہ شخص مہابت جنگ کا نوکر تھا آقا سے منحرف ہوکر بنگالے مین بغاوت کی اور کچھ نہوسکا نواب شجاع الدولہ کے پاس چلا آیا۔

سات آدمیون کا افسر عملدار کہلاتا تھا اور پندرہ کا افسر حوالہ دار بولا جاتا تھا اور ۳۰ یا ۲۵ کا افسر جماعہ دار ہوتا تھا۔ اور سو آدمیون کی ایک کمپنی ہوتی تھی جس کا افسر صوبہ دار تھا۔ اور پلٹن کے مالک کو کمیدان کاف کے ضمے سے کہتے تھے۔ یہ لفظ کپتان کا مرادف ہے۔ یہ تلنگون کا حال ہے۔ نجیب پلٹن مین ۲۵ آدمی کے سردار کو جماعہ دار کہتے تھے اور پچاس آدمی کے افسر کا نام نائب تمن تھا اور سو آدمیون کے افسر کو تمندار بولتے تھے اور پانسو آدمیون کا افسر الوش دار کہلاتا تھا اور پلٹن کا مالک سالار بولا جاتا تھا تمام نجیبون کے

پاس توڑہ دار بندوقین تھین اور تلنگون کی پلٹنون مین چقماق دار مگر میر احمد افسر اعلے نجیبان نے ایسی مشاقی سے قواعد کرائی تھی کہ چقماقی سے بھی جلد چھوڑتے تھے سو کے قریب فرانسیس نوکر تھے یہ لوگ پلٹنون کو قواعد سکھاتے تھے توپین تیار کراتے تھے اور دوسرا لڑائی کا سامان اور بندوقین بنواتے تھے بڑے سویرے سے شام تک اور شام سے صبح تک آواز تنبورون اور ڈھولون کی پلٹنون مین رہتی تھی اور کرنال کی آوازین گجردم برابر ایسی آتی تھین کہ کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے۔

نادر العصر مین شجاع الدولہ کی سپاہ کے انتظام کو ناپسند کیا ہے اور اچھا نہین بتایا ہے کہا ہے کہ اُنکے اکثر سپاہ سالار خواجہ سرا تھے کہان شجاعت کا فرقہ اور کہان افسری مخنّث خواجہ سراؤن کی۔ اسی عہد سے عیاشی اس ریاست اور ارکان مین ہوتی گئی۔

نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بہ ماہ ملتی تھی گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولھا سولھا ماہ کی تنخواہ کمیشت خزانے سے دلوائی چارون طرف پکار ہوگئی کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کرلیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تھا دفتر تحریر عمدہ حالت مین نہ تھا دفتر کے کاغذات مُرتّب نہ تھے اُنکے دفتر کے متصدیون کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا نواب کی سرکار مین ۲۲ سو ہرکارے اور جاسوس نوکر تھے اور بعض نے مبالغہ کرکے اٹھارہ ہزار بتائے ہین ساتوین دن پونا سے اور گیارھوین دن کابل سے خبر آتی تھی اور کسی نے لکھا ہے کہ نوین دن پونا سے اور بارھوین

دن کابل سے فیض آباد خبر آجاتی تھی۔

انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہوکر اُن سے عہدنامہ کرنا کہ وہ پینتیس ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھین گے

۱۱۸۲ھ ہجری مین کارپردازان انگریزی کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اُنکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کرلین اسلیے انگریزون کو یہ امر ضروری متصور ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جس کی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو۔ چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۲ھ ہجری مطابق نومبر ۱۷۶۸ء کو مقام بنارس مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہ رکھین گے اسمین پیادہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا اور اسمین دس ہزار سوار ہونگے اور دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جماعہ دار اور حولدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہون گی اور پانسو سپاہ توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی اور باقی نوہزار پانسو سپاہ رگولر یعنی فوج آئینی ہوگی اُنکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کے مثل ہونگے اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا ے دس ہزار فوج مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے

فقط اُنکی قواعد انگریزی فوج کی طرح ہو گی اور یہ اقرار کیا کہ ۵ ۳ ہزار پیادہ وسوار کے سوا جسقدر سپاہ اُنکے پاس ہے اُسکو برطرف کردینگے اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصے مین تمام و کمال کردینگے اور اپنے اقرار پر قرآن کی قسم کھائی۔

کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا فساد منیر الدولہ کا تھا جسکے بہکانے سے نواب کی طرف سے انگریزون کے دل مین شک پڑ گیا عین برسات مین اس خدشے کے رفع کرنے کے لیے بنارس مین نواب کو گورنر جنرل کے پاس جانا پڑا گورنر نے اُن سے یہ کہا کہ آپ نے نئی فوج بھرتی کی ہے اور پٹھانون سے اتفاق کیا ہے شاید کہ آپ کو ہم سے محبت توڑنا منظور ہے نواب نے کہا کہ پٹھانون سے ہماری موافقت کا حال آپ پر جلد کھل جائے گا خدا گواہ ہے کہ یہ خیال ہمارے ذہن مین نہین ہے۔ بعد اسکے نواب فرخ آباد ہوتے ہوے مقام اٹاوہ کو چلے گئے۔

خزانۂ نواب شجاع الدولہ

نواب نے بعد اسکے خزانے کا یہ انتظام کیا کہ جسقدر روپیہ آمدنی ملک کا خرچ کے بعد بچتا تھا وہ اُس کو بہو بیگم صاحبہ کے تفویض کردیتے تھے چنانچہ بہو بیگم صاحبہ نے اُس خزانے کا نام چورا بھونرا رکھا تھا اس خزانے مین اسقدر روپیہ تھا جس کے ایک حصّے سے بیگم نے وثیقہ متعلقین و ملازمین خاص کا کرایا اور اپنی زندگی بھر نہین معلوم کس قدر خرچ کیا اور وفات کے بعد بھی پچھتر لاکھ روپیہ نقد ایک قسم کا رکابی دار سکے کا برآمد ہوا۔ مشہور ہے کہ اس خزانے سے بہت کچھ روپیہ

راجہ درشن ناظم قوم برہمن کو جو سرکار اودھ مین با اختیار تھا ملا[لہ]

نواب کے عدل وداد کی حکایات

ایک دن ایک مغل گھوڑا دوڑا رہا تھا ایک بوڑھی عورت اُدھر سے نکلی اور گھوڑے کی جھپٹ مین آکر مر گئی مغل نے اسکی کچھ پروانہ کی اور چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد اُس عورت کا بیٹا اور دوسرے چند آدمی اُسکو چارپائی پر ڈال کر نواب کے در دولت پر لائے اُسوقت نواب سیر کے لیے روانہ ہو رہے تھے کہ دور سے اُس چارپائی پر نظر پڑی دریافت کیا کہ یہ کیا ہے لوگون نے حقیقت حال عرض کی حکم ہوا کہ ہماری سواری کے ساتھ چلے آئین اور وہ جگہ بتائین جہان مغل کے گھوڑے نے اسکے لات ماری اُنھون نے ساتھ آکر وہ مقام بتا دیا نواب نے ہاتھی روک لیا اور وہان دریافت کیا کہ وہ سوار کدھر گیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ اس طرف گیا ہے۔ جاسوسون کو حکم دیا کہ کوچہ بکوچہ پھر کر پتا لگائین پھر بھر کے بعد وہ لوٹے اور مغل کا نام ونشان معلوم کر کے ظاہر کیا اُسوقت تک نواب وزیر ہاتھی پر سوار وہین کھڑے رہے۔ نواب نے اُس مغل کے حاضر کرنے کے لیے حکم دیا۔ جب نواب کے آدمی اُسکے بُلانے کو پہونچے تو اُسکے ساتھی مسلح ہو کر کہنے لگے کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہے یہ سوار وہان نہین جائیگا نواب صاحب نے ایسی بے انصافی پر کمر باندھی ہے کہ ایک بوڑھی عورت کے لیے جسکی عمر ستر سال سے متجاوز تھی مغل نوجوان کو جو کام کے قابل آدمی ہے مار ڈالنا چاہتے ہین ہر ایک شخص اپنی قوم کا پاس ولحاظ کرتا ہے مگر نواب کو

لہ دیکھو تفضیح الغافلین ۱۲

اپنی قوم کی کچھ رعایت منظور نہین ہم آپ اپنے بھائی بندی کا پاس کرینگے اور اس مغل بیچارے کا کیا قصور ہے وہ گھوڑا دوڑا رہا تھا اُس نامراد عورت نے اپنے آپ کو کیون نہین بچایا کہ پامال ہوگئی اگر عمداً اُسنے عورت کو گھوڑے سے کچلوایا ہوتا تو اُسکا قصور تھا جو کچھ ہوا بے خبری مین ہوا گناہ وہ ہے جو دیدہ و دانستہ کیا جائے اور جو کچھ بے خبری مین کسی سے ہوتا ہے اُسکا شمار نہین ہوتا ہم کو نواب کی ذات سے یہ توقع تھی کہ اگر کوئی مغل کسی ہندوستانی کو عمداً بھی مارڈالتا تو نواب عصبیت قومی سے بازپرس نہ کرتے یہ ہم نہ نجانتے تھے کہ نواب ایک ۹۰ نوے برس کی بوڑھی عورت کے واسطے جو اپنی حماقت سے ہلاکت کو پہونچی جوان مغل کو جلاد کے حوالے کر ینگے ۔نواب کے آدمیون نے جو کچھ سنا تھا حاضر ہوکر حرف بہ حرف عرض کیا یہ سُنتے ہی آتش قہر و غضب نواب کی بھڑکنے لگی اور کہا کہ امیرالمومنین میرے پیر ہین وہ جبتک اُس مجرم کو یہان نہ پہونچائینگے یہان سے کہین نہ جاؤن گا گو ایک سال گذر جائے اور نہ کھانے پانی کی طرف رغبت کرونگا یہ عاجزی کی بات اس لیے تھی کہ مغل لوگ اُسوقت تک قوت رکھتے تھے اور اُنکے مقابلے کے لیے دوسری سپاہ طاقتور ابھی تیار نہونے پائی تھی پہر دن چڑھا ہوگا کہ سواری بازار مین پہونچی تھی اُسوقت سے گھڑی بھر دن باقی رہے تک وہین سوار کھڑے رہے ۔آخرکار اُس مغل کو حضور مین پہونچایا نواب نے جلاد سے اُسکے ٹکڑے کرادیے بعد اسکے دیوان خانے کو لوٹ گئے اور ہاتھ دھوکر پہلے دوگانہ شکر ادا کیا پھر کھانا کھایا۔

(۲) ملا خان نام ایک پٹھان جلادت و شجاعت مین بے نظیر تھا ساتھ ہی

اسکے انتہادرجے کا شریر تھا۔ نواب باوجود حرکات بد کے اُسکی بہادری کی وجہ سے خاطر کرتے تھے ایک دن اُس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور نواب کے چوبدار سے جھگڑا کیا تلوار لے کر اُسپر دوڑا دو تین دن نواب نے تغافل کر کے غلامان حبشی کو حکم دیا جنھون نے اُسکے بدن کو گولیون سے چھلنی کر دیا پھر سر کاٹ لیا۔

فیض آباد مین ثابت خانیون کا ہنگامہ اور اُن کی بربادی

ایک دن فیض آباد مین ایک جھلنگہ بنیے کی دوکان سے آٹا خرید رہا تھا اُسی وقت ایک ثابت خانی جوان دوکان پر آیا اور اُس بنیے سے کہا کہ مجھے دو پیسے کا گھی دیدے بنیے نے کہا کہ ذرا ٹھہریے کہ اس سپاہی کو آٹا دیدون۔ ثابت خانی نے آٹے کی ترازو اُسکے ہاتھ سے لیکر اوندھادی آٹا بٹ گیا بنیے نے جھلنگے کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ تمھارا آٹا تھا دام مین تم سے لونگا ابھی کوئی بات جھلنگہ کہنے نہ پایا تھا کہ ثابت خانی نے تند ہو کر بنیے کو کہا کہ اے لُچّے تو مجھے ایک ذلیل جھلنگے سے ڈراتا ہے اگر تیز نگاہ سے اسکی طرف دیکھون تو پیشاب نکل جائے۔ جھلنگے نے کہا کہ میان ثابت خانی آدمیون کی طرح بات کرو مین نے تم کو کیا کہا تھا جو تم مجھے بُرا کہنے لگے۔ ثابت خانی نے گالی دیکر کہا کہ جا چلا جا ورنہ ابھی مزا چکھادونگا۔ جھلنگے کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور کہا کہ تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے جو ایسی زبان درازی کرتا ہے۔ ثابت خانی تلوار سونت کر دوڑا جھلنگہ بھی تلوار لے کر مقابل ہوا لیکن ثابت خانی کا ہاتھ پڑ گیا

جھلنگے نے زخمی ہوکر شور کیا اُسکی آواز پر دوسرے جھلنگے جمع ہوگئے اور اُنھون نے ثابت خانی کو لاتون۔گھونسون اور لکڑیون سے بہت مارا اور چھوڑکر چلے گئے ثابت خانی نے اپنے مجمع مین جاکر لوگون سے پٹنے کا حال بیان کیا واقعہ طلب لوگ مسلح ہوکر جھلنگون کے داروغہ میان بسنت کے مکان پر چڑھ گئے اور محاصرہ کرلیا بسنت دوسرے دروازے سے نکلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اور اپنے اوپر حملہ ہونے کا حال عرض کیا نواب نے ثابت خانیون کے رسالہ دار نعیم خان کو حکم دیا کہ جاکر اُن کو سمجھادو کہ آپس مین ہنگامہ آرائی نامناسب ہے محاصرہ اُٹھاکر اپنے رسالے مین چلے جاؤ اُس نے چند افسرون کو بلاکر نواب کا ارشاد اُن سے بیان کیا اُنھون نے جوابدیا کہ ہم اب کسی کے نوکر نہین ہین ایسی نوکری پر لعنت ہے کہ لنگوٹی بند جھلنگے ثابت خانی کو مارین اور ہم ڈر کر کچھ نہ کہین اسقدر بے عزتی کی ہم سے توقع نہ رکھنی چاہیے اور تم کس قابل ہو کہ ہمکو سمجھاتے ہو تمھاری لیاقت اس سے زیادہ نہین ہے کہ مسخرگی مین ہم سے سبقت لیگئے ہو نواب صاحب نے آج تک تلنگون اور جھلنگون پر جو لنگوٹی لگائے پھرتے ہین حکومت کی ہے ثابت خانیون سے اُن کو کام نہین پڑا ہے۔قسم خدا کی جبتک ہم ہر ہر جھلنگے کے سر پر ہزار ہزار جوتیان نہ مارلین گے اپنی کمرین نہ کھولین گے اور تمام شہر کو برباد کردین گے۔ میر نعیم خان اس جواب سے دل مین بے حد مکدر ہوکر نواب کے پاس پہونچا اور جو کچھ اُن سے سُنا تھا عرض کردیا۔نواب نے اُسی وقت تمام سپاہ مین حکم بھیجا کہ تیار ہوکر دروازۂ قلعہ سے میان بسنت جھلنگون کے داروغہ کی حویلی تک جمع ہوجائین حکم پہونچتے ہی تلنگون کی پلٹنین نجیبون کے رسالے اور برق پلٹن

توپون اور رہکلون کے ساتھ اور تمام سوار آگئے اور یہان سے وہان تک
صف بندی کرلی۔ کپتان ہارپر بھی جس کا خطاب سرفرازالدولہ ہے اور نواب
شجاع الدولہ کے پاس گورنر جنرل کی طرف سے رزیڈنٹ تھا اپنے ساتھ کے
تمام انگریزون اور آدمیون کو تیار کرکے فوج مین شامل ہوگیا۔ نواب وزیر ہاتھی
کی عماری مین سوار ہوکر فوج مین آئے اور اب پھر دو ایک آدمی ثابت خانیون
کے افسرون کے پاس بھیجے اور کہلایا کہ اس حرکت سے باز آجاؤ اُنھون نے کچھ
نہ سُنا بلکہ ایک بان نواب کی فوج کی طرف چھوٹا۔ نواب نے خفا ہوکر حکم دیا کہ ان
ناحق شناسون کو مارو۔ فوج کے آدمی نیزے لے کر اُن پر لپکے۔ اُنھون نے
بندوقین سرکین اور اُن دونون توپون کے پاس پہونچ گئے جو راستے پر اُن کی
تہدید کے لیے کھڑی کی گئی تھین اس درمیان مین ہمت بہادر اور راماؤ گرنے
اُن کے مکانون کے پاس پہونچ کر چھپرون مین آگ لگادی اُن کی عورتین
بچون کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر نکل پڑین اور چلانے لگین اُن راجون کے سوارون نے
عورتون سے تو کچھ تعرض نہ کیا لیکن مکانون مین گھُس کر اُنکو لوٹ لیا اس خبر کے
سُننے سے ثابت خانیون کے ہوش اُڑ گئے اور پہلے حملے مین جو مرتضیٰ خان بڑیچ
اور گوپال راؤ مرہٹہ کی طرف سے ہوا تھا پسپا ہوگئے۔ دلاورون نے اُنکا تعاقب
کیا وہ بھاگنے لگے اور اکثر خندق مین گر گئے۔ اور زخمی ہوے۔ بہت سے گلیون
مین گھُس گئے اور لوگون کے دروازون مین چھپنے لگے تھوڑے سے نہایت
عاجزی کرکے حملہ آورون کے گھوڑون کے سامنے لیٹ گئے توپین اور ہتھیار
دے دے کر چارون طرف بھاگ گئے اگرچہ بظاہر ثابت خانیون کا رسالہ کہلاتا تھا

مگر اس مین دوسری جگھون کے آدمی بھی بہت سے نوکر تھے۔

حیدر علیخان والی سرنگ پٹن کا نواب کو انگریزون کی مخالفت پر آمادہ کرنا۔ نواب کا انکار کردینا

عماد السعادت و تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین لکھا ہے کہ حیدر علیخان والی سرنگ پٹن نے نواب شجاع الدولہ کو ایک خط لکھا کہ نہایت افسوس ہے کہ آپ کے پاس اسقدر توپخانہ اور پیادہ و سوار کی فوج ہے اور نصارےٰ ہمارے اور آپ کے مذہب کے دشمن ہین اور تمام مسلمانون کے بدخواہ ہین ان کو ممالک بادشاہی سے نہ نکالا جائے اگر میرا مشورہ آپ قبول کرین تو اس طرف سے مین مسلمانون کی اور فرانسیسیون کی عظیم الشّان سپاہ لے کر یورش کرون اور اُدھر سے آپ حملہ کرین اور تمام امراے ہندوستان کو بھی شریک کرلین تو یقین ہے کہ اس قوم کی جڑ اُکھڑ جائے اور کلکتہ دارالاسلام بن جائے۔ پھر اُسپر آپ قبضہ کرلین نواب نے اسکے جواب مین ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب پہلے ہم نے انگریزون سے لڑائی کی توکسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا آخر کار انگریزون نے اپنی مرضی سے ہمارا تمام مُلک چھوڑدیا اور ہماری حکومت ہم پر بحال کردی لیس افسوس ہے کہ ایسے احسانات کے عوض مین دل مین بُرائی رکھی جائے ہماری دولت کا قیام انکی وجہ سے ہے مذہبی تعصب کی وجہ سے محسن کُشی پر کمر باندھنا کب جائز ہے۔ اسلیے محسن کُشی آسان کام نہین لیس مین کمر محسن کُشی پر نہین باندھ سکتا تعصب مذہبی ایسے لوگون کا کام ہے جو انصاف سے کام نہین لیتے ورنہ خاصان خدا کی یہ شان کہ ہے

کہ سوائے مسلمانون کے اور دوسرے بندگان خدا سے عداوت رکھین اور جو کچھ آپ نے میری قدرت وحشمت کا حال سُنا ہے وہ دوسرون کے لیے ہے نہ انگریزون کے واسطے مین ہمیشہ یہ آرزو رکھتا ہون کہ انگریزون کے دشمنون پر حملہ کرون نہ کہ خود اُن سے لڑون۔ یہ دنیا چند روزہ ہے دنیا کی بدنامی کے سوا خدا کو اس محسن کُشی کا کیا جواب دونگا۔ یہ خریطہ اپنے دو جاسوسون کے ہاتھ حیدر علیخان کے پاس نہایت احتیاط سے بھیجا اتفاقاً ہار پر صاحب رزیڈنٹ کے تلنگون نے اُن جاسوسون کو پکڑ لیا۔ صاحب مذکور نواب سے نہایت عداوت رکھتا تھا اُسکے ملنے سے وہ بیحد خوش ہوا اور کھولکر عطا حسین خان باشندۂ اٹاوہ کو دیا یہ شخص خط شکستہ لکھنے مین بڑا کامل تھا جب مضمون سُنا تو بہت شرمندہ ہوا اور نواب کے پاس اُسکو لے کر گیا۔ معذرت کر کے اُنکے حوالے کر دیا اور کہا کہ جب آپ کا دل چاہے حیدر علیخان کے پاس بھیجدیجیے لیکن میری خواہش یہ ہے کہ مین اسکو اپنے خط کے ساتھ گورنر جنرل کو بھیجدون تاکہ وہ بھی اس کا مضمون سُنکر خوش ہو جائین نواب نے اجازت دی رزیڈنٹ نے وہ خریطہ وہان بھیجدیا گورنر جنرل بہت خوش ہوے اور نواب کی صفائی طبیعت کا حال اُنکے اور اُنکی کونسل کے ممبرون کے خاطر نشین ہو گیا۔ گورنر نے وہ خریطہ رزیڈنٹ کو واپس کر دیا اُس نے نواب کو دیدیا نواب نے حیدر علی خان کے پاس بھجوادیا۔

حیدر علیخان فتح خان نائب کا بیٹا ہے ابتدا مین سپاہیون کے زمرے مین میسور کے راجہ کا نوکر تھا یہان تک ترقی کی کہ ۱۱۷۳ ہجری مین راجہ کو قید کر کے خود والی ملک ہو گیا اور جب تک جیا ہمیشہ اُدھر کے انگریزون سے لڑتا رہا۔

آخر کار غرۂ محرم ۱۱۹۷؁ ہجری مطابق ۷ - دسمبر ۱۷۸۲؁ء کو قضا کی سرنگ پٹن مین ایک باغ مین جس کا نام لال باغ ہے مدفون ہوا بعض نے حیدر علیخان بہادر اُسکی وفات کی تاریخ بتائی ہے اس حساب سے ۱۱۹۷؁ ہجری مین مرنا ثابت ہے اُسکے بیٹے ٹیپو نے مسندنشین ہوکر اپنا لقب ٹیپو سلطان مقرر کیا یہ نہایت شجاع و دلیر تھا انگریزون سے بڑی بڑی جنگین کین پچھلی لڑائی مین ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۱۳؁ھ مطابق ۴ - مئی ۱۷۹۹؁ء کو مقتول ہوا اُسوقت سے سرنگ پٹن مین انگریزون کا قبضہ ہے اور میسور وہان کے راجہ کے ایک وارث کے حوالے کردیا گیا۔

شجاع الدولہ اور انگریزون کا بادشاہ کو الہ آباد چھوڑکر دلی جانے سے روکنا لیکن اُنکا مرہٹون کے اختیار مین ہوجانا۔ مرہٹون کا اُنکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار تھا وزیرالممالک سے دوستی پیدا کرلی وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کوڑے کی نظامت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن اُسکو اُس خدمت سے معزول نہین کراسکتے تھے آخر کار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کیے اور کوڑے کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی اور نجف خان کو معزول کرادیا۔ ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے سرکار کمپنی نے اُنکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادیے تھے اور چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا دیتی تھی مگر بادشاہ کو دلّی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا

اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے اسلیے وہ اس ارادے کو پورا نہ کرتے تھے۔ ۱۱۷۴ ہجری مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون مین اور نربدا کے جنوب مین لڑائی مین مصروف رہے۔ وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے اور اُن کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنھون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزائے واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کے لیے اُنھون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھائین ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتۂ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ اُن سے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا بادشاہ نے اُسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام جزئی و کُلّی کامون کا مختار بنایا اُس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین رہتے ہین اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے چلین تو مناسب ہے اُنکی صلاح کے مطابق اُن کامون کا ارادہ کرنا چاہیے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین بادشاہ نے قبول فرمایا۔ اور عماد السعادت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود وزیر نے ۱۱۸۳ ہجری مین بادشاہ کو الہ آباد سے فیض آباد بلایا تھا بہر صورت بادشاہ الہ آباد سے کوچ کر کے فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے مع اپنے بیٹون کے سلطان پور تک کہ بیس کوس کا فاصلہ ہے استقبال کر کے فیض آباد کے لال باغ مین ٹھہرایا اور اُنکی بیگمات بھی

آداب استقبال بجالائین یہان شاہی متوسلون کی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری ہوئی اور تین لاکھ روپے اور بقولے چار لاکھ روپے نذر کئے اور ایک قول کے مطابق گیارہ لاکھ روپے کا نقد و جنس دیا تین روز یہان رہ کر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی اُنھین دنون وزیر کے بیٹے سعادت علی خان کو حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت ملا اور وزیر نے اُنکو بادشاہ کے حضور مین اس عہدے کی تکمیل کے لیے رکھدیا حسن رضا خان اور راجہ لچھمی نرائن اُنکے پاس مقرر کیے گئے تاکہ جو کچھ دربار کی حقیقت ہو ہر روز لکھتے رہین سعادت علی خان کی عمر اسوقت مین بارہ سال کی تھی۔ بادشاہ نے دہلی کا قصد اسلیے نہین کیا کہ وہان شرف[۱] الدولہ نواب ضابطہ خان قابض ہو گئے تھے اور خوف تھا کہ مرہٹون سے موافقت کرکے کوئی جھگڑا اکھڑا کردین اسلیے اول یہ مناسب سمجھا کہ مرہٹون کو متفق کرلیا جائے اسلیے الہ آباد پہونچکر یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹون کے پاس بھیجا اور قبل اسکے سیف الدین خان کو اُنکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپے بھی مرہٹون کے لیے نائب ناظر کے ساتھ کردیے تھے اور اُنکو بہت سی رعایتون کا امیدوار بنایا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھ غنیمت حضور مین پہونچے گی وہ آدھی مرہٹون کو دی جائے گی۔ مرہٹون نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ حضور الہ آباد اور کوڑہ منیر الدولہ کے تفویض کرکے ادھر آجائین جب تمام مراتب طے پا چکے تو بادشاہ نے دلّی کے چلنے کا عزم مصمم کیا منیر الدولہ اور انگریزون کی یہ خوشی نہ تھی کہ بادشاہ دلّی کو جائین ضابطہ خان دلّی پر قابض تھے جب اُنھون نے مرہٹون کی ادھر آمد کا حال سُنا تو مشوش ہوکر

[۱] ایضاً — بعض نسخون مین اعتماد کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے ۱۲

شہر کو چھوڑ کر سکرتال کو چلے گئے۔ ہرچند گورنمنٹ انگریزی نے اُنکو منع کیا مگر اُنھون نے نہ مانا شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہو رہا تھا شجاع الدولہ بذات خاص بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لیے اُن کے پاس روانہ ہوے اُدھر الہ آباد سے بادشاہی خیمے بطور پیش خانہ کے روانہ ہو کر سراے عالم چند مین کھڑے ہو گئے تھے ۱۱۸۴ہجری مین وزیر بھی فیض آباد سے کوچ کر کے سراے عالم چند مین کہ الہ آباد سے نو کوس کا فاصلہ رکھتی ہے جا پہونچے اور لشکر شاہی سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرے بادشاہ کے حکم سے اُنکے شاہزادے اکبر شاہ ثانی نے کہ اسوقت مین گیارہ برس کے تھے ڈیڑھ کوس پر استقبال کیا اُسوقت اُنکی خواصی مین وزیر کے بیٹے سعادت علی خان تھے جو چودھوین سال مین لگے تھے۔ وزیر شاہزادے کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین پہونچے اور سلام سے مشرف ہو کر خلعت پہنا دوسرے دن بادشاہ نے دعوت کی انگریزی جرنیل بھی یہان آگیا تھا بادشاہ نے سات دن یہان قیام کیا شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف کرین بعد اسکے مین ساتھ چل کر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیرالممالک ساتھ رہین اور پھر رخصت ہو جائین وزیر کوڑہ جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے اور بعض کتابون مین لکھا ہے کہ وزیر اور انگریز کانپور تک ساتھ رہے یہان سے وزیر اپنے بیٹے سعادت علی خان کو ساتھ لیکر فیض آباد کو چلے گئے اور بادشاہ دلّی کی

طرف عازم ہوے راستے مین فرخ آباد پہونچے تو نواب احمد خان نے بادشاہ کو نذر بھیجی اور غلبۂ بیماری کی وجہ سے خود حاضر نہو سکا۔ عدم حاضری کا عذر کہلا بھیجا بادشاہ کے ورود سے دو روز کے بعد اُس کا انتقال ہوگیا اُسکا بیٹا دلیر ہمت باپ کا جانشین ہوا اور بادشاہ کے حضور مین پیشکش بھیجا بادشاہ نے اُس کو مظفر جنگ خطاب دیا ۲۲ دن بادشاہ یہان رہے پھر دلی کی طرف روانہ ہوے اور آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد مین مذکور ہے کہ ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دلی کو جاتے ہوے دوسرے روز مع پانچ ہزار ہمراہیون اور شجاع الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سریا پرگنۂ پہاڑہ مین پہنچے یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشۂ جنوب و مغرب مین واقع ہے احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپے سات ہاتھی گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوے اور ایک لاکھ روپے نواب نجف خان کو دیے گئے تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر خطاب دیا۔ اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا۔ یہان بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم نبی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے چلے گئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دلی سے آنے تک مقیم رہے وہان سیندھیا بیس ہزار فوج اور پچاس توپین لے کر پہونچا اور شریک ہوا مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو ہر شان و تجمل دلی کو لیگئے اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو تخت نشین کیا۔

شاہ عالم کا تخلص آفتاب تھا ایک شاعر نے اُنکے ورود دہلی کی کیا اچھی تاریخ لکھی ہے ؎

زینت دہ تاج و تخت شاہِ عالم — بادولت و بخت و کامیابے آمد
تاریخ ورود او ز ہاتف جُستم — گفتا کہ ز شرق آفتابے آمد ۱۱۸۶

اگرچہ بادشاہ کو اِسوقت کچھ خوشی حاصل ہوگئی مگر عمر بھر مرہٹون کی رفاقت سے پشیمانی اُٹھائی نہ ملک ہی ملا نہ دولت ہی ہاتھ آئی بلکہ جو کچھ تھا وہ بھی باقی نہ رہا اور مرہٹے مالامال اور صاحب اقبال ہو گئے بادشاہ کی قابل رحم حالت کا اندازہ ایک دوہے سے ہوتا ہے شان نزول اُسکی یہ ہے کہ وقائع عالم شاہی مین جو عالم شاہی سے علیحدہ کتاب ہے ۱۱۹۹ھ کے واقعات مین لکھا ہے کہ ایک مقام مین بادشاہ کی طبیعت علیل ہوگئی جب صحت ہوئی تو مادھوجی عرف مہاجی سیندھیا صدقہ لایا اُس وقت بادشاہ نے یہ دوہا بنا کر بطور طرّے کے اُسکی پگڑی مین رکھدیا ؎

ملک و مال سب کھوے کر پڑے تمھارے بس — مادھو ایسی کیجیو آوے تم کو جس

سرداران روہیلہ کو مرہٹون کے اس طرف آنے سے بڑی تشویش پیدا ہوئی کیونکہ ان مین اور اُن مین سخت عداوت تھی اس باب مین حافظ رحمت خان نے جو خط بھرت پور کے مہاراجہ نول سنگھ کو لکھا ہے اور جواب اُسنے دیا ہے اُنکے دیکھنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے نقل اُن کی اُن خطون سے جو بھرت پور سے ملے ہین یہان درج کرتا ہون (خط حافظ رحمت خان بنام مہاراجہ نول سنگھ)

راجہ صاحب بسیار مہربان مخلصان سلامت

بعد ترقیم مدارج اشتیاق ملاقات بہجت آیات گرامی کہ زیادہ از اندازۂ بیان ست

بمکشوف ضمیر منیر مے گرداند۔ درین مدت کہ مکاتبہ مسرت افزالمعہ وصول نیفروختہ خاطر دوستدار بہزار تمنا مشتاق دریافت نوید خیریت سامی ست ہرچند در عالم محبت معنوی نوعے اختلالے نیست لیکن بظاہر انسداد ابواب رسل و رسائل موجب تشویش خاطر ست۔

احوال خروج فوج دکنی و کوچ سہ سردار بعزم زیروزبر کردن ہندوستان وگرفتن معاملات تظلم نما از خارج بسمع شریف رسیدہ باشد ہرچند واہمہ دردل نیست کہ ہر رئیس و ہر نامدار ہم از تدبیر این کار غافل خواہد بود یا باختلاف ہوا مے خواہد ساخت یا اینکار بر فضل او سبحانہٗ جل شانہ نمودہ بچارہ کار خواہد پرداخت لاکن سخت تاسف ہمین ست کہ سرداران این مرزبوم از دوراندیشی غافل و نفاق را باہم ترویج دادہ اند اگر خانۂ یکے سوخت دیگرے را آہ برلب نخواہد بود بلکہ شمع خواہد افروخت وزمان پاستانی کہ بھاؤ راؤ لشکر باین طرف کشید و برائے اخراج ہریک کمر بندی نمود شاہ ولایت متوجہ و مصروف این مہم دشوار گزار گردید و جمیع سرداران ہندوستان را در حلقۂ اطاعت کشیدہ بتدارک پرداخت امروز کہ بچشم تامل نگاہ کردہ مے شود در ہر خاندان آشوب حوادث برخاستہ و کسے بکسے نیست چون آن مشفق رئیس عمدہ و شوکت و شکوہ خاندان گرامی در تمام ہندوستان مشہور اگر برائے انسداد رخنۂ این فساد از اول متوجہ شوند و سرداران این ضلع را رفیق خود گردانند از دغدغہ شبانہ روزے خاطر جمع مے شود مگر امداد دوستان لازم کہ بسبب توفیر مخارج دکھی مداخل نمی توانند کہ بدجمعی فوج و سپاہ و سرانجام اسباب سفر پرداختہ شرط دوستی بمنصۂ ظہور آرند و در اصل امروز دشوار و فردا کہ بتائید

سماوی کامیاب گشتن ضرورت لاحق نخواہد ماند نظر براینکہ ملک مقبوضۂ آن مہربان درگزار سیلاب فسادست وانقلاب ہا سریع الظہور لہذا درخدمت قلمی شدہ کہ فردا درعالم اخلاص جاے شکایت نباشد باقی مراتب از گفتۂ منشی چتربھوج داس واضح ضمیر منیر خواہد شد زیادہ چہ برطراز د۔

جواب مہاراجہ نول سنگھ بہ حافظ رحمت خان

نواب صاحب مہربان مخلصان سلامت

صحیفۂ گرامی وصول نمودہ موجب ابتہاج موفورہ گردید از انواہمہ خاطر بسبب آمد آمد اہل دکن واین کہ آن مہربان بمقتضاے صفائے محبت و خلاص تقدیم شرائط دوستی ہا مستعد و مصروف با دیگر مراتب دوراندیشی کہ رقم پذیر خامہ تو ددنگار گردیدہ بود مفصل دریافت شد۔ مہربان من حفظ مراتب وفاق ہمین ست کہ عیار محبت درعین شدائد جلوہ نماید۔ مجملے این کہ این ہمہ احوال از نوشتہ جات و کلاے دوستدار کہ درخدمت پیشوا صاحب بہادر حاضر پیش از ارقام آن مہربان دریافت گردیدہ کہ سرمینت بہادر صوبہ دار تکوجی ہلکر و پٹیل صاحب بہادر را براے اخذ و جر معاملات ہندوستان کہ از سالہا سال نہ رسیدہ وبسبب انقلاب سابقہ ہنوز آبلۂ دل نہ شکستہ رخصت فرمودند و را و رام چند گنیش رامع راے ٹیکہ ہمراہ دادند چنانچہ سرداران موصوف با فوج گران وسامان شایان درنواح اُجین تشریف آوردند وبدوستدار نوشتہ اند کہ امسال دار وگیر ہندوستان منظور خاطر و انتظام بصلاح وصوابدید ہم دیگر مرکوز وکیل خود را رخصت نمایند واز ہر راہے کہ بنولیسند گزار لشکر قرار گیرد۔ بالفعل روزے چند سواد جے پور مخیم عساکر فیروزی خواہد ماند چنانچہ

دوستدار معتمدے را رخصت کردہ خود ہم منظور دارد کہ بعد تشریف آوردن سرداران عالی شان بملاقاتہا بر دازد وچون این دفعہ سرداران ذی شان ارادہاے دور دراز منظور خاطر دارند صرف گرفتن بیک کس مرکوز نیست لہذا بمقتضاے وثوق محبت بقلم مے آید کہ آن مہربان و دیگر صاحبان الوش را نہ اتفاق و نفاق با سرداران فوج دکھنی ہرچہ منظور باشد باقتضاے بے تکلفی بدوستدار بنویسند کہ ہروقت پاس دوستیہا مطمح خاطر داشتہ بانتظام والتیام امور دوستان خواہد پرداخت۔

برتقدیر اگر از صاحبان دکھن و سرداران ہندوستان غبارے ہم درون خواہد بود بصفا خواہد انجامید و صرصر جنگ و پیکار نخواہد وزید کہ قدم دوستدار درین معرکہ قائم۔ رونق و سرسبزی امور دوستان از دل میخواہم و اگر در افشائے سخن و اظہار مظنونات خاطر حجاب بردل باشد لاچاری ست کہ بروقت شروع کار تدبیر تیر ہوائی ست و بر ہدف مدعا نمیخورد دیگر مراتب خصوصیت و موالات قابلیت دستگاہ منشی چتر بھوج داس ظاہر خواہد نمود مدام بہ تحریر مفاوضات مسرت آیات متضمن نوید خیریت مسرور مے نمودہ باشند زیادہ ایام مسرت بکام باد۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑھائی وزیر اور انگریزون کی روہیلون کے بچانے کے لیے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے وہ صرف براے نام بادشاہ تھے۔ مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین علاوہ اسکے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے

خفا ہو گئے تھے اور خفگی کی وجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خان کو حکم دیا تھا کہ ملک انتربید سے دست برداری کرین اور زر پیش کش نذر کرین اُنھون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلّی پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۶ھ روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادھوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے نواب ضابطہ خان ابن نجیب الدولہ کے مُلک پر چڑھائی شروع کی ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخر کار مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے۔ مرہٹون نے اُنکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپے رعایا سے جبراً وصول کیے اور نجیب الدولہ کی قبر کو غصّے کے باعث سے اُکھیڑ ڈالا اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور اُنکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا اور تمام توپخانہ بھی جسمین دو سو تو پین تھین اُٹھا لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سُنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کر کے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک و مال کو پامال کر ڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہونچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لے کر ترائی کی طرف دامن کوہ مین چلے گئے اور نانک متہ مین جا پہونچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے اور پیلی بھیت سے شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہان آ گئے۔

جس وقت ضابطہ خان کی شکست کی خبر سنی تو روہیلکھنڈ کے سرداروں پر سناٹے کا عالم گزر گیا اور اُنھون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اگرچہ ۱۱۷۶ھ سے روہیلون مین طوائف الملوکی کا آغاز ہوگیا تھا چنانچہ اہرات اور کوٹ وغیرہ سیر حاصل علاقے پر بخشی سردار خان نے قبضہ کرلیا تھا اُسیت۔ آنولہ اور بدایون فتح خان خانسامان کے حصے مین آگیا تھا۔ مراد آباد۔ بجنور۔ سنبھل۔ امروہہ کاشی پور اور ٹھاکردوارہ وغیرہ پر دوندے خان نے اپنا قدم جما لیا تھا اور بریلی وغیرہ باقی تمام وکمال علاقہ حافظ رحمت خان کے تصرف مین رہا تھا اور نواب سید علی محمد خان کے صاحبزادون مین سے کسی کی نقدی اور کسی کی تھوڑی سی جاندار مقرر کردی تھی اور ظاہرداری کے واسطے نواب سید سعد اللہ خان پورے روہیلکھنڈ کے فرمانروا مانے جاتے تھے لیکن ۱۱۷۶ھ مین انکے انتقال کرنے پر نواب سید علی محمد خان بہادر کے تمام سردار خود مختار بن بیٹھے اور اُنکے دوسرے بیٹے نواب سید فیض اللہ خان کو جو روہیلکھنڈ کی سلطنت کے مستحق تھے اور جوانمردی فتوت ومروت اور انتظام ملکی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے تین لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ کی آمدنی کا علاقہ رامپور مین دیکر نواب سید علی محمد خان کے حقوق کو بالکل پامال کرڈالا تھا اس طوائف الملوکی نے اُنکی قوت کو بہت گھٹا دیا تھا اور اُن مین اب اتنا سکت نہ رہا تھا کہ کسی بڑی طاقت کے مقابلے سے عہدہ برآ ہو سکتے اسلیے اُن سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اُن کو بھی بڑا خوف ہے۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے

روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوے - اور جنوری ۱۷۷۲ء
مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور
شجاع الدولہ کی امداد کے لیے کینٹونمنٹ فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی چاہی اور
۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اُس سے ملے اور اُسکے آگے بیان کیا کہ مین بڑی
خرابی اور سرگردانی مین ہون اگر روہیلون کو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو
ایک زبردست قوم سے ڈانڈا مینڈا مل جائے گا جس سے ہر وقت اندیشہ اور
خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے
شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے اور زیادہ خوف وخطر کا اندیشہ ہے ان خرابیون
اور بُرائیون سے نجات پانے کے لیے مین نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لے کر
روہیلون کے مُلک کی سرحد پر جا پڑتا ہون وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا
اور کچھ حکمت عمل مین لاؤن گا - تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لیے
لون گا کچھ مُلک اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے اور کچھ روپیہ لونگا اُسمین سے
کچھ مرہٹون کو دون گا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائین کچھ روپے اپنے پاس
رکھون گا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلون کی دولت
اور مُلک سے خریدونگا مگر میرے یہ تمام مقاصد دلی جبتک حاصل نہون گے کہ
میرے ساتھ انگریز نہونگے یعنی اُن کے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے
اور نہ اُسکو مانین گے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان
جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہن کر آتے تو بھی اُنھین جھوٹا جانتے -
جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو

یہ ضروری متصور ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹون کے مقابلے مین کی جائے۔ اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعۂ چنار گڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے اور ۱۲ فروری ۱۷۷۲ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تمام تدبیر منظور رہین وہ جو تم سے مدد مانگین اُنھین دو اس غرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنار گڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جس مین مفصلۂ ذیل تین شرطین تھین۔

شرط اول اس وجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کے مُلک کی حفاظت کے لیے مدد دینے مین سہولت حاصل ہو نواب نے اُسکو قلعۂ چنار گڑھ دیا کہ اُسکے قبضے مین رہے اور صرف اُسکی فوج اُسمین اُسوقت تک رہے کہ اُسکی ضرورت واسطے مدد دہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعۂ چنار گڑھ کے خالی کر دینے کی ضرورت ہو تو قلعۂ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا اور اسی طرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کرے گی تو قلعۂ مذکور ہر وقت اُسکے واسطے خالی رہے گا کہ اپنی مطلب براری یا اپنا قبضہ اُسپر کرے۔

شرط سوم جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعۂ چنار گڑھ کی مرمت مین یا برجون کے تیار کرنے یا میگزین و اسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے

مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہے کہ خرچ چار لاکھ روپے سے زائد نہوگا اور اُس حساب کی جانچ اور صحت اشخاص ماموره فریقین کرینگے۔

دوسرا عہدنامہ قلعۂ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا اس قلعہ پر بادشاہی قلعہ دار منیر الدولہ نے انگریزون کا قبضہ کرادیا تھا تاکہ مرہٹون کے ہاتھون مین نہ چلا جائے۔ اس عہدنامے مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جائے جب کبھی اُنکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ قلعہ طلب کرینگے اُس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کردیگی دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعۂ الہ آباد مین اُسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جس طرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اُس سے طلب نہ کرین یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اُسکے خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اُسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پردی جائے گی۔

جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلون کے پاس بھیجین تو اُنھین مُلک دینا پسند نہوا اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گزر گیا کہ ۳ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا مُلک تاخت و تاراج کیا اور نواب ضابطہ خان کے مُلک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سُن کر اپنے ملک کی حفاظت کے لیے فیض آباد سے کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے

مقام پر جو اُنکی سرحد پر واقع تھا ٹھہرے جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اُنکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کر کے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اُنکے متعلقین کو رہا کرادین۔ شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دو بدو گفتگو کر کے مرہٹون سے اس باب مین تحریک کرونگا۔ ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے۔ جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلون کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اُنکا ضعیف ہونا مرہٹون کا قوی ہونا ہے پھر اگر اُنکی مراجعت خرید بھی لی جائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اُنکو دوبارہ لائے گا اور جس ملک پر چاہین گے وہ قبضہ کر لین گے۔

اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی تھین کہ جرنیل صاحب بھی سُن کر گھبرا گئے اور شجاع الدولہ کو اُنھون نے لکھا کہ ان شرائط پر صلح ہرگز نہ کرنا۔ مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرائط صلح کو ایسا لغو اور پوچ جانا کہ ہر دفعہ اُسمین کچھ رد و بدل کی اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی۔ اس عرصے مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جائین گے اور روہیلون کے ملک مین کسی طور سے نہ ٹھہرینگے کچھ اُنکو دینا اسلیے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے یہ رائے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹون کے ملک مین اُن کی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور بلائے جاتے۔

حافظ رحمت خان اور شجاع الدولہ مین معاہدہ ہونا کہ چالیس لاکھ روپے حافظ صاحب شجاع الدولہ کو امداد کی عوض مین دینگے

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اُس نے شاہ آباد پہونچکر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹون کے مظالم کا تمام حال بیان کیا شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے مدد دینے کا اقرار کرونگا۔ اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خان کو ٹال کر اس فکر مین ہوے کہ مجھکو روہیلون کی مدد کر کے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے۔ مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اُسنے کہا کہ روہیلون کی مدد کرنا بہتر ہے اور اُسنے بھی اس کام مین معاونت کی اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کی طرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تھا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا۔ کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل صاحب اور شجاع الدولہ کے خطوط اُنکو دیے۔ حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتداے ۱۱۸۶ھ مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو گئے شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کر کے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرارنامہ لکھا لیا کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کر کے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے نکالدین۔ اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جائین

اور اگلے جاڑون مین پھر وہ لوگ روہیلکھنڈ کا قصد کرین تو اُنکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمّے رہے گا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکھ روپے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کر کے تمام اُن خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہے ہین اپنے گھرون مین آباد کردین تو دس لاکھ روپے اُنکو دیے جائین اور باقی تیس لاکھ روپے تین برس مین ادا کیے جائین اور سال ۱۱۸۰ فصلی سے شروع ہو اس اقرار نامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے - یہ اقرار نامہ ۱۳ ۔ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ۔ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ کو تیار ہوا - سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چیٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا - حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپے نواب وزیر کو اس بات کے لیے دینے کا اقرار کیا کہ مرہٹون کو اُنکے ملک سے خارج کردین اور اُنکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گھرون مین آباد کردین اُن مین سے بیس لاکھ روپے سرکار کمپنی کے ہاتھ آئینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹھہری ہے کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھ روپے سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کر کے روہیلون کے اُس مُلک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادے - کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر کو جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپے کے آدھے تم اس بات کے لیے منظور کر لو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائے گا مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا -

چالیس لاکھ روپون کے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہے جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہم نے اُس عہدنامے کی نقل سے مطابق کر کے بیان کردی اُن مختلف روایات کو بھی ردوقدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہے تاکہ اشتباہ باقی نہ رہے۔

(الف) عمادالسعادت مین سفر رام گھاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہے کہ جب مرہٹون کو دکن سے یہ خبر پہونچی کہ نرائن راؤ مارا گیا اور اُسکا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبے اُسکی جگہ مسندنشین ہوا تو یہ دکن کی واپسی کے لیے مضطرب ہوے اور شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گزرا ہے اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے۔ اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھ روپے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھ روپے روہیلون سے دلوادین تو ہم دوآبے کے مُلک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے اگر روہیلے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے معترض نہون ہم اُنسے خود وصول کرلینگے بلکہ تھوڑے عرصے مین ہم اس مُلک سے اُنکی بیخ اُکھیڑ کر اُنکا مُلک بھی آپ کے ہاتھ فروخت کردینگے۔ شجاع الدولہ روہیلون کی بربادی مروت سے بعید سمجھے اور حافظ رحمت خان کو بلا کر نشیب و فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اُنکی آفت کو ٹالدینا چاہیے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا اور کہا کہ بہزار خرابی مین چالیس لاکھ روپے بتدریج دیسکتا ہون

اُن مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سرداروں سے دلاؤنگا۔اب آپ کروڑ روپے اپنے خزانے سے مرہٹون کو پہونچادین۔ساٹھ لاکھ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھ روپے بتدریج آپکو ادا کردونگا۔ شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی اور مرہٹون کو ایک کروڑ روپے دے دیے۔ منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بھی اس کا مذکور ہے۔

(ب) مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھ روپے نقد انگریز اور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا۔

(ج) مؤلف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کر لیا کہ چالیس لاکھ روپے اُنکو دیے جائین اور دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا اگر وہ مجھکو چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور سردارون کی صلاح لے کر لکھدیا سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے غرض جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھ نہ دیا۔

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لاٹ کر ۱۱۸۶ھ مین مرادآباد کے علاقے مین گھس آئے۔چونکہ برسات کا

موسم قریب تھا اور مرہٹون کو ملک داری کا دعوےٰ نہ تھا اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اُنکے ذریعہ سے مرہٹون نے چالیس لاکھ روپون پر صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اُتر گئے۔

(س) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۹۶ھ مین روہیلون پر چڑھائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹون کے ساتھ تھا پچاس لاکھ روپیون پر صلح ہو گئی تھی۔ اُسی دن نجف خان انگریزون سے ملا اور اُنکے ذریعہ سے وزیر سے تصفیہ کر کے قلمدان نیابت وزارت اور خلعت فاخرہ اور ہاتھی گھوڑا وزیر سے حاصل کیا اور بادشاہ کے پاس رہنے کی وزیر سے اجازت دی۔ اور وزیر اور انگریزون نے اُسکی سفارش بادشاہ کو لکھی۔

(س) اخبار حسن مین تحریر کیا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھ روپے کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑھائی کی تھی۔ جب حافظ رحمت خان اور نواب سید فیض اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپے دینے کا ہم نے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلیے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقعہ کے خلاف ہین یہان اتنی باتون کو ذہن نشین رکھنا چاہیے

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے

علاقے سے نکلکر روہیلکھنڈ مین نہین آئی تھی۔ پس جام جہان نما مین جو لکھا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے تھے اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے یہ دونون قول صحت سے عاری ہین۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلّی کو لوٹ گئے تھے۔

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ نہین ہوا تھا۔ نہ شجاع الدولہ مرہٹون کے پاس ان روپون کے پہونچانیکے روہیلونکی طرف سے ضامن ہوے اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھ روپون پر مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کا ملک فتح کرکے دلّی کو اس وجہ سے نہین لوٹ گئے تھے کہ اُن مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہو گئی تھی کیونکہ ایسا نہین ہوا تھا بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کیے بدون ندی نالون کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے۔

(۵) ان چالیس لاکھ روپون کے دینے کا معاہدہ سفر رام گھاٹ سے پہلے واقع ہوا ہے۔ یہ معاہدہ ۱۱۸۶ھ کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا اور سفر رام گھاٹ سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا۔ پس عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گھاٹ مین سمجھا ہے یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹون کی یامردی سے

ہوئی تھی - مرآت آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مؤلفہ منشی منو لال - اور شاہ نواز خانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ھ مین نواب ضابطہ خان تکو ہلکر سے ملے اور اُس سے وعدہ کیا کہ مین تم کو کئی لاکھ روپے دونگا اگر بادشاہ سے قصور معاف کرادو - تکو نے اقرار کرلیا اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت بیساجی اور مہاجی سے بھی تصفیہ کرلیا - تکو ضابطہ خان کو لے کر دلّی کی طرف بڑھا بادشاہ سے اُنکے عفو قصور کی درخواست کی مگر پذیرا نہوئی اسلیے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹون کی پچاس ہزار فوج کا نقطۂ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی - ۲ - شوال ۱۱۸۶ھ کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا اور منصب امیر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تھا نہ شجاع الدولہ کی منت -

(۷) بادشاہ نے دکھنیون سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو کچھ ہم اور تم ملکر مُلک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدھی ہماری آدھی تمھاری[۱] بادشاہ نے چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تھا یہ غلط ہے -

(۸) اصل واقعہ یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھدیا تھا کہ وہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلون کے مُلک سے نکال دین اور اگر موسم برسات کے بعد پھر وہ لوگ روہیلون کے مُلک کا قصد کرین تو اُنکا مقابلہ اور اخراج شجاع الدولہ کے ذمے رہے گا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھ روپے شجاع الدولہ کو خرچۂ جنگ کی بابت ادا کرینگے

[۱] گلستان رحمت ص ۱۲۴

اور اس اقرار نامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بختگی کے لیے کرائے گئے تھے اور یہ اقرار نامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے مشورے کے بدون لکھا تھا۔ مؤلف گلستان رحمت نے جو یہ لکھا ہے کہ اور بھی سردارون کی صلاح لے کر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اُسنے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان صاحب کی صفائی اور دوسرے روہیلہ سردارون کی کج ادائی ثابت ہو۔ فرح بخش کا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتون مین راضی کر کے چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھا لیا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرا دون گا اور اُنکی جنگ کو اپنے ذمے لیا۔ سبحان اللہ دکھنیون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپ کو سردارانِ قوم سے مشورہ لیے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپون کے عوض مین دکھنیون کی بابت مفید اور مرہتن کرا دیا۔ نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کھا کر اسطرح دام بلا مین گرفتار نہوتے۔

بہر صورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کی وجہ سے خود بخود نجیب آباد کے مُلک سے دلی کی طرف چلے گئے۔ شجاع الدولہ کو مرہٹون کے نکالنے مین اُنگلی بھی نہین ہلانی پڑی۔ اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سُنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی دستار سر بستہ محمد ایلچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی اور اُسکو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکن کے سرداران عالیشان عفّت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے

بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر جور و جفا روا نہین رکھتے مردون پر سختی کرتے ہین اسواسطے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیروار ہین نہ اُنکی بیوی بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنی بیوی بچون کی محبّت مین آپ کے لشکر مین حاضر ہو جائین کیونکہ اُنکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے پس اُنکا آپ کے لشکر مین آجانا آپ نے کیسے متصور کیا ہے اس صورت مین اُنکے زن و فرزند کو قید رکھنے مین کیا فائدہ ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کر کے اُن قیدیون کو یہان بھجوا دیا جائے اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے - اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کر کے اُنکو رہائی دیجیے اور اس تحریر کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کر کے ہم کو شکرگزار بنائیے فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپ کی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑیے سیندھیا نے اس دستار اور تحریر کی بڑی عزّت کی اور پیشوائی کر کے دستار کو سر پر رکھ لیا - اور ایلچی خان کی بڑے تکلّف سے دعوت کی اور اُنکے ساتھ ضابطہ خان کے اہل و عیال کو کر کے رخصت کیا - ضابطہ خان انکی رہائی سے بے حد خوش ہوے اور اس احسان کے مقابلے مین وہ اپنے آپ کو نواب شجاع الدولہ کا درم ناخریدہ غلام سمجھنے لگے -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ زمیندار بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزون کے ہاتھ سے بکسر مین شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ

زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا بموجب فرمان بادشاہی کے ۱۷۶۴ء مین اُسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو گئے۔ مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو دقت طلب اور بے سود ہونے کی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے مُلک پر بحال رہے علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دیے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اُسکے علاقے پر قابض رکھین بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اُسیقدر ادا کرے۔ بلونت سنگھ اُنیس لاکھ اٹھانوے ہزار چارسو اُنچاس روپیہ نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۷۷۰ء مین بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بے دخل کردین مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸ جمادی الاخرے ۱۱۸۷ہجری مطابق ۶ ستمبر ۱۷۷۳ء اپنی ضمانت پر دلوائی چیت سنگھ نے اُس خراج پر جو اُسکا باپ وزیر کو دیتا تھا اڑھائی لاکھ روپے اضافہ کیے۔

نواب نے اس سند مین تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگزاری دیتے رہوگے تو تمھارا ملک اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہے گی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثون کے اور تمھارے اور تمھارے وارثون کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا اور حافظ صاحب کو اُس سے بہت محبّت تھی تین چار لاکھ روپے سالانہ اُسکے لاؤ بالی مصارف کے لیے دیا کرتے تھے اخبار حسن مین مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اسلیے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۶ھ مین اُس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی اور آخرکار شکست و ذلت اُٹھا کر اپنے تمام متلقین کو لے کر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا وہ اُن دنون نوراہی مین جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان کی خبر سُنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضیٰ خان بڑھیچ اور ہمّت بہادر کو پیشوائی کے لیے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچا اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے مین آرام کیا۔ دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے خلعت اور خیمے اور تلوارین اُسکو اور اُسکے دونون بھائیون کو جو ہمراہ تھے بخشین اور اُسکی بہت خاطر کی اور اُسکے آنے کو غنیمت سمجھا اسلیے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کو فتح کرنے کی تاک مین تھے۔ چنانچہ ایک دن اُنھون نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اس طرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل مُلک ایک لاکھ

فوج اور کارخانون کے مصارف کے لیے کافی نہین اسلیے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کرین اور یہ اشارہ حافظ صاحب کے ملک کے فتح کرنے کی طرف تھا۔ عنایت خان مغز سخن کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بھائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہیں۔ شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے شجاع الدولہ نے فوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ مین داخل ہوے اور یہان آٹھ ہزار روپے عنایت خان کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لیے جائداد مقرر کردون گا اور ایک ہفتہ کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گھاٹ کی طرف کوچ کیا۔ عنایت خان بدون رخصت حاصل کیے اُنکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بیان گلِ رحمت کے مؤلف کا ہے۔ لیکن فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گزر کی آخر کار مجبور ہوکر پھر بریلی کو لوٹ گیا۔

مرہٹون کے مقابلے کے لیے شجاع الدولہ کی رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی۔

۱۱۸۶ھ مین بیساجی پنڈت اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپے روزانہ اور لقوے پانچہزار روپے روزانہ مقرر کر کے اپنے ساتھ لیا۔ اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین مگر حافظ رحمت خان

مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کھاتے تب بھی حافظ صاحب اُنکی بات کا اعتبار نہ کرتے تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اُس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے مُلک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائین تو جو مُلک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے اور اگر آپ کسی طرف نہ ہون اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین اور ہمارے سفر مین خارج نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین اور اگر دونون شرطین آپ کو نامنظور ہونگی تو ہم آپ کے مُلک کو لوٹ کھسوٹین گے اور آبادی کو ویرانہ بنائینگے اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نے یہ عہد کیا ہے کہ کبھی مین کافرون کے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا - اسلیے مین تمھاری شرائط ترغیب و تحریص مین نہین آتا اور اپنے عہد کو نہین توڑتا اُسکا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو جسکے کو مین موجود ہون اور شجاع الدولہ کو سارے اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدانِ جنگ مین جاتا ہون اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گھاٹون کا انتظام کر لینا چاہیے اور اُسکے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا ابتک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہے اور نہ آیندہ ایسی حالت مین مرہٹون کے پاس بھیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بنا کر حافظ صاحب کے پاس بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا (انتہےٰ)

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چالیس لاکھ روپے کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اُسکا روپیہ مرہٹون کو نہ دینا ٹھہرا تھا نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹون کے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹون کے حوالے کیا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹون کے اخراج کے لیے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپے تین سال کے عرصے مین معاوضۂ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا۔ بہرصورت مرہٹون کی فوج ۱۱۸۶ھ مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی اس بار اُن کی یورش بدایون سنبھل اور مرادآباد کے علاقے مین تھی۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اُس معاہدے کے روپون کے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا۔ یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا اور شیو پرشاد فرح بخش کا مؤلف کہتا ہے کہ مرہٹون نے اُس تمسک کے چالیس لاکھ روپون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیج کر اُن روپون کا تقاضا کیا اور حقیقت مین پایاب گھاٹون کی تلاش مین مصروف تھے۔ روہیلون کی طرف سے اسکا کچھ جواب نہ گیا۔ اور حافظ رحمت خان۔ صاحبزادہ سید محمد یار خان ابن نواب سید علی محمد خان اور فتح خان خانسامان اور احمد خان پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوے اور بسولی مین جا کر ٹھہر گئے۔ احمد خان بخشی کی جاگیر مین امرات کا

علاقہ تھا اسلیے اُسکو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ رام گھاٹ پر پہونچ کر گھاٹ کا بندوبست اور کشتیون کی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب پہونچ کر اسد پور مین ایک محفوظ جگہ کی تلاش مین تھا کہ یکایک ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۸۶ھ کو مرہٹون کی ایک رجمنٹ نے گنگا اُتر کر اُسکی فوج پر حملہ کیا اور بعد اسکے تکوجی ہلکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس رجمنٹ کی مدد کو آگیا اور احمد خان کو گھیر لیا اور اُسکو مغلوب کر کے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گھوڑے ہاتھی ضبط کر کے احمد خان کو اپنے کیمپ مین گنگا پار بھیجدیا۔ اب مرہٹون کے غول اطمینان کے ساتھ اس علاقے مین پھرنے لگے۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد بھیجیے اور چونکہ مرہٹون کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلیے اُنھون نے بھی شجاع الدولہ کو در پردہ لکھا کہ اس قوم کا استیصال کر دینا چاہیے۔ بادشاہ کا دل مرہٹون سے مکدر ہو گیا مگر وہ اُنکے ہاتھ سے مجبور تھے۔ اسلیے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ مین بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا۔

افاغنہ روہیلکھنڈ کے فتح کر لینے کے بعد اب کی بار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[۲] شجاع الدولہ کو جس وقت مرہٹون کی یورش کی خبر پہونچی اُسی وقت اُنھون نے اپنی رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی۔ اسکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لے کر اودھ پہونچا اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ غلام علی آزاد نے یہان ٹری ڈبنگ کی لی ہے کہ شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار دوکانون کی تعداد درج کی ہے

جب دو دکانون کی تعداد یہ لکھی تو لشکر و بھیر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا۔ یہ بزرگوار آنکھین بند کر کے جو چاہا لکھ گئے ہین۔ لطف یہ کہ کم فہم اسی کو مان لیتے ہین۔ روہیلکھنڈ مین پہونچ کر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج مین گرفتار ہوگیا اور مرہٹون کی فوج مع اپنے توپخانے کے گنگا پار اُتر آئی۔ اس فوج کا بڑا افسر بیساجی پنڈت تھا۔ حافظ رحمت خان ہنوز بسولی مین ہین احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہین۔ اُنکی منشا ایسی معلوم ہوتی تھی کہ اس مخمصے سے اپنی جان بھی بچے اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے روپون کے ادا کرنے مین بھی کوئی حجت ہاتھ لگ جائے۔[1] لیکن مستجاب خان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تھے اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے۔ مرہٹون کے گنگا پار اُتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہوجانے کی خبر سُننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی اور وہ مرہٹون کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لیے آگے بڑھی۔ مرہٹون کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دور دنیاپور[2] کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین مشغول تھے لیکن انگریزی فوج کے پہونچتے ہی وہ لوگ دکھنی کنارے کو بھاگ گئے اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اُنکا تعاقب کیا اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہوگئی یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مراد آباد کی طرف روانہ ہوچکی تھی اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہ گئی۔ اسد پور کے پاس پہونچ کر مرہٹون کی فوج مین سے ایک گولا انگریزی لشکر مین آیا۔ اُسکے جواب مین ادھر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اُنکی توپ بند ہوگئی اور مرہٹون نے اپنا کیمپ اُٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[3] اُسکے دوسرے روز حافظ رحمت خان

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [2] ہملٹن نے غریق پور لکھا ہے لیکن آج کل دنیا پور مشہور ہے ۱۲ [3] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲

شجاع الدولہ سے آکر ملے اور چلیورہ مین کہ انوپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ہے ٹھہرے۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اس سفر مین نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونون کے ہاتھی برابر رہتے تھے اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے اور نواب شجاع الدولہ اُنکو حافظ جیو کہتے تھے۔

یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب مین روانہ ہو اور شجاع الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین۔ اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بار کر اپنی فوج لے کر رام گھاٹ کے روبرو کشتیون کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب مین روانہ ہوا جو ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دُم تر نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین تھا اور اُسکے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے۔ محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر برق پلٹن کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا۔ بیساجی بغیر کسی مقابلے کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہین نہ ٹھہرا جسقدر اُسکا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا اور دوسرے دن سرحد بدایون تک یہ فوج اُسکا پیچھا کر آئی یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا معاہدے کے رو پرون مین جھگڑا ڈالنے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اُنکے ذمے کا کام بھی اُسی کو پورا کرنا پڑا چنانچہ سر رابرٹ بار کر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑھا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے۔ اور گلستان رحمت و گلِ رحمت اور شیو پرشاد کی فرح بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے۔ اُن مین لکھا ہے کہ مہاجی سیندھیا کا انگریزی فوج

اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکو کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا مگر تکو اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اُسکا تعاقب نہ کر سکی تکو کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مراد آباد کو لوٹ لاٹ کر غرہ محرم ۱۱۸۵ھ کو قصبۂ اہار کے گھاٹ سے گنگا کو اُتر گیا۔ جسقدر روہیلون کی فوج گھاٹون کی حفاظت کے لیے متعین تھی اُسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود تکو جسکے متعاقب حافظ رحمت خان تھے پھپھوند کے قریب گنگا کو عبور کر گیا۔ حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔

تاریخ تیموریہ مین محبوب علی خان کے حالات مین ایک بیان لکھا ہے جو اس موقع کے متناسب ہے اسلیے یہان تحریر کرتا ہون نواب شجاع الدولہ نے محبوب علیخان خواجہ سرا کو پانچ چھ ہزار پیادۂ نجیب اور چند ہزار سوار اور پرشاد سنگھ کی دو پلٹنین اور راجہ بہادر کے آدمی دے کر رام گھاٹ مین مرہٹون کے مقابل تعینات کر دیا اور خود تمام فوج کے ساتھ تکو کی تنبیہ اور حافظ رحمت خان کی مدد کو مراد آباد کی جانب چلے گئے محبوب علی خان سے نواب نے کہدیا تھا کہ میری واپسی تک مرہٹون سے جنگ نہ کرے۔ مورچے بنا کر اُن مین رہے اگر مرہٹے اُسپر حملہ کرین تو میدان مین نہ نکلے مورچون کی آڑ مین مدافعت کرتا رہے۔ القصہ بیساجی کو جب یہ پرچہ لگا کہ نواب شجاع الدولہ اپنے تمام لاؤلشکر کے ساتھ یہان سے چلے گئے ہین تو اُس نے محبوب علی خان کی تاراجی کا ارادہ کیا اور اپنی سب جمعیت کے ساتھ سوار ہو کر دریا کو عبور کر کے محبوب علی خان پر حملہ آور ہونا چاہا۔ باوجودیکہ محبوب علی خان کے ساتھ سپاہ کم تھی لیکن قواعد دان ضرور تھی اُسنے سپاہ کو تیار کر کے اور توپخانہ جما کر گولہ باری شروع کی مرہٹون نے چاہا کہ اپنی

بڑی توپ ایک ٹیلے پر کھڑی کرکے اُس کی آتشباری کی حمایت مین دریا کو عبور کر جائین لیکن محبوب علیخان کی توپ کے پہلے گولے نے اُنکی توپ کا پھڑ پہیہ اڑا دیا اور دوسرے گولے نے میگزین مین آگ لگادی جسکے صدمے سے سیکڑون سوارانِ مرہٹہ تباہ و ہلاک ہوے اب مرہٹے ڈرے اور اندھا دُھند دریا مین گھسنے سے تامل کیا۔ محبوب علی خان نے توپخانے کو دریا کے کنارے پر کھڑا کرکے برابر گولہ باری جاری رکھی اس عرصے مین دور سے ایک غبار اُٹھتا نظر آیا محبوب علی خان نے دوربین سے اُس گرد مین سوار دیکھ کر خبردار کیا کہ شاید مرہٹون کی کچھ فوج دوسرے گھاٹ سے اُتر کر ہم پر حملہ آوری کو چلی آرہی ہے کوئی سپاہی دل مین خوف نہ کرے اور جبتک یہ لوگ مار کی زد مین نہ آجائین ان پر باڑھ نہ ماری جائے اسی عرصہ مین نواب شجاع الدولہ کی سپاہ کے علم نظر آنے لگے محبوب علی خان نے اس بات کو مرہٹون کے فریب پر محمول کیا کہ یکایک ایک شتر سوار دوڑتا ہوا شجاع الدولہ کا پیام لایا کہ نواب نے توپ کی آواز سُن کر مرہٹون کی یورش کا قیاس کیا اس لیے مرتضیٰ خان بڑہیچ اور عالم خان و جعفر خان و شیخ احسان وغیرہ رسالہ دارون کو مع اُنکے سوارون کے تمھاری مدد کے لیے بھیجا ہے جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی تو محبوب علی خان خوش ہوا اور سردارون کے استقبال کے لیے بڑھا ملکر اُنھون نے کہا کہ نواب کے حکم سے ہم لوگ اور ہماری تمام فوج آپ کے زیر حکم ہے جو کچھ آپ کی مرضی ہوگی اُسکی تعمیل کی جائے گی محبوب علی خان نے کہا کہ میری مرضی یہ ہے کہ اسی گرمی مین دریا پار ہوکر مرہٹون کے کیمپ پر حملہ کیا جائے اور اُنکو فرصت نہ لینے دی جائے سب نے اُس کی بات قبول کی۔ لیکن

عالم خان رسالہ دار نے ظاہر کیا کہ ہم لوگ ۱۷ کوس گھوڑے دوڑاتے ہوے ایک
پہر مین یہان پہونچے ہین گھوڑے پسینے مین تر ہین اگر ایسی حالت مین اُنکو دریا مین
ڈالا جائیگا تو سب بندھ جائینگے اور چلنے پھرنے سے معذور ہونگے رات بھر
مہلت دیجیے کل صبح کو سوار ہوکر مرہٹون پر حملہ کرینگے محبوب علی خان نے
بضرورت اس راے کو مان کر اپنے مورچے کو مراجعت کی ابھی رات ختم ہوکر سورج
نہ نکلا تھا کہ خود نواب شجاع الدولہ تکو ہلکر کا پیچھا کرکے جرنیل بارکر کے ساتھ ہاتھی پر
سوار رام گھاٹ پر آگئے اور جرنیل کو حکم دیا کہ دریا کو عبور کرکے مرہٹون پر حملہ کرے
اُسنے خود نمائی کے طور پر عرض کیا کہ جبکہ حضور لڑائی مین ہم لوگون کی مدد اور اعانت
کے محتاج ہین تو اسقدر سپاہ آراستہ کرکے ہمراہ کس لیے رکھی ہے نواب کے دل پر
اس بات سے چوٹ لگی لیکن ابھی بہت سے کام لینے تھے اسلیے جواب مُسکت ندیا
اور نہایت انفعال سے سر جھکا لیا۔ محبوب علی خان سامنے کھڑا تھا اُسنے عرض کیا
کہ مرہٹون کی اس جماعت کی سرکوبی کے لیے غلام کافی ہے اگر حکم ہو تو دریا کو اُترکر
اُنکی گوشمالی کرون نواب کو اس بات سے خوشی حاصل ہوئی اور اُسکی تعریف کی اور
دریا کے عبور کرنے کا حکم دیا اُسی وقت محبوب علیخان گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے کیمپ
مین آیا اور سپاہ کو تیاری کا حکم سُنایا اور خود اپنے ڈیرے مین پہونچکر ہتھیار لگا کر باہر
نکلا اس عرصے مین اُسکی تمام سپاہ بھی تیار ہو چکی تھی۔ سب دریا کے عبور مین مشغول
ہوے۔ مرہٹون نے اُنکے عبور کرنے کا حال سُنکر اپنے آدمیون کو دوسرے کنارے پر
روکنے کو کھڑا کر دیا تھا۔ محبوب علیخان نے اپنی سپاہ کی صف بندی کرکے اور توپخانہ
آگے رکھ کے اتنے گولے مارے کہ مخالفون کو تاب مقاومت نہ رہی اور سات کوس پر

بھاگ گئے۔ محبوب علیخان نے چاہا کہ تعاقب کرکے شبخون مارے کہ اتنے مین ایک شتر سوار نواب کی طرف سے حکم لایا کہ جرنیل صاحب تمھارے آگے بڑھنے سے ناخوش ہوے ہین اب پیشروی نہ کرنی چاہیے اور لوٹ آؤ کہ کل کو انگریزی فوج کے ساتھ مرہٹون سے جنگ کی جائے گی۔ محبوب علیخان اس حکم سے مایوس و مغموم ہوکر لوٹا لیکن مرہٹون کے جاسوس اپنے آقاؤن کو شبخون ہونے کی خبر دیچکے تھے اسلیے وہ اپنا کیمپ اُٹھاکر آگے چلے گئے۔

اس کام کو پورا کرکے ۱۷۷۳ء مین شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر اس نیت سے ٹھہر گئے کہ بعض روہیلہ سردارون سے موافقت پیدا کرلین احمد خان بخشی نے تنکو ستر ہزار روپے دیے تو رہائی پائی۔ احمد خان اپنے لشکر مین پہونچا اور حافظ صاحب سے مل کر اور شبا شب چل کر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوے تھے اور اُنسے عہد پیمان دین و ایمان کی قسم کے ساتھ کرکے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد مین داخل ہوے۔

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے شہر امروہہ کو لوٹ کر وہان کے بہت سے سیدون اور شریفون کو قید کرلیا تھا ذوالفقار الدولہ نجف خان نے اُن غریبون پر رحم کھاکر مرہٹون کو اُنکی رہائی کے عوض مین اپنے پاس سے روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اُنکو رہا کرا دیا۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان مین جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت مین لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم مین مرہٹون کو شکست ہوجانے کے بعد نواب وزیر اودھ مین گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے واسطے اُنکے پاس بھیجے اُنھون نے کانون پر ہاتھ دھر اکر مین نے وعدہ واپسی تمسک کا نہین کیا مجھپر یہ تہمت ہے۔ شاہ مدن (جن کی معرفت شجاع الدولہ نے مرہٹون کی چڑھائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لیے بلائے گئے۔ اُنھون نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب کے گوش گزار کیا اسوقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور شکوہ آباد سے مرہٹون کو نکال رہے تھے حافظ صاحب نے اُنکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر مین دیے ہین مین لشکر لے کر اُنکا بند وبست کرنے جاتا ہون۔ مجبوری سے مرہٹون کے ہاتھ مین وہ چلے گئے تھے۔ اسکا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنون پر کچھ نہین ہے مین اُنکو اُسی طرح اپنے قبضے مین رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹون کا فتح کرکے اپنے قبضے مین رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا۔ اُسپر اُنھون نے جواب لکھا کہ پرگنون کی بابت پھر سوچونگا اور جواب دونگا بالفعل ۲۵ لاکھ روپے بابت تمسک کے ادا کیجیے۔ یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلینے کے لیے تھا اور اُنھون نے سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا حافظ رحمت خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپ نے مرہٹون کو دیا ہے وہ

مجھ سے لے لیجیے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی بڑے بڑے سردار اُنکے لڑائیون مین مارے گئے تھے جو باقی تھے اُن پر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور نہ کی۔

شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے مُنھ پر یہ کہنا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے سچ نہین معلوم ہوتا۔ یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہین۔ نہایت دانا اور خوش خلق تھے۔ ابتدا مین صفدر جنگ کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ اور اُنکے ہر ایک مشورے مین شریک ہوتے تھے صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی (بقولے علی وردی) خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب اِس الہ وردی خان نے انتقال کیا تو سراج الدولہ کو جو اُسکا بھانجا تھا مسند نظامت بنگالہ ملی تھی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو شاہ مدن پھر اودھ مین چلے آئے۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہ جہان پور کے متصل ہے رہنے لگے اور شجاع الدولہ سے توسّل پیدا کرلیا شجاع الدولہ اُنکی عزّت کرتے تھے پھر خالص پور مین جو لکھنؤ سے پانچ کوس پر ہے سکونت اختیار کرلی کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اُنکی طرف سے شجاع الدولہ کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلون کی دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہر سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عرس ہوا کرتا تھا ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشائخ اور پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے ہان سے ادا کیے جاتے اور اُنکو کھانا دیا جاتا تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیون کو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔

کئی بقال اس کام پر مقرر رہتے تھے بہت سے نانگے اور بیراگی بھی اسمین شریک ہوتے تھے ایسے لوگون کو سواے خوراک کے بھنگ چرس اور بوزہ بھی ملتا تھا تیس[۳] ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے روہیلے بھی اُنکی پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عمادالسعادت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہوجانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا وجمنا کے درمیان کا جسقدر مُلک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبالیا تھا اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے اُسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس[۴] لاکھ روپے جو مرہٹون کی بابت آپ کے ذمے ہین ادا کیجیے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہان کے رئیس ہین اوّل آپ اُنسے طلب کرین مین نے اُنکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہین کرتے اُن روپون مین سے میرے ذمّے بیس[۲] لاکھ روپے ہین تو اُس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہین کیونکہ ملک دوآبہ جو میرا تھا اُسپر آپ نے قبضہ کرلیا ہے اور مین خاموش ہون اسقدر مُلک اس تھوڑے سے روپے مین گران نہین ہے مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا جو ارادہ ہو کیجیے مین مقابلہ کو حاضر ہون۔ قوانین دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اُس خط کے دو فقرے نقل کیے ہین جو اُنھون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اُن فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے وہ فقرے یہ ہین "اگر با صلح کیشان ہمرنگ رحمکم اللہ واگر با ستیزہ و جنگ بسم اللہ"

کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی

عداوت تھی - اور جو کسی وقت وہ اُنکے شریک ہو جاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاؤ نہین کیا تھا اور چالیس لاکھ روپون کے دینے مین حیلہ وحجت کرتے تھے اسلیے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کی طرف سے کینۂ دیرینہ تازہ ہو گیا تھا - اسکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہو گیا تھا جس نے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی مُلک گیری - بہانہ جوئی - بے مُروّتی اُنکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے پنجۂ فولادی کی مدد نے اُن کو روہیلون کی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر دیا تھا - اُدھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے پاش پاش ہو گیا تھا وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط وکتابت کر کے اُنسے دوستی پیدا کر لی اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اُنھون نے انگریزون کے ہاتھ سے بکسر مین شکست کھانے کے بعد اور صلح سے قبل مدد دینے کے واسطے حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کر لیا اور اُسکے سنہ ہجری کو بدل دیا یعنے بجاے ۱۱۷۹ھ کے ۱۱۸۶ھ بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیر خواہی جتانے کے لیے ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جس کا مضمون یہ تھا اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہو گی یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ یہ بلا ہم ہی سے مخصوص ہے

اگر نصاریٰ کا ہاتھ پہونچے گا تو ایک مسلمان سردار کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے۔
اسلیے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہو کر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت
حاصل ہو جائے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے۔ اگر انکو زور پیدا ہو گیا اور ہندوستان
مین اپنا پاؤن اُنھون نے جما لیا تو ان کا یہان سے اُکھڑنا مشکل ہو جائے گا اسلیے
انکا جلد استیصال کرنا چاہیے۔ اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپ کی بھی سلامتی
کا باعث ہے لیکن مین روہیلون کو پچاس لاکھ روپے اپنے پاس سے دونگا اور آپکی
ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابلِ اعتبار نہین
جبتک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مُہر و نشان کے ساتھ مرتب کر کے نہ دینگے اُنکا
قول مسموع نہوگا۔ دوندے خان آپ کے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بینظیر ہین
لیکن عقلمند نہین اسلیے اُنکی بات قابلِ اعتبار نہین جبتک اُنکی مُہری تحریر قسم اور
ایمان کے ساتھ مؤکد نہوگی اُنکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ ہسٹنگز صاحب گورنر
اس خط کے مضمون سے بیحد آشفتہ ہوے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر
اس بات کی تحقیق کے لیے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوے نواب شجاع الدولہ بھی عین
برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لیے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہونچگئے
تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے
گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی
مُہر دیکھکر بہت خجل ہوے دریاے حیرت مین ڈوب گئے آخر محمد ایلچ خان کے ذہن
مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے
مگر مین نے حافظ رحمت خان کو اُسوقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے

درمیان مین صلح نہوئی تھی معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اُسکا مضائقہ نہین یہ پُرانا خط تاریخ بدل کر دشمنون نے ہمارے اور آپ کے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجدیا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندے خان حافظ رحمت خان کے چچازاد بھائی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندے خان حاکم بسولی ۱۱۸۲ھ مین فوت ہو چکے ہین اور اس خط مین ۱۱۸۶ھ مرقوم ہین اگر یہ خط دوندے خان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اُسکا قول درست ہے اور اگر دوندے خان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اُس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوائے اُس دوندے خان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندے خان ہے جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو اُنکا دل صاف ہوگیا۔ اور وہ کلکتے کو چلے گئے شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوے مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے نواب کے دل مین بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا۔ حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ کو شجاع الدولہ سے دشمنی ہے تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔ تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ نواب کی اور گورنر جنرل کی صفائی ہو جانے کے غم سے منیر الدولہ ۱۱۸۸ھ مین مر گئے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد صاحب مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلیے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کر کے انگریزون سے پھر لڑیے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو اس راز سے

آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب سید فیض اللہ خان ابن نواب سید علی محمد خان نے عن عن حافظ رحمت خان کی نیت فاسد سے ایک سفیر معتمد کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر جنرل نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لیے دکھلایا تو اُنھون نے جواب دیا کہ بے شبہ یہ تحریر میری ہے مگر اُس زمانے کی ہے کہ مجھ سے اور سلطنت انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہے گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے مگر ثابت نہ کرسکے۔

(ج) اخبار حسن مین یون لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایک دن تخلیے مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مین نے تمام افسرانِ انگریزی کو گانٹھ لیا ہے مناسب وقت یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جان کر انگریزون کو گرفتار کرلو حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہر مہم مین ہمارے شریک رہتے ہین اُنکے ساتھ یہ دغابازی فتوت کے خلاف ہے شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہے تو بظاہر اُن سے جنگ کرنی چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنی ممکن ہے۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ بن احمد شاہ دُرّانی کی خدمت مین لکھی۔ اور

ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھانجے خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اُسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا مگر اتنا لیت ولعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوے اور واپسی تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی گورنر نے مقام بنارس مین وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی مین نے لکھی تھی لیکن اُسوقت مین لکھی تھی جب مجھ سے اور انگریزون سے بکسر پر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی حافظ رحمت خان نے تبدیل تاریخ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لیے اب بھیجی ہے۔

(د) مولوی سید ولی اللہ فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو بعض خطوط شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ خط حافظ صاحب نے منیر الدولہ کے ذریعہ سے انگریزون کو پہونچا دیے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزون مین مخالفت پیدا ہو جائے انگریزون کو شجاع الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی اور منیر الدولہ نے یہ کہکر کہ شجاع الدولہ اپنی فوج کو بڑھا رہے ہین اور اُنکی قواعد و پریڈ

اور ہتھیارون کی درستی کر رہے ہین اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریز بنگالے سے بنارس مین اس امر کی تحقیقات کے لیے آئے شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت اُنکے دل صاف کر دیے اور ظاہر کیا کہ یہ خط بکسر کی لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے اور یہ جدید فوج سرکار کمپنی کے دشمنون کی سرکوبی کے لیے تیار کی گئی ہے۔

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ جب گورنر ہیسٹنگز بنارس مین اس واقعہ کی تحقیقات کو آئے تو شجاع الدولہ اُن کے ارادے پر مطلع ہو کر اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ جریدہ وہان گئے اور تیس ۳۰ لاکھ روپے ساتھ لیتے گئے۔ وہ روپے گورنر کی تواضع کیے اور صفائی کر لی۔ بہر صورت اس خط کی تحقیقات کا واقعہ بنارس مین ستمبر ۱۷۷۳ء مین پیدا ہوا۔ کیونکہ اس زمانے مین ہیسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس مین ملاقات ہوئی تھی۔

افضل التواریخ مین رام سہاے نے جو لکھا ہے کہ نواب نے کسی جلسے مین گورنر جنرل سے یہ کہا کہ اگر آپ کو میری طرف سے اور سرداران افاغنہ سے اطمینان نہین ہے تو فوج انگریزی مقام فرخ آباد اور کانپور مین مقیم کر دیجیے اور اُسکی تنخواہ چھانی ملک اودھ سے محسوب ہو گی اس بات کو گورنر جنرل نے پسند کیا اور فوج سرکار انگریزی کی چھاؤنی دونون مقامون مین ہو گئی بعد اسکے نواب فرخ آباد ہوتے ہوے اٹاوے مین آئے اس بات کا کسی اور کتاب سے ثبوت نہین ملتا۔

ایک بڑا معاہدہ اور اس ملاقات مین گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان طے ہوا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹون نے اپنے نام لکھا لیا تھا اور ناظم شاہی نے مرہٹون سے اُنھین بچانے کے لیے انگریزون کے

سپرد کردیا تھا وہ اضلاع فروخت کیے گئے۔ سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت مین نہ رکھے کیونکہ وہ اُسکی حکومت سے بہت دور تھے اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا پانچ برس مین دو کروڑ روپیہ اُن مین خرچ ہوگیا تھا اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلیے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھ مین اُن کا جانا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہین بادشاہ مین خود یہ قابلیت نہین کہ اُنکو اپنے پاس رکھ سکین اسلیے وزیر کو دینا مناسب ہے۔ منشی ذکاراللہ لکھتے ہین کہ اُسوقت اس بات پر خیال نہین کیا کہ بادشاہ نہ اُسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جب اُسکو یہ اضلاع دیے گئے تھے اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دیے جاتے ہین وہ نامرد کب اس قابل تھا کہ اُن اضلاع پر بغیر انگریزون کی دستگیری کے حکومت کرسکتا کیونکہ گورنر خود لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی مُلک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کرسکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر ہان ہم بھول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تھا اور گورنر کو یہ منظور تھا کہ جو معاملہ ہو اُس سے روپیہ پیدا کیجیے اس لیے اُس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال مین ڈھال کر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکھ روپے کو فروخت کیا جسمین بیس لاکھ روپے نقد لیے گئے باقی دو برس کے وعدے پر۔ پندرہ لاکھ روپیہ اُسوقت کہ یہ اضلاع اُسکے اضلاع مین بالکل شامل ہوجائین اس مُلک کے لینے سے وہ بڑا خوش تھا جسمین چند برس ہوے کہ سب دیکھ چکے تھے کہ اُسنے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغابازی و بے ایمانی کرکے مار ڈالا تھا اور گورنر نے ۲۶ لاکھ روپے بنگال اور بہار اور اوڑلیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بھی

موقوف کردیے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپ
اُنکی مدد کو آئے تو اُسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکھ
ہزار روپیہ سکۂ رائج الوقت اودھ ہوگا اور برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورون
چھ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی - ایک کمپنی توپخانے کی اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اُ
تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اُنکی حد مین پہونچے گی اور اُس تاریخ تک ہوگا جس
تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر
فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اُسی طرح اُسکا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہد نامہ ۷ ستمبر
مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بھیجی کہ
کو جو عناد دلی روہیلون سے تھی وہی میری ملاقات مین اُنھون نے بیان کی اور استد
کی کہ انگریز اُنکی امداد کرکے روہیلون کے مُلک پر قبضہ کرادین - گورنر نے بے تامّل اس
کام کی ہامی بھرلی بلکہ شجاع الدولہ کو اور زیادہ اس کام پر آمادہ کیا - مبلغ علیہ السل
روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد
جو وہ کہتے تھے سو کرتے تھے کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تھ
گو کبھی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا اور کوئی اُس سے بگاڑ کی بات نہین
کی مگر حضرت برائے مصلحت سب کچھ جائز ہے - اُدھر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چھٹی
چٹھی آئی کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو اور سپاہ کا خرچ کم کرو ادھر یہان فوج کی تنخواہ کا تنخواہ
پر چڑھنا فصلون کا نکمّا ہونا کاشتکارون کا بھاگنا آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کرو ڑ
روپے کا قرض پھر اُسکا سود پر سود چڑھنا کیا آفتین تھین یہ وقت بہت نازک تھا
اسلیے آپس مین معاہدہ ہوگیا کہ چالیس لاکھ روپیہ نواب وزیر نقد دین اور سپاہ

جبتک اُنکے کام مین رہے سارا خرچ اُسکا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتے ہین کہ اس معاہدے سے ایک تہائی خرچ سپاہ کا جبتک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہیگی کم ہو جائے گا اور چالیس لاکھ روپے سے خزانہ معمور ہوگا اور وزیر کو ہمسایۂ بد سے نجات ہوگی اور اُنکا ملک محفوظ ہو جائیگا۔ انگریزون کو روپے کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تھا مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لیے جبتک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضی نہو بڑے حیف کی بات ہے اور ایسے ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔

عدالت اور ضرورت جو اپنے عذرات اس حرکت کے لیے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب وضعیف و کمزور ہین عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ وحوالہ بتلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلیے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت اور مرہٹون کے نکالنے پر موعود تھا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کھٹکا لگا ہوا تھا اور روہیلون کو اُنکی طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تھا تو وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے اُس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اُنھین کو بھسم کرتی اپنے پیر مین آپ کیون کُلھاڑی مارتے۔

پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اُنھون نے مرہٹون کی امداد کی تھی محض غلط ہے وہ ساری اپنی سپاہ اُنسے لڑنے کے لیے آمادہ رکھتے تھے مگر کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اُنھون نے سمجھا کہ اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت ہوے تو کچھ دے کر اُنکی آتش غضب کو دھیما کر دیا۔ حق پوچھیے تو روہیلون کے مرہٹون کی مدد نہ کرنے پر ہی مرہٹے اُنکے مُلک کو تاخت و تاراج

کرتے تھے اگر یہ اُنسے مل جاتے تو وزیر اور اُنکے ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اُن کے ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولھے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چھوڑتے وزیر نے اگرچیزے بہ چیزے کچھ روہیلون کی مدد کی تو یہ عین اُن کے مُلک کی حفاظت تھی۔

انگریزون کو روپے کی ضرورت اُن پر یہ فرض نہین کرتی تھی کہ وہ روہیلون کا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا تو عقلاً بھی نامناسب تھا گورنر خود لکھتے ہین کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی مُلک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا۔ اسلیے اُسکا مُلک بڑھنا سرکار کمپنی کی گردن پر مُلک کی حفاظت کا بوجھ رکھنا ہے۔

بنارس سے گورنر کلکتے کو گئے اور تمام معاملات کی کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی مگر روہیلون کے استیصال کی خبر مخفی رکھی اور شجاع الدولہ کو اپنی طرف سے اُسکے لیے اُکساتے رہے۔ ہسٹنگز جو ہندوستان کے گورنر جنرل تھے اور اپنی کونسل کے ساتھ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقون کے حاکمِ اعلیٰ تھے اُنکی کونسل مین پہلے یہ لوگ ممبر مقرر ہوے تھے فَرَین سِس جو بعد اسکے سر فلپ فرین سس ہوا۔ اور کرنیل مَوَن سَن اور کِلیورِنگ اور بارولِ۔ کلکتے مین آن کر ہسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جسکے بڑے عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوے۔ ابتک یہ دستور تھا کہ ہندوستانی رئیسون سے جو خط وکتابت ہوتی تھی وہ اُن افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اُس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا۔

اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اس طرح بھی کوئی اندیشہ نہین ہے مگر وہ خالی از تکلف نہین بہتر یہ ہے کہ ریاستہاے غیر سے جو سول گورنمنٹ کا افسر ہو وہ خط و کتابت کیا کرے۔ اُنھون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجھ مین اور شجاع الدولہ مین باتفاق راے یہ امر قرار پایا ہے کہ خط و کتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے واسطے جن مین تحریرات سے جھمیلا پڑ جاتا ہے ایک اجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اُنکے ساتھ رہا کرے اور اُسکے مقرر کرنے کا فقط مجھے ہی اختیار دیا جاے اور مین ہی اُس سے خط و کتابت کیا کرون اور اُسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا مڈلٹن صاحب کو کچھ اُسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے اجنٹ اپنا مقرر کیا کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور خفیہ خط و کتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے کچھ عرصے کے بعد کونسل کے ممبرون مین سے فرین سس اس بات پر کہ تمام تحریرات معاملات اودھ کی ہسٹنگز صاحب نے اُسکو نہ دکھائین افروختہ خاطر ہو کر ہسٹنگز سے سخت دشمنی کرنے لگا اور اُسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا اور مونسن اور کلیورنگ بھی اُسی کا دم بھرنے لگے اسیلیے کونسل مین ان کا فریق غالب تھا اور صرف بارول جس نے ہند مین مدت تک کام کیا تھا ہسٹنگز کا طرفدار تھا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھ کر بھیجا کہ تم ہمسے ساری خط و کتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو اودھ سے واپس بُلالین۔ اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہو جائیگی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار ہے اُسکو ساقط الاختیار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک

انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اسلیے اُنکی راے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اُنکے پاس پہونچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا۔ اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراج گزار بنانا۔ اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت مین ایسی سخت بارش ہورہی تھی کہ پرندون کا اُڑنا دشوار تھا تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پُل بندھوا کر اُس کو عبور کیا اور دوآبے کی طرف کوچ کیا۔ اور محالات جیکلہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے۔ انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض بن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲ رمضان ۱۱۸۷ھ کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔ نواب کا گزر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا نواب نے چارون کی گردن اُڑوادی کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستائے۔

اسی مقام مین سُنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کر کے جنگ کے لیے مستعد ہین نواب کے حکم سے مرتضیٰ خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علی خان نے توپخانہ و فوج لیجا کر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھ توپین چڑھا کر مقابلہ شروع کیا مگر نواب کی فوج نے اسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹون کی توپ بیکار ہو گئی اور اُنکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹ رمضان کو اطاعت کا پیام دیا - ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر قلعہ مین حاکم تھا اُسنے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کراکے قلعہ خالی کر دیا - نواب نے یہین عید کی - نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا - میر سید علی داروغہ پلٹن کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تھا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کر کے اُس پار مقیم ہو جاؤ تاکہ مرہٹون کی کوئی فوج اُدھر سے عبور کر کے قلعہ کی طرف مدد کے لیے نہ آئے اور نہ اُدھر سے رسد پہونچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور بار برداری اور اونٹون کے ساتھ ادھر کو آتا ہوا نظر آیا - سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر باڑھون پر رکھ لیا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کر کے ہتھیار ڈالدیے میر مذکور نے اُنکو رہا نہ کیا بلکہ اُسی حالت مین نواب کے پاس لایا - نواب نے اُنکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلوا کر چھوڑ دیا اور اُنکے مال واسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی - ۳ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہان پر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے - بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا - جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہونچتا ہے

نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کر کے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اُس کے متصل ٹھہر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جس کی عمر اُسوقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کے لیے فرخ آباد کو بھیجا اور اُس کو اپنا خراج گزار کرلیا۔

۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۳ء مین یہ نواب بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گزار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہم کو دریافت نہین ہوئی۔ اُسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد چندے ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کیمپ کی تنخواہ کے لیے مقرر کیا گیا جو کہ فتح گڈھ مین مقیم تھی[1]۔

آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اٹاوہ فتح کرنے مین بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا۔ نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اُسکے ساتھ تعظیم وتکریم سے پیش آئے۔ اور نواب وزیر کے ہمراہ مظفر جنگ ضلع علی گڈھ مین کوڑیا گنج وہردواگنج کو روانہ ہوا۔ اُس سال محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبۂ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے انجام دیے گئے۔ ایک حکایت یہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[2] وتروا وٹھٹھیا اور سکت[3] پور اور کسی قدر حصۂ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کردیا۔ جو حصہ مُلک کا اس طرح سے اودھ مین حاصل کیا گیا تھا وہ کُل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگیا۔ ماسوائے چھبرامؤ[4] وسکھراؤن[5] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے

[1] دیکھو فتح گڈھ مشہور ومعروف چھاؤنی ... ۱۲ [2] یہ قصبہ چھبرامؤ ضلع فرخ آباد میں ہے جو اُس زمانہ میں علاقہ قنوج ... شامل تھا ۱۲ [3] تروا ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲ [4] ضلع فرخ آباد میں

ان دونون پرگنون مین شامل ہین بعد تھوڑے عرصے کے الماس علیخان خواجہ سرا جو اُس زمانے کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اُسکی حکومت کا یہ تھا کہ اُسنے اپنے ماتحتون کو یہ جرأت دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چھین لین راجہ ترواو ٹھٹھیا اور چودھری کشن گڈھ کو اس کارروائی سے کُل جاہ و منصب پیدا ہوا - کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اُس قسم کا اور اُس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا ریاستون مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعتون کی حالتون مین پیدا ہوا اسمین شبہ نہین کہ اس دریا کے شمالی کنارے رہنے والون کی بہ نسبت دکھنی کنارے کے رہنے والون پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب تھا -

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودھ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمپر کیا مصیبت آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار بنگئے اور پٹھانون کا نام ڈبو دیا کاش تمھاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی - اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو شجاع الدولہ اپنے اُس لشکر اور خدم و حشم کے ساتھ تمھارا کچھ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمھاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے - خدا بخشے تمھارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جن کی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوے افسوس تم پر کہ اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہونچایا اور ہم

لوگون کو بے اعتبار کردیا۔ نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ یا جو اُسے دیکھ کر بہت آزردہ ہوے۔

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ہلدوہ اور کوڑیا گنج کے نواح مین پہونچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم چرب باتین لکھ کر اپنے پاس بُلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہو گئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے۔ ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے اُنھون نے عزت وحمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہو گئے درجۂ امارت وحکومت کو ہاتھ سے کھودیا۔ اور قوم کی ننگ وعار کو چھوڑدیا پھر تھوڑے ہی عرصے مین جو کچھ اسکا نتیجہ پایا وہ تمام عالم پر روشن ہے حاجت تحریر نہین۔

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

۱۱۸۷ھ مین نجف خان ذوالفقارالدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرت پور کے مُلک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اُسکو شکست دے کر مقابلے سے بھگادیا نول سنگھ ڈیگ مین پناہ گزین ہوا۔ آگرے کے قلعہ پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کی طرف سے دان ساہ وہان پر نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا۔ نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدّت کی اور قلعہ پر توپون سے گولہ باری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سُن کر یہ خیال کیا

کہ آگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کرلے گا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اُنکو ذوالفقار الدولہ کی طرف سے بیحد کدورت تھی اسلیے ایلچی خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جائے اور اُنکا قصور معاف ہو جائے۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھ کی بڑی آرزو ہے بادشاہ نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجد الدولہ بھی رنجیدہ تھا اُس نے نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے جمنا پار کے مُلک کو نواب ضابطہ خان کے سپرد کرادیا۔ ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقار الدولہ کی کساد بازاری کی فکر کرنے لگے جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا داؤن نہ چلا تو انتہاے ریاکاری سے دلی دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدل دیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا اور اُس سے ملاقات کرکے بھولیر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دے کر اور لسنبت علی خان کو ہمراہ کرکے مقام اٹاوہ[1] سے آگرے کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور اس وجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے مکدر ہو گیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے کیون اتفاق کیا[2] مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ یہ مرزا نجف خان اصفہان کی پیدائش ہے شاہ ایران کے متوسلون مین ہونے کی وجہ سے نادرشاہ نے اسکو قید کردیا تھا جب نواب عزت الدولہ مرزا محسن برادر بزرگ نواب صفدر جنگ محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کی طرف سے ایلچی بن کر نادرشاہ کے پاس ایران کو گئے تو نجف خان کو چھڑا کر اُسکے کُنبے کے ساتھ ہندوستان مین لے آئے اور اُسکی بہن سے نکاح کرلیا مرزا کی عمر اسوقت ۱۸ سال کی تھی مرزا محسن کے مرنے کے بعد الہ آباد مین

اُنکے بیٹے محمد قلی خان کے ساتھ رہنے لگا جب شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو دغا سے قید کرلیا تو نجف خان چند رفقا کے ساتھ بھاگ کر قاسم علیخان ناظم بنگالہ کے پاس چلا گیا جب اُسکا بھی کام بگڑ گیا تو منیر الدولہ کی سفارش سے شاہ عالم کی ملازمت حاصل ہوئی اور اپنے کامون کے صلے مین ذوالفقار الدولہ نواب نجف خان بہادر غالب جنگ خطاب پایا پھر امیر الامرائی کے درجے پر ترقی کرگیا۔

شجاع الدولہ کی روہیلون کی بربادی کے لیے تدبیر

شجاع الدولہ مُلک میانۂ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوے گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے سیرالمتاخرین کا مؤلف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اسلیے روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا اور جسقدر محبت واخلاص نواب سید سعداللہ خان اور عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اُنکو تھا بالکل فراموش کردیا۔ ۱۱۷۰ھ مین غازی الدین خان عمادالملک وزیر عالمگیر ثانی کے ہاتھ سے نواب سید سعداللہ خان نے وزیر کی ریاست بچائی اور عنایت خان پانچہزار فوج کے ساتھ اُنکا شریک تھا جبکہ پٹنے پر انگریزون سے اُنکو جنگ پیش تھی یہ سب احسانات اُنھون نے بالاے طاق رکھدیے اور ہسٹنگز صاحب گورنر کو تینتس ۳۳ لاکھ روپیے رشوت مین دے کر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان سے جنگ کے لیے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرم ناسہ اور حدود صوبۂ اودھ والہ آباد تھے آگے کو

قدم رکھین اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے کے لیے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگائین اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لیے کسی کا ملک فتح کرین اُنکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لیے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اُس ملک کو محفوظ رکھین اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزون کی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سد راہ اور فدیہ ہے جو کوئی اودھ کا قصد کریگا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاؤ کے لیے اُس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کے شریک ہوگئے۔

نواب وزیر نے نواب سید سعد اللہ خان اور عنایت خان کے احسانات پر خاک ڈالی کہ اب اُنکی ہدیاتین کمزور تھین۔ اُنکے دل مین شکست اور ماتحتی کا انگریزون کی طرف سے بھی خار کھٹکتا تھا لیکن انکی طاقت کے سامنے سر نہین اُٹھا سکتے تھے اسلیے حیدر علیخان والی سرنگ پٹن کو اپنے خط مین انگریزون کی بہت کچھ طرفداری کے الفاظ لکھے اور اپنے آپ کو اُنکا نہایت خیر اندیش دکھایا۔

اپنے دوست انگریزون کی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑھائی حافظ رحمت خان کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلون کو اُسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹون کی چڑھائی کے وقت پایا تھا تو اُن چالیس لاکھ روپون کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامے کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت

روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اُنکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی۔ روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرآت آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۶ھ مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑھائی کرین تو یہ غلام کئی لاکھ روپے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا اور خالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لے گا۔ ذوالفقارالدولہ نجف خان کو بھی اس فوج کشی مین ساتھ لانا چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے مجھ سے کمک چاہی تھی اور اُسکے عوض روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اُس رقم کی ادائی مین کج معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لے کر قلعہ سے روانہ ہوے دریاے جمنا کے دوسرے کنارے پر خیمے کھڑے کراے اور نجف خان کو حکم دیا کہ اُسکی فوج ہمارے لشکر کا ہراول رہے اُسی دن بادشاہ کو تپ آگئی اسلیے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دے کر ایلچ خان کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان ابناے دوندے خان سے بھی اس معاملے مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بدایون کا حصّہ ان لوگون کے قبضے مین تھا۔

عمادالسعادت مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ھ مین شجاع الدولہ کے پاس ۱۸ہزار سوار اور ایک لاکھ تیس ہزار پیادے اور ۷ ہزار ہرکارے نوکر تھے اور پرانی

توپون کے سوا سات سو توپین وہ تھین جو فیض آباد مین دریا کے کنارے بنائی گئی تھین
۸ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلون کے استیصال کے واسطے جو وعدۂ امداد کیا گیا ہے اُسکا ایفا ہو - اس یکایک درخواست سے گورنر چکرا ے ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی - غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹھہری کہ سپاہ کمک کے لیے بھیجی جائے اور شرائط سپاہ بھیجنے کے وہی رہین جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری تھین - اُسوقت گورنر اپنی فطرت کو دکھا گئے کہ اُنھون نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کرین کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق مین نہایت فائدہ مند ہین اور وزیر پر ایک بار گران ہین اسلیے ظن غالب ہے کہ وزیر اُنکو منظور نہ کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی مین نہ پھنسنا پڑے گا اسلیے اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اعلے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہوسکے احتراز کیا جائے - اگرچہ لندن مین کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلون کی لڑائی مین سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی مگر بعد سوچ بچار کے آخرکار اُس عہدنامے کو جو بنارس مین ہوا تھا منظور کیا اور یہی وجہ ہے کہ ہسٹنگز گورنری ہندوستان سے مستعفی ہوکر چلے گئے اور ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلاے عام) مین ۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اُن پر اس وحشیانہ کام کے لیے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا تو ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یون ضعیف ہوا کہ اسکو کورٹ آف ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا تھا -

اس مدد کے عوض مین شجاع الدولہ نے انگریزون کو چالیس لاکھ روپے

دینے کا وعدہ کیا اور سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈ مین سے جو دوسرا برگیڈ
الہ آباد مین رہتا تھا اُس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنیل چمپین
جو کمانڈر انچیف تھا اُسکو سارا لڑائی کا اہتمام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء مین
لشکر لیکر چلا ۲۴ فروری کو شجاع الدولہ کے ملک مین پہونچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد
ضلع ہردوئی مین جو اُنکی سرحد پر واقع تھا انگریزی فوج سے ملے۔ اُن کا ارادہ
روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کی طرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی
افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور
رام گھاٹ پر کشتیون کا پُل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی اور آخری مانگ روپے کی
بابت دھمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی۔ حافظ صاحب اس کارپردازی
سے آگاہ ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ مین طوفان بے تمیزی
برپا تھا محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان۔ احمد خان
و محمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خان اور احمد خان و اعظم خان وغیرہ ابناے فتح خان
خانسامان نے حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا اُنکو
خیال مین نہین لاتے تھے اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا۔ ۱۱۸۶ھ
کے آخر سال مین شجاع الدولہ کی طرف اُن لوگون کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے
اور اُنکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک انکے دلون مین نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب
سے بدظن ہو گئے۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ
سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا چنانچہ محب اللہ خان اور فتح اللہ خان نے
قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھ کر کہ مین روہیلکھنڈ کا مالک ہو گیا

تو تمھاری مرضی کے موافق تمھارے ساتھ سلوک کیا جائے گا شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اُسپر مہر کردین وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کرکے مہر کردی اسی طرح احمد خان بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا اور خود وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خان کی شرکت نہ کرونگا اسی طرح محتشم خان نے جو ایک نامی اور معزز رسالہ دار تھا حافظ صاحب اُسکو پندرہ سو روپیہ ماہوار ذات کے اور رسالے کی تنخواہ علیحدہ دیتے تھے اور چند گاؤن جاگیر مین دے رکھے تھے شجاع الدولہ سے خفیہ سازش کرکے پچاس ہزار روپے کی ہنڈی طلب کی جب شجاع الدولہ نے ہنڈی بھیجدی تو اُنکے پاس چلا گیا حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کرکے تعجب کرتے تھے اور کسی سے تعرض نہین کرتے تھے نقش سلیمانی مین لکھا ہے کہ ہنگام تیاری جنگ نواب بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب شجاع الدولہ نے ازراہ شفقت مادری نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ مین نے حافظ الملک کو دیکھا ہے وہ شخص نہایت ابرار وجرار ومتقی وپرہیزگار معلوم ہوتا ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم حافظ رحمت خان سے ارادہ جنگ کا نہ کرو اوّل تو فتحیابی دشوار ہے احیاناً اگر تمھاری فتح بھی ہوئی تو نتیجہ اسکا اچھا نہوگا نواب شجاع الدولہ فہمائش اپنی مان کی کچھ خیال مین نہ لائے اور آمادۂ پیکار ہوے اور انجام اسکا نواب کے حق مین اچھا نہوا۔ چنانچہ آگے مذکور ہوگا۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سُنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ تو حافظ صاحب اپنا سامان درست کرکے ۱۱ محرم ۱۱۸۸ھ کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے اور آنولے مین پہونچکر لڑائی کا جھنڈا کھڑا کیا۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوے۔ کچھ راجپوت

چھوٹے چھوٹے جاگیردار اور میان دوآب یعنے فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوے۔ نواب سید فیض اللہ خان بہادر والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادون کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے پاس چلے گئے اور اُنکے چھوٹے بھائی سید محمد یار خان اور اُنکے بھتیجے سید نصر اللہ خان بھی دو دو ہزار آدمیون کی جمعیت سے پہونچ گئے۔ ہفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانسامان بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہو گئے۔ مگر یہ دونون باطناً یہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب مارے جائین کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے بیدل کر رکھا تھا اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے غرضکہ تھوڑے عرصے سے روہیلکھنڈ مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادّہ پھیلگیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کی طرف مصروف تھا اور دوسرے کی خرابی کے لیے غیرون کو کھڑا کرتا تھا محب اللہ خان ابناے دوندے خان اس لڑائی مین اوّل سے شریک نہوے کیونکہ انکو جسقدر حافظ صاحب کی مدد کرنے کا خیال تھا اُسیقدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تھا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی چکنی چپڑی باتون اور غلام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید لا کر عہد و پیمان کیا تھا حافظ صاحب سے باطناً منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس نہ سامان درست تھا نہ روپیہ تھا سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تھی اسلیے ان دونون بھائیون نے روپیہ نہونے کا عذر کیا حافظ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اُنکے پاس بھیجدیا۔ اسیطرح جس نے تنگدستی کا عذر پیش کر کے حاضری سے مجبوری ظاہر کی اُسے کچھ بھیجا اسپر بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوے تھے سامانِ سفر کی تیاری کا بہانہ کر کے

اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مؤ۔ فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پٹھان نوکر بے نوکر ننگ قومی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بھی اپنے بیگانون کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جس وقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنے سامان جنگ کی درستی مین مصروف تھے اُسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پُل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پُل تیار کرکے سیدھے اپنے ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہووین اسلیے کہ رسد بھی اچھی طرح اپنے ملک سے پہونچ سکے گی اس بات پر راے قائم ہوکر شجاع الدولہ نے گھاٹ نانا مؤ پر پُل تیار کرایا اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوے۔

نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایکہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کے شریک تھے جیسا کہ تاریخ فرخ آباد مؤلفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و فرح بخش مولفہ شیو پرشاد و اخبار حسن و تذکرہ حکومۃ المسلمین و عماد السعادت و تاریخ اودھ مولفہ گرسلے وغیرہ مین مذکور ہے۔ شجاع الدولہ نے گوہد پہونچکر یہان کے رانا لوکیندر سنگھ کو جو حافظ الملک کا دوست تھا اُنسے منحرف کردیا یہ مقام قلعۂ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال و مشرق مین واقع ہے اب یہان کے والیان ملک دھولپور مین رہتے ہین اور قوم کے جاٹ ہین۔ شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہونچے تو اتمام حجت کے لیے ایک تحریر روہیلون کی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اُنھون نے اس تحریر کو دیکھکر اپنی فوج کے ساتھ

مخالف کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کرکے فرید پور پہونچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے - شجاع الدولہ کی فوج روہیلکھنڈ مین داخل ہوکر شاہ جہان پور کے قریب پہونچی - عبداللہ خان نبیرۂ نواب بہادر خان رئیس شاہ جہان پور حافظ صاحب کی طرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب سے علاوہ دوستی رکھنے کے اُنکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اُسنے یہ حال سُنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہ جہان پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا شجاع الدولہ نے اُسکو مصلحتہً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لے کر شاہ جہان پور سے دو تین کوس پر مقام کیا - سُنا جاتا ہے کہ شاہ جہان پور کے پٹھانون کی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا - یہ علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دُھرے پر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ کی دست بُرد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھ یعنے شمالی اور مشرقی حصّے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے تصرف مین تھا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہان پور پہونچنے کی خبر سُنکر چوبیس[۲۴] ہزار سوار اور چار ہزار[۴] بان انداز اور ساٹھ[۶۰] توپون کے ساتھ فرید پور سے روانہ ہوے اور بھگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرے کے مقام پر آئے یہان پر آبادی کے قریب آنبون کے باغون مین فوج کا حصار بنا کر قیام کیا - حافظ رحمت خان کی طرف سے جسقدر رتا خیر ہوتی تھی وہ اُنکے واسطے مفید تھی کہ اُنکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی تھی

اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا آخر کار انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہ جہان پور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی مین مشغول کرے اور موسلی کے قریب میدان مین ٹھہری اس پیشقدمی نے روہیلون پر ظاہر کیا کہ مخالف کا ارادہ پیلی بھیت پر دھاوا کرنے کا ہے جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تھے اس واسطے حافظ رحمت خان اس فوج کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر میدان مین نکل آئے۔ شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میران پور کٹرہ ضلع شاہ جہان پور مین آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر امن کے قابل جگہ تھی تو کرنیل چمپین اپنی تجویز پر ناز کرنے لگا۔

لڑائی جس مقام پر ہوئی اُسکا نام اور رپنہ بیان ہائے ذیل سے معلوم کرو۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ مقام لاہی کھیڑہ مین دریاے بھگل کے کنارے فرید پور کے متصل میدان گرگ مین جنگ ہوئی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کمالزئی خان اور فرید پور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور شیو پرشاد مؤلف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کھیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قائم کیا گیا تھا۔ کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہ جہان پور ممالک متحدہ مین شاہ جہان پور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہ جہان پور سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے اور روہیلکھنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے۔

حافظ صاحب کی فوج کی مذکورۂ بالا تعداد گزیٹیر کے حصۂ شاہ جہان پور کی

جلد مین بیان کی ہے - اور گلِ رحمت مین اُنکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے اور اسمین نوکر بے نوکر سب شامل ہین اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے اور سیر المتاخرین - تاریخ مظفری - اور تنقیح الاخبار کے مؤلفون نے کہا ہے کہ اُنکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے بھی زیادہ پٹھان جمع تھے -

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ اس عرصے مین کئی یلا نوے اور ٹانڈے مین نواب سید فیض اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے - بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہین اُن سے صلح کر لینی چاہیے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہان ہے کہ دے کر صلح کر لون - نواب سید فیض اللہ خان نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے مین دے سکتا ہون مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدو مین اُنسے بات چیت کر لونگا اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصۂ رسدی وصول کر لیا جائیگا حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا نواب سید فیض اللہ خان کا کہنا نہ مانا - میرے خیال مین حافظ رحمت خان کا روپے دے کر صلح نہ چاہنا اس وجہ سے ہوگا کہ وہ شجاع الدولہ اور اُنکے باپ صفدر جنگ کی فوج کو بے حقیقت سمجھتے تھے اور کئی بار اُنکو نیچا دکھا چکے تھے مگر انگریزی فوج کی لڑائی دیکھنے کا اتفاق نہوا تھا اسلیے اس دھوکے مین رہے کہ شجاع الدولہ کو پھر بھگا دینگے - لیکن اسکے خلاف سیر المتاخرین مین یون تحریر کیا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپون کا تقاضا حافظ

رحمت خان پر کیا اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدّت گزر چکی اور ابتک آپ نے
وہ روپے ادا نہ کیے اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپے جلد پہونچائیے ورنہ لڑائی کے
لیے تیار ہونا چاہیے تو حافظ رحمت خان نے کہ نہایت ہوشیار اور دوراندیش تھے
فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور نواب سید فیض اللہ خان اور دوسرے
سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اُنکی فوج
انگریزی طریقے پر تیار ہے اور انگریزی فوج بھی اُنکی مدد کو ساتھ ہے ہم سے لڑنے کا
ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہین کہ ہمارا ملک چھین لین اُنکی اور اُنکے مددگارون کی
جنگ سے عہدہ برآ ہونا نہایت مشکل ہے بہتر یہ ہے کہ اس بلا کو روپیہ دے کر
ٹالدین کیونکہ اس معاملے مین حق اُنھین کے ہاتھ مین ہے ورنہ لڑکر مقابلے مین
کامیابی حاصل کرنی مشکل ہوگی چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے درپردہ
دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمھارے ملک سے کچھ غرض
نہین البتہ اگر حافظ رحمت خان کی اعانت کروگے تو تم سے بھی کینہ قائم ہوگا۔
اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے۔ اور ان احمقون نے اُن
روپون کے دینے مین جنکے ضامن اُنکے اور دوسرون کی طرف سے حافظ رحمت خان
ہوے تھے پہلوتہی کی[لہ] اور لڑائی کرنے کے لیے صلاح دینے لگے اور دوسرے
نوجوان سردارون نے بھی اپنے غرور شجاعت کی ترنگ مین آکر اُن روپون کے
دینے مین تنگدستی کے عذر پیش کیے اور حافظ صاحب کو لڑائی کی ترغیب دینے
لگے اور اُنسے شرکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے بہت سا سمجھایا کہ فرنگیون
کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے میدان جنگ مین آبرو دے مردمی جاتی رہیگی

لہ تاریخ مظفری میں ہے ۱۱۸۶

بھاگتے نظر آؤگے انگریزی فوج کی آتشباری تمکو خاک مین ملادے گی - چونکہ ان روہیلون کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر اور ہر قسم کے بندگان خدا پر ہوے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا اُسکا وقت آچکا تھا اُنکی عقلون پر بے وقوفی کے پردے پڑ گئے تھے اسلیے اُن مستحقین غضب الٰہی مین سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت پر التفات نہ کیا اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی -

اس بیان مین نواب سید فیض اللہ خان کا نام محض حافظ رحمت خان کی اولاد کے اغوا سے لکھا ہے ورنہ کوئی تاریخ کی کتاب یہ نہین کہتی کہ روہیلون کی برباد کرنے والی اس لڑائی مین نواب سید فیض اللہ خان اوّل سے آخر تک حافظ صاحب کے کبھی خلاف رہے ہون یا شجاع الدولہ سے کوئی سازش کی ہو اُنکے لائف مین حرف حرف دیکھا گیا کوئی بات عقل و اعتدال کے خلاف نہ پائی حافظ صاحب کے بیٹون نے مؤلف سیر المتاخرین سے اُن کا نام بھی لکھوا دیا - اور حافظ صاحب کی طرفداری بھی اُسنے انھین لوگون کی خاطر سے کی ہے اور کچھ یہ وجہ بھی ہے کہ اُن کا جاہ و حشم خاک مین ملگیا تھا جو مؤلف سیر المتاخرین کی عین آرزو تھی بس جبکہ بنائے حسد کی جڑ ہی کٹ گئی تو بُرا کیون لکھتا اور نواب سید فیض اللہ خان کا جاہ و جلال یوماً فیوماً ترقی پر تھا - سیر المتاخرین مین یہ جو لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے کہا کہ اس معاملے مین حق شجاع الدولہ کے ہاتھ مین ہے - یقین نہین کہ ایسے لفظ حافظ صاحب کے مُنھ سے نکلے ہون - مؤلف سیر المتاخرین کے مذہب مین روہیلے غضب الٰہی کے آپ ہی مستحق ہونگے کہ یہ کٹر حنفی مسلمان اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے -

مؤلف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے

انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑنے کے ارادے سے اُتارا تو پہاڑ سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر شجاع الدولہ کو دیدیجیے اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ مین واسطہ کیجیے مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلّم ہے مین قرض نہین لیتا مجھے پھر ایسی عزت کی موت اپنے مُلک کی حفاظت کرنے مین کب ملے گی اسلیئے وہ اپنی سپاہ جمع کر کے لڑائی کے لیے تیار ہوے یہ بات سچ نہین معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم کرلیا اور مصالحت کا خیال نہین کیا اسلیے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجیے مگر جب شجاع الدولہ سے اسکا ذکر کیا گیا تو اُن کے چالیس لاکھ روپون نے نچّے دیدیے اور اُنھون نے دو کروڑ روپے مانگے۔

غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹- اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ھ کو لڑائی کے لیے سوار ہوے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ نہوا- ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کر کے توپخانے کو بڑھا کر لاہی کھیڑے کے نشیب مین دریاے بھگل کے کنارے پر جمادیا- حافظ صاحب کے مخبرون نے اُنکو اُسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے کل کا دن مقرر کیا ہے له ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ مطابق ۲۳- اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اُنکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے بسنت علی خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا اور محبوب علیخان

له گلستان رحمت ۱۲

خواجہ سرا کو نو ہزار پیادۂ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علی خان عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادۂ بندوقچی کے ساتھ جنکو نجیب کہتے تھے بھاری توپخانہ دے کر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بھیجا - اور میر احمد کو بائیس ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑے توپخانے کے ساتھ انگریزی فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلے پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹھہرے -

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لیے تیار نہوا تھا - حافظ صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لیے سوار ہوے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا حریف ڈر گیا پس آج سوار ہونا کیا ضرور - حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارے خبر لائے کہ انگریزون نے آپ کے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لیے کھڑے ہوے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوے اور نواب سید فیض اللہ خان کے خیمے مین آئے اور اُنسے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب موصوف سے کہدیا کہ مبادا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نہ کیجیو بلکہ پہاڑ کی جانب چلے جائیو روہیلکھنڈ مین وہان سے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمھارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لیجائیو ابھی تک روہیلون کا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے بلکہ جمع بھی ہونے نہ پایا یہانتک کہ نقارہ بجانے کا

اور عہدہ دارون کو تیاری کا حکم بھی عام طور پر نہ دیا گیا۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ کھول کر گھانس چارے کی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے۔ آج بڑی غفلت روہیلون کے لشکر مین رہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان بن شیخ کبیر سے غنیم کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مؤلف گیان پرکاش حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چارسو آدمیون کے ساتھ میدانِ جنگ مین پہونچکر مستقیم خان کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانون کے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا۔

سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب چپ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا اُنکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے مگر بہت سے سپاہی توپ کی زد سے نکل کر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہونچے اور کچھ اُسکے صدمے سے ہلاک ہوئے مگر پھر بھی کسی قدر دل چلے انگریزی لشکر مین گھس گئے اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب مدد نہ پہونچی تو کامیاب نہوے۔ اسیطرح نواب سید فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوے اور اُسکے غول مین گھس گئے اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ گاؤن چھین لیا جسکی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے اور خود اُسکی آڑ پکڑ کر بندوق وبان سے لڑنے لگے۔ تنقیح الاخبار مین لکھا ہے کہ نواب سید فیض اللہ خان اور مستقیم خان لبسنت علیخان کی فوج کا مقابلہ کر رہے تھے اور حافظ صاحب انگریزونکی

جنگ مین مشغول تھے۔ جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے سامنے نمودار ہوئی تو اُسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ یکایک احمد خان پسر سردار خان بخشی بغیر لڑے بھڑے شکست کا غلغلہ لشکر مین ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلون کے پائون میدان جنگ سے اُکھڑنے لگین۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی پٹھان جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش کے بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحب کے ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی۔ جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اُسنے تین طرف سے زور دیا ایک طرف مستقیم خان پر دوسری جانب نواب سید فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولون کی خوب بارش ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کی فوج بھی بھاگنے لگی۔ اس عرصے مین مستقیم خان نے کمک طلب کی حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے جسقدر سپاہ ساتھ تھی اُسے لیکر اُدھر توجہ کی کچھ دور چلے تھے کہ مستقیم خان کے قدم میدان سے اُکھڑ گئے حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوج کے مقابلے کو لوٹے۔ سوارون کے کئی دھاوے انگریزی فوج کی جانب سے ہوے مگر کوئی نتیجے کی بات پیدا نہوئی۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے اُنکی غیرت بُزدلی کو قبول نہین کرتی تھی اُنھون نے میدان جنگ مین یہ چاہا کہ انگریزی فوج مین گھس کر سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤن۔ اُنکو فتح پر اعتماد اور بہادری پر یہانتک گھمنڈ تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سردارون پر تقسیم کردیے تھے اور کہدیا تھا کہ جو جس محلے مین داخل ہو وہان کا تمام مال و اسباب اور عورتین اُسکے لیے معاف ہین۔

غرض دو گھنٹے اور بیس منٹ تک آدمیون پر توپون سے خوب آگ برسی اور

کچھ اور منٹ ہندوقون کی گولیون کے اولے خوب پڑے سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچون کی طرح اُڑتے تھے۔ دو ہزار روہیلے اور بہت سے سردار میدان جنگ مین راہ عدم کے رہرو ہوے۔ مستقیم خان کے فرار ہونے کے بعد حافظ صاحب جب اُنکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑے کو آگے بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزون نے دوربین سے سورج مکھی کو اُنکے سر پر پہچان کر ایسا گولہ مارا کہ اُنکے سینے مین قلب کے محاذی ٹکر کھا کر فاصلے پر گر پڑا۔ تنقیح الاخبار کا مؤلف کہتا ہے کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اُس جگہ موجود تھا کہتا تھا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کے برابر سے گزرا تھا جسکا ایک نیلگون داغ اُنکی جلد پر پڑ گیا تھا قیصر التواریخ مین لکھا ہے عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اُسوقت حافظ صاحب جامۂ ہندوستانی پر متن قرآن شریف پہنے ہوے تھے۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا چھاتی مین ایک سیاہ دھبہ گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا۔ جسکے صدمے سے حافظ صاحب گھوڑے سے گر پڑے پگڑی سر سے اُتر گئی خدمتگارون نے اُٹھا کر سر پر رکھی اور مُنھ مین پانی ڈالا ایک دو مرتبہ ہونٹ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہین بجے تھے کہ اُنکی جان نکلگئی۔ احمد خان پسر فتح خان اپنی فوج کو لیے ہوے علیحدہ کھڑا تھا یہ حال دیکھکر فرار ہو گیا حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خان۔ حافظ محمد یار خان۔ محمد دیدار خان۔ الہ یار خان۔ اور عظمت خان یہ خبر سُنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بھیت کی طرف چلے گئے۔ نواب فیض اللہ خان اُسوقت اُس گاڈن کی

لم کھیل الحسنہ ۱۲

آڑ پکڑے ہوے لڑ رہے تھے حافظ صاحب کی شہادت کا حال سُنکر دو تین رستمانہ حملے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرون کی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہان پہونچکر فوج کو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹون کو تسلی دے کر پھر مقابلہ کرینگے ڈیرون مین پہونچے تو بالکل لوٹے کھسٹے پڑے تھے بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کی طرف روانہ ہوگئے۔ محب اللہ خان جو عین معرکے مین پہونچا تھا وہ ایک حملہ کرکے یہ بھی بھاگ نکلا اسی طرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی مین مصروف تھے یہ خبرین سُن سُنکر بھاگنے لگے انگریزون کی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا دور تک تعاقب کرکے بہت سے گولے مارے نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اُترکر سجدۂ شکر ادا کیا اور سوارون کو لوٹنے کے لیے حافظ صاحب کے کیمپ مین بھیجا۔ سلطان خان برادر مرتضیٰ خان بڑھیچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت ہوا کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اُنھون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر اُٹھایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تھا چاہا کہ اُنکی پیشانی کی خاک رومال سے صاف کر دے۔ شجاع الدولہ نے منع کیا اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے ساتھ کی تھین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا خدا شاہد حال ہے مین ایسا روز بد تمھارے لیے نہ چاہتا تھا[۱] اور سلطان خان بڑھیچ کو ایک ہاتھی اور دو شالہ اور زر نقد عطا کیا اور مرزا حبیب بانکے کو ایک لاکھ روپے دیے[۲]۔ نواب ضابطہ خان

اور نواب مظفر جنگ بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین تھے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ
سران دونون نوابون کے پاس شناخت کے لیے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو
بھی جو حافظ رحمت خان کو پہچانتے تھے دکھاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکھکر کہا کہ واقعی
یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے دوسرے کا نہین۔ اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ اسی
ریش وفش (طمطراق) پر جناب عالی کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوے تھے اور شاہ مدن
آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا ہان یہ اُسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے
شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا اور کہا کہ ان سے یہ توقع نہ تھی
دوسرون کا کام ہے۔ پھر کچھ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن کو قید کر دیا
اور اُنکی جاگیر بھی جو ایک لاکھ روپے کے قریب تھی ضبط کر لی اور نواب نے اپنے دستخط
سے شقہ جواہر علیخان کو اس مضمون کا لکھا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات و مصاحبین
کے قید کر کے اپنے پاس نگاہ رکھے۔ شجاع الدولہ نے پالکی خاصہ بھیجکر حافظ صاحب
کی لاش میدان سے منگا کر سر اُسکے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ
بریلی کو روانہ کی۔ یکشنبہ کی صبح کو قاضی۔ مفتی۔ علما۔ شرفا۔ سادات اور فقرا نے
جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی اور ظہر و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا
قبر مین اُتارنے کے وقت تک گردن سے خون جاری تھا اُنکی وفات کی تاریخ
یہ ہے فی جنتی داخل (۱۱۸۸) ایک صاحب نے حافظ صاحب کے مارے جانے
کی تاریخ لطافت تعمیہ کے ساتھ اس طرح پائی ہے۔

چو از لفظ ظفر تاریخ جستند   پے باقی سر حافظ بریدند

لفظ ظفر کے اعداد یہ کہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہے ملانے سے

سال مطلوب یعنی ۱۱۸۸ھ حاصل ہوتے ہین۔

دیگر

شہادت یافت نواب فلک قدر | بضرب گلۂ توپے علی الصدر
زبس در جنگ آن شیر نرینہ | دلاور بُد سپر بنمود سینہ
خطابش حافظ الملک ست مشہور | باکناف جہان نزدیک و ہم دور
قلم سالش بطرز نور رقم کُن | دو انگشت از چہار انگشت خم کُن

ساکن فلسفی مین مذکور ہے کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اُنھون نے وہان گنج آباد کر کے نام اُسکا فتح گنج رکھا۔

گور سہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہے اس فتح سے اُسکا ازالہ نہین ہو سکتا۔ یہ شخص ثابت خانیون کا رسالہ دار تھا کہ اٹاوے مین اُسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ خطاب ملا تھا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ قطع نظر اُسکے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اُسکے بیٹے کے لیے جو یکسالہ یا دو سالہ تھا مقرر ہوا تھا باوجود اسکے اُسنے خوف آمد آمد بالاد مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گوے کالپی کے شریک ہو گئے تھے نہ لایا اور حریف سے مُنھ پھیر کر مُلک دوآبہ مین چلا آیا۔ نواب چاہتے تھے کہ اُسکو توپ سے اُڑا دین اور آپ بوندیلکھنڈ کو جائین۔ مگر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور بسنت کو مع کمپو کے اُدھر بھیجا جسنے وہان جا کر عمدہ کام کیا

کرنیل چمپین کے قلم سے حافظ رحمت خان اور شجاع الدولہ کا حال

(۱) کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی ہے وہ سُننے کے قابل ہے وہ لکھتا ہے کہ حافظ رحمت خان کی کوئی چالیس ہزار سپاہ ہوگی وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہم سے لڑے بہت دفعہ روہیلے ہمارے لشکر مین گھُس آئے اور اپنے جھنڈے گاڑ دیے تاکہ اورون کو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہو بار بار ہماری توپون کے چھیننے کا قصد کیا مگر ہماری توپون نے اُنکو بڑھنے نہ دیا جب پاس آئے اُنکو اُڑا دیا اُنکی بہادری کا بیان ناممکن ہے اُنھون نے سب طرح سے اپنا فن سپاہ گری دکھایا۔

(۲) اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہے وہ بھی سُنیے وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اُسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اُسکا حال بیان کرنا ضرور ہے تاکہ گورنمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہے کہ ذرا بھی اعتبار کے قابل نہین لڑائی سے ایک رات پہلے مین نے بعض خاص توپین اُسکی مانگین مجھے اُنکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی مگر اُسنے صاف انکار کر دیا اور میرے کام مین اُنکو نہ آنے دیا وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لے کر موجود رہون گا اور سب طرح کی مدد کرون گا اور سوارون کو لیے پاس کھڑا ہونگا مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان مین نے اُسکو لشکر لیے صبح کو دیکھا تھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اُسیوقت فوج لیکر میدان مین آ کودا اور روہیلون کے کیمپ کو خوب دل کھولکر

لوٹا۔اسپر سپاہ کمپنی نے جو قواعد کی پابند تھی ایک اپنے افسر سے کہا کہ فتح کی عزت ہم کو حاصل ہوئی مگر اُس کی منفعت ان لٹیرون کو ملی۔

لِتبرِج صاحب کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

لِتبرِج صاحب ایم اے کی تاریخ مین لکھا ہے کہ جبتک لڑائی ہوتی رہی تو شجاع الدولہ اور اُسکی فوج اِس انتظار مین رہی کہ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پانسا زبردست رہتا ہے اور جب انگریزون نے لڑائی فتح کرلی تو روہیلون کا مال لوٹنے مین شریک ہونے کو جھٹ کود پڑی"۔اِس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلون نے جو مُلک روہیلکھنڈ مین فتح کیا تھا اُس سے اُنھون نے ہاتھ اُٹھایا اور وہ مُلک شجاع الدولہ کے قبضے مین آیا۔

روہیلون کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ مین پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلون کی فوج کو پوری شکست ہونے کے بعد انگریزی فوج نے تین روز تک مقام کیا ہزیمت یافتون کے متعاقب کوچ نہین کیا اسلیے یہ تمام بھاگی ہوئی جماعت اپنے گھرون کو زندہ ہو چکیئی نواب سید فیض اللہ خان کہ کثرت عقل ودانش اور خزانے کی وجہ سے دوسرے سردارون سے ممتاز تھے ہمروزہ چل کر رامپور آئے اور سامان واسباب واہل و عیال لے کر مرادآباد اور نجیب آباد ہوتے ہوے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام

کوہستان نجیب آباد سے آٹھ کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لیے مورچے تیار کرائے۔ ہر روز اُنکے پاس روہیلون کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی چنانچہ احمد خان بخشی اور احمد خان خانساماں میدان جنگ سے ہمروزہ چل کر آنولے آئے اور رات بہزار خرابی کاٹ کر صبح کو تمام سامان اور اسباب اور اہل و عیال کو لے کر لال ڈانگ کو چلے گئے اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش آدمی تھے معرکے سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لے کر لال ڈانگ پہونچ گئے۔

دوندے خان اور حافظ رحمت خان کی اولاد کا حال

محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بسولی مین اطمینان کے ساتھ ٹھہر گئے کیونکہ اُنکے ساتھ نواب شجاع الدولہ کا مکرر عہد و پیمان ہو چکا تھا اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت کو بھاگ گئے گلستانِ رحمت کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب اپنے بیٹے ذوالفقار خان کو بریلی کی حفاظت پر مامور کر گئے تھے اُسنے بریلی مین شہر کے رئیسون کو جمع کر کے شجاع الدولہ کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد رات ہی کو شجاع الدولہ کے سوارون نے بریلی پر قبضہ کر لیا اور حافظ صاحب کے بیٹے نافہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے پیلی بھیت سے نہ نکلے۔ جنگل دامن کوہ کا اُنکے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور باربرداری افراط سے موجود تھی کاش اگر اُنکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی برہنہ پا نکلے ہوتے چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا محبت خان شاہ ابوالفتح کی معیت مین جن کا شمار اُسوقت کے نامی مشائخ مین تھا

یکشنبے کی نصف شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور ذوالفقار خان بھی جو بریلی مین تھا اسی شب کو دیوان پہاڑ سنگھ کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے پر روانہ ہوا جبکہ ذوالفقار خان شجاع الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکارون نے اُس سے دریافت کیا کہ کہان کا قصد ہے بیان کیا شجاع الدولہ کے پاس جاتا ہون اُنھون نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اُنھون نے خواجہ لطافت کو ذوالفقار خان کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خان کو دیرۂ ملازمت مین لیجائے اُس دن تو ملاقات نہوئی۔ دوسرے دن شام کے قریب محبّت خان بھی شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچ گیا شجاع الدولہ نے محبّت خان کے پاس مرتضیٰ خان کو بھیجا کہ وہ اُسکو دیرۂ ملازمت مین پہونچائے۔

۲۳ ماہ صفر دوشنبے کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خان اور محبّت خان کی ملاقات ہوئی جب یہ دونون بھائی نذرین دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف قلب کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم یہان آگئے پھر مرزا حبیب بیگ بانکے سے کہا کہ ہم مین اور حافظ جیو مین بڑی محبّت تھی یہ دن جو سامنے آیا اسکا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہین ہوا جو کچھ کیا بہار الدولہ عبید اللہ خان کشمیری اور خان محمد خان حافظ جیو کے بھانجے نے کیا پھر ایک ایک خلعت دونون بھائیون کے لیے طلب کیا۔ محبّت خان نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت پہونچے گا وہان خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر سب متوسلون کے دل مطمئن ہو جائین شجاع الدولہ نے منظور کر لیا اور اُسی وقت محبّت خان کو پیلی بھیت کو بھیجدیا اور ذوالفقار خان کو اپنے پاس رکھ کر

پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا اور محبت خان کے روانہ ہوجانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ مین مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خان پیلی بھیت کو جاتا ہے اُسکو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس ٹھہرا کر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بھیت پہونچکر تمام شہر کا محاصرہ کرلے کسی کو نہ نکلنے دے - شیدی نے تعمیل کی اور ۱۴ صفر کو پیلی بھیت کا محاصرہ کرلیا جو رعایا اُس سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ تو بچ گئی باقی سب گھر گئی - محمد یار خان الہ یار خان غلام مصطفیٰ خان - محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سُنکر خوشی کے مارے جامے مین پھولے نہین سمائے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اُنکے والد کی تعزیت اور اُنپر بحالی ملک ودولت کے لیے آتے ہین ادبار ونکبت اُنکے سرون پر سوار تھے وہ کیسے ایسے دشمن خاندان افاغنہ کے پھندے سے نکلنے دیتے - دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تھا - ارادت خان پسر حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد صاحبزادۂ سید محمد یار خان بن نواب سید علی محمد خان کے ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے کے قریب ہے پہونچا اور وہان سے بسولی مین فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا - شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے ۱۶ صفر کو پیلی بھیت کے متصل پہونچ گئے اور قلعہ دیوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوے اور ڈھنڈورا پٹوادیا کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے اور ہتھیار محصلون کو دے کر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال واسباب نہ چھپائین - شیدی بشیر کے آدمیون نے شہر کے لوگون سے

ہتھیار و اسباب چھین کر بہت سے نکالدیے اور کچھ قید کر لیے۔ اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبّت خان کو حکم بھیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبّت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہونچتی اسکے بعد نواب نے یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے لیے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لے کر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب محلسرا ہی مین چھوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین اس حکم کے بموجب ۱۸ صفر کو محبّت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بھائیون سے زر و زیور اور اسباب لے کر شیدی بشیر کے سپرد کر دیا اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چھوڑ دیے اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر اور ایک قمچی ہاتھ مین لے کر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے کیمپ مین چلا گیا اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال و اطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتھ نکال کر رتھ اور چھکڑون مین سوار کرا کر اس خیمے مین اُتارا جو اُنکے لیے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کھڑا کیا گیا تھا اور بسنت علیخان نے تلنگون کی تین کمپنیان لاکر اُس خیمے کے آس پاس مقرر کردین اور اس بند و بست کے بعد حسن رضا خان محبّت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا یہ پیغام پہونچایا کہ مین آج چاہتا تھا کہ تم کو طلب کر کے سرفرازی کا خلعت دون لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو شب گزشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بیچین ہے اگر ایک دو روز مین آرام ہو گیا تو وعدہ وفا کرونگا۔ حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لیے بہت سی زمین کھودڈالنے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی۔ شجاع الدولہ شیدی بشیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لیے چھوڑ کر اور

حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لے کر خود بریلی کو مع فوج انگریزی کے آئے۔ حافظ صاحب کا بھانجا خان محمد خان مع بھائیون کے بریلی مین موجود تھا اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گھڑیان گن رہا تھا کہ کب نواب موصوف آئین اور مجھپر مہربانی و تفضلات مبذول کرین شجاع الدولہ نے اسکو بھی مع عیال و اطفال کے گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ محبّ اللہ خان وغیرہ دوندے خان کی اولاد نے اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندے خان کی بیٹی تھی یہ واقعات سُنے اور پھر بھی لبھو لی اور آنولے روانہ نہ ہوے۔

نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلّی آمیز شُقّے بھیج کر تغافل مین ڈال دینا

نواب سید سعد اللہ خان بن نواب سید علی محمد خان کی بیگم کو حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اُس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بھیجی کہ اس بیوہ کے باب مین کیا حکم ہے۔ اگر میری ضبطی اور تاراجی مدّ نظر ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کراکے آپ کے لشکر مین بھیجدون۔ اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جائے تو مین نئی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون۔ میرا بھی آپ پر حق ہے اسلیے کہ مین آپ کے بھائی نواب سید سعد اللہ خان کی ناموس ہون جس نے آپ کے بڑے بڑے کام کیے ہین۔ اس درخواست پر نواب شجاع الدولہ نے کئی شُقّے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکھ کر بھیجے اور شاہ صدق علی کو

میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو اُنکی طرف سے دین وایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے۔ اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کوشش کے ساتھ آنولے کے شور وشر کے دفع کرنے مین ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو۔ تمھارے مصارف کے لیے جو تین لاکھ روپے مقرر ہین ہم اُس سے زیادہ مقرر کرینگے۔ بیگم ان پیغامون کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان بن دوندے خان کا شجاع الدولہ کے لشکر مین حاضر ہونا

فتح اللہ خان اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ مُلک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر مین داخل ہوا اور سالار جنگ کی معرفت اُنسے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا جو بسولی مین مقیم تھا۔ اور جس نے اپنے بھائیون کی گرفتاری کا حال سُنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جائے مگر فتح اللہ خان نے اُسکو روک لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ جسقدر رکا رندے اور دولت خواہ تھے سب نے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو چمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو سالار جنگ سے کچھ حاصل نہ ہوگا جس معاملے مین انگریزون کا قدم درمیان مین ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جائیگا خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم وتکریم کی یعنی صیادی کے داؤن گھات پورے طور پر ادا کیے۔ شکار رنیا تھا اُسکو دلیر کرکے نشانے کے برابر لائے۔ رخصت کے وقت

شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کر دیا کہ وہ اُسکی خبرگیری کرتا رہے۔

محب اللہ خان بن دوندے خان کی ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصۂ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہونچنے والا ہے تو اُسکو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کی آرزو مین نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لیے ہوئے ایلچ خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلون کے استیصال مین شریک ہونے کو دلی سے آرہا تھا اور اُسکے پہونچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اُنکا کام تمام کر دیا تھا۔ مرزا کا لشکر انوپ شہر کے گھاٹون کو عبور کر کے اہرات کے علاقے مین پہونچا کہ محب اللہ خان اُس لشکر مین داخل ہوا اور گرمجوشی و اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریاے گنگا کو جلدی عبور کر کے بسولی پہونچ کر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلین تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب کہین نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اُنھون نے بلا تلاش اور بے جنگ محاصرۂ دام بلا مین گرفتار پایا نوبت خوش ہوے اور شکر خدا بجا لائے۔ ورنہ رستے مین متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا بسولی کا محاصرہ دشوار ہے کیونکہ اُسمین ہزارون پٹھان نواب دوندے خان کے

وقت کے معرکے دیکھے ہوے موجود ہین اسلیے یہ دونون ڈرتے ہوے بسولی کی سمت
آرہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے اس خیال مین کہ شاید محب اللہ خان
سبقت کرکے لڑائی کے لیے آجائے تو عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔ جبکہ اُنکو خبر پہونچی
کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بہت فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلیے بھیجے کہ اُسکے
مافی الضمیر سے مطلع کرین کہ کس ارادے سے آرہا ہے ہرکارون نے محب اللہ خان کی
سواری دیکھ کر اپنے آقاؤن کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان
اور فرحان آرہا ہے اُسکا ارادہ جنگ کا نہین اگرچہ ہرکارون کی اس تقریر سے کسی قدر
تشویش دفع ہوئی۔ لیکن اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اس طرح آتا
اور لوٹ لے جب محب اللہ خان پاس پہونچ گیا تو اُنکی روح کا صدمہ دفع ہوا اور
ظاہرداری و تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی
کرکے اُسکو لٹوا دیا اور جس حویلی مین محب اللہ خان اور دوندے خان کے اہل و عیال
تھے اُسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی
رخصت ہوکر حویلی مین گیا اور وہان کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا۔
اور اپنی مان سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے الطاف کے حالات بیان کیے
اور گویا یہ سمجھا کہ یہ پہرے اور تلنگے میرے ہی ہین۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ کچھ دونون بریلی مین ٹھہرے اور یہان کا بندوبست کرکے
آنولے کو روانہ ہوے اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کیے کہ جو لوگ روہیلون مین

ہنوز رام نہین ہوے ہین اُنکو لازم ہے کہ اب وہ زیادہ سرکشی نہ کرین اور خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بے خوف و بے خطر رہین اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا اور آنولے کا محاصرہ کرکے اہلِ شہر پر آنا جانا بند کردیا اور رات کو منونہ کے میدان مین ٹھہرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف روانہ ہوئین۔

صاحبزادہ سید محمد یار خان بن نواب سید علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب سید فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ منونے مین مقیم تھے محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور چیغہ اور سرپیچ لے کر شجاع الدولہ کے لشکر مین پہونچے۔ مرزا آغا اور مرزا رضانی کو جن کی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی یہ روپے اور چیزین دین اور اُنکی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ اُن سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین اور کسی طرح کا دل مین اندیشہ نہ رکھین۔ آپ کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرونگا اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا انکی حویلی سے تعرّض نہ کرے لیکن بعد اسکے جتنی مدت لشکر مین رہے پھر کبھی اُنکا حال نہ پوچھا ایک دن محمد ایلچ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آئے ہین۔ اور کسی طرح کا سلوک شجاع الدولہ نے

اُنکے ساتھ نہ کیا۔ اتنا احسان ضرور کیا کہ اُنکی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔ شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا تھا تو اسکو حکم دیدیا تھا کہ ہم نے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے۔ کسی طرح اُنکے سامان کے ساتھ مزاحمت نہ ہو۔ جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اُن کی حویلی مین پناہ گیر ہوے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہونچ کر دوندے خان کی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے منونے سے کوچ کرکے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرائے اور سانگر نیر بسولی کے قریب ٹھہرے اور خواجہ بسنت کا کمپو دوندے خان کے مقبرے کے قریب اُترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لیے حکم دیا جسقدر تباہی نجف خان کی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہ گئی اُسکو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے دوندے خان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرون کے ساتھ اپنے یہان سے بھی پہرے کھڑے کر دیے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہو گیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی مان کے پاس جا کر ہمارا نذرانہ طلب کرو اُس ذی ہوش نے مان کے پاس پہونچ کر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی اور آپ بھی پہرون مین گھر گیا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہو کر دوندے خان کی حویلی مین پہونچے۔ خواجہ سراؤن کو حویلی مین بھیج کر مستورات کا جھاڑ لینا اور مکانات کو جھڑوانا شروع کیا۔ دوندے خان کے عیال و اطفال اور تمام بچون کو نہایت

سختی اور بیرحمی کے ساتھ حویلی سے نکال کر رتھ اور بھکڑون مین بٹھا کر قیدیون کے خیمون مین اُتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندے خان کی حویلی مین جاتے اور اُسے کھُدواتے اس خیال سے کہ خزائن اور دفائن نکلین گے مگر خاک نہ نکلا کنوون مین جو حویلی مین تھے غوطہ خور گھسائے اُن مین سے چند صندوقچے اور چلپیون کے دو تین پاٹ برآمد ہوے اس سے سب کو حیرت ہوئی۔

شجاع الدولہ کا چالیسؔ لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیسؔ لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تھا بھیجے اُن روپون کی دو ہنڈیان کر کے پچیسؔ لاکھ روپے کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپے کی ہنڈی راجہ چیت سنگھ زمیندار بنارس پر لکھی اور اُنکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدین کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپے دونون مقامون سے وصول کر کے کشتیون مین بار کر کے کلکتے کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہونچائے۔

روہیلکھنڈ کے قیدیون کی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑون مین بٹھا کر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور سردارون اور عالمون۔ فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی

معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور اُنکا علاقہ تمام و کمال ضبط کرلیا محبّت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجدیا گیا سو روپے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی عیال و اطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کیے گئے کہ پچاس روپیہ روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندے خان کے لیے اور چالیس روپے روز محبّت خان اور عظمت خان اور منگل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفیٰ خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لیے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے - ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی خان خلف نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے -

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلون پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اُنکے باپ قبر مین اپنے ساتھ لیگئے مبارک نہوئی ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین اُنکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بَدْ کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسی قدر پہلی[ل] بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اُس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ حافظ رحمت خان کی ایک بیٹی کو جو حُسن صورت مین بے نظیر تھی نواب شجاع الدولہ نے اپنی صحبت کے لیے پسند کرکے قیدیون مین سے رکھ لیا تھا ایک دن شب کے وقت اُسکو اپنے پلنگ پر بُلایا وہ عورت فرط غیرت و شدت حمیت سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنی چوٹی کے بالون مین چھپا کر ساتھ لے گئی اور اُسوقت اپنے ہاتھ مین چھپا رکھا تھا

[ل] دیکھو گل رحمت ۱۲

جب نواب ننگے ہوے تو اُس عورت نے نواب روسیاہ حرام کار کے عضو تناسل پر
مارا۔ ہٹ کر اُس ناپاک کے کنج ران مین لگا لیکن نواب گنہ گار نے اُسپر مطلق التفات
نہ کیا اور خدا سے نہ ڈرا۔ مباشرت مین مشغول ہو گیا جب اس کام سے فرصت پائی تو اس
زخم مین بیحد سوزش معلوم ہوئی اسلیے اُس عورت کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اُسی خیمے
مین دفن کرا دیا زہر آلودگی کا سبب تھا کہ کوئی مرہم کارگر نہین ہوتا تھا اور کسی طرح
زخم اصلاح پر نہین آتا تھا۔ یہ تمام الفاظ تاریخ تیموریہ کے ہین مین نے صرف لفظی
ترجمہ کر دیا ہے تاکہ نواب کے اخلاق حسنہ کا حق ادا ہو جائے اسکے بعد اس کتاب
مین لکھا ہے کہ ہر چند این سخن مطلق اصل نہ داشت اما بمرتبۂ شہرت یافتہ کہ تاحال
برزبان خلائق ست واکثر مردمان سبب مرگ نواب وزیر الممالک میدانند۔ چنانچہ کسی
بھاٹ نے دوہرے مین کہا ہے کہ ع ہند کا وزیر مارو روہیلکھنڈ کی روہیلی نے ہ
اور بعض کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے خواب مین دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری
ران مین نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران مین درد پایا جسکے صدمے سے بیقرار تھے۔
نقش سلیمان مین ذکر کیا ہے کہ اصل اسکی یون ہے کہ فیض النسا معروف بدردانخانم
کہ وہ ایک لڑکی قوم شریف سے حافظ رحمت خان کی بڑی بیٹی نے بطور بیٹیون کے
پالی تھی اُسکو نواب شجاع الدولہ بہ نیت فاسد لے آئے تھے چنانچہ وہ عورت بعد انتقال
نواب شجاع الدولہ بزمان نواب آصف الدولہ دیوانی ہو کر محل سے نکل آئی تھی اور
اسی عالم مین مر گئی۔ لیکن بظاہر یہ بات دور از قیاس ہے کہ وہ عورت ایسی حرکت
کی مرتکب ہو اور اتنے بڑے حاکم ذیشان کو ہلاک کر کے زندہ بچ سکتی اگر بعید از قیاس
اُسنے یہ امر کیا تو اُسکی غیرت پر آفرین ہے بلکہ شیر زن کہنا چاہیے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ

بدٔ تھی جس کا مادّہ محتشم خانی کے مصنف نے آتشک سے بتایا ہے تاریخ تیموریہ مین بھی یہی کہا ہے کہ نواب بسبب عورتون کی مباشرت کے امراض مزمنہ مین گرفتار ہو گئے تھے چنانچہ بسولی مین اُنکی ران کی جڑ مین بدٔ نکل آئی چونکہ اس مرض سے ہلاکت کا اندیشہ کم ہے اُنھون نے بسبب طاقت کے پروانہ کی اس حالت مین بھی اکثر عورتون سے مباشرت کر لیتے تھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کو بھی جاتے تھے اس وجہ سے مرض بڑھنے لگا جراح اور ڈاکٹر جو اپنے فن مین کامل تھے علاج مین بڑی کوشش کرتے تھے کبھی نشتر سے چیر کر مادّہ خارج کرتے تھے کبھی دوا لگاتے تھے لیکن بالکل اثر نہین ہوتا تھا بلکہ ورم بڑھتا تھا اور تھوڑا سا صدمہ پہونچنے سے پھٹ جاتا تھا اس عرصے مین لال ڈانگ کا سفر پیش آیا۔ نواب نے ہاتھی کے حوضے مین مربع نشینی کے ساتھ سفر کیا اسلیے مرض نے زیادہ شدت پکڑی اسپر محنت مین کمی نہ کی محاصرے کے وقت برابر فوج اور مقامات کی دیکھ بھال کے لیے سوار ہوتے تھے۔ مادہ یہانتک تیز ہو گیا کہ اُسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کھانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے غش پر غش طاری ہوتا یہانتک مواد کو ترقی ہوئی کہ سُرین کی طرف دوسرا مُنھ کر لیا پیپ اور لہو براز کے شامل آنے لگا ڈاکٹرون اور ہندوستانی جراحون نے اُسکے معالجے مین نہایت کوشش کی مگر کسی صورت سے صحت نہوئی روز بروز ترقی ہوتی تھی جرّاح یہانتک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دے کر مرہم لگایا جائے تو ہمین یقین ہے کہ وہ بھی بھر جائے خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہین ہو سکتا محتشم خانی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اُولوالعزم تھے اسلیے لوگون کو ایسا گمان

ہوا کہ ڈاکٹر نے اُنکی ہلاکت کے لیے مرہم زہر آلود لگا دیا تھا اور ایسا ہو تو کیا عجب ہے کیونکہ انگریز بھی آخر انسان تھے شجاع الدولہ کے ہاتھ سے روہیلکھنڈ پر جو مظالم ہو رہے تھے کون ایسا سنگدل ہوگا جسکے دل پر اُنکا اثر نہ ہوا ہوگا۔

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا اور اُسکو سمجھا دیا کہ سید محمد یار خان ابن نواب سید علی محمد خان۔ اور نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم اور میان حسن شاہ کی حویلیون سے مزاحمت نہ کرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تھا اور پٹھانون سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ اس بیرحم نے پہونچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کردیا۔ کوئی تحقیقات نہ کی۔ اپنی آتش غضب مین تر و خشک سب کو جلا دیا رادھا کشن نام ایک عطار تھا اُسکے دونون کان کاٹ لیے۔ اُسکی اس ظلم ناک کارروائی نے تمام آنولے مین تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تھا اُسنے بے طلب لاکر حاضر کردیا ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکھا۔ یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا۔

مولوی غلام جیلانی خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات اور اُنکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالہ دار تھے اور اُنکی

اولاد اب بھی رامپور کے دو محلے مین رہتے اور اعزاز رکھتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اُنھون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اُنھین کے اصرار سے نواب سید سعداللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی مولوی غلام جیلانی خان لسبولی مین راجہ بلاسراے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو اپنی خرگاہ تک ہمراہ لیگئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے لبشیر خان جب آنولے کی ضبطی کو گیا تو اُسنے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھادیا دانہ پانی سب قرق کرلیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کردیا۔ مولوی صاحب لسبولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے۔ عبدالرحمٰن خان اور محمد سعداللہ خان پسران یوسف خان قندھاری کی سفارش لبشیر کے پاس آنولے مین لائے اور اس صورت سے اُنکی حویلی واگذاشت ہوئی۔ ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے ضبطی مین آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ چھکڑے وغیرہ سامان لسبولی مین اُنکے پاس تھا وہ بھی ان دونون رسالہ دارون کی وجہ سے محفوظ رہا۔

شجاع الدولہ نے روہیلون کو ایسی بیرحمی اور بیحرمتی کے ساتھ
پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمینٹ کے ممبرون اور
کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا۔ اور ہندوستان کی تاریخ
مین جو کوئی ہمدردبنی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے وہ
ان حالات پر دو دو آنسو بہاجاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا۔ اور سارے مُلک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہرون پر جھاڑو پھیر دی۔ کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا مگر وہ اسوقت مجبور تھے کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین نہ ٹھہرا تھا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے غرض کرنیل مجبور تھا نواب کو سمجھاتا تھا کہ یہ ظلم مت کرو۔ ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ وزیر اودھ نے انگریزون کی کمک سے روہیلون کو کمال بیرحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ تاریخ ہندوستان جمیس گرنیڈ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی موت نے اُسکے مُلک کی قسمت کا فیصلہ کردیا تھا جو بغیر رحم سے لوٹا جاتا ہے اور اُسکے بدقسمت باشندے ہر ایک طرح کے مظالم کا شکار تھے۔ کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا برگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک شاہد تھا اور ایسا منظر دیکھا جو ذکر کے قابل نہین۔ مؤلف تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے۔ لارڈ مکالے کے اُس کلام کی کنجی ہم کو مل گئی جو اُنھون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تھا (وہو ہذا) اُسکے بعد خوفناک ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی۔ وہ تمام مُلک شعلۂ جوّالہ تھا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گھر چھوڑ کر چلے گئے اور یہ سمجھے کہ بھوک اور بیماری سے مرنا اور شیر و نہنگ کے مُنھ مین پڑنا اُس ظالم کے پھندے مین پھنسنے سے اچھّا ہے جسکے ہاتھ عیسائی گورنمنٹ نے اُنکی جان ومال اور عزت وآبرو جورو بچّے سب بیچ ڈالے ہین۔ مولوی ذکاءاللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین لکھا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اور افسر جو اپنی بہادری اور شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانؤن کو

آگ مین جلتے اور بچون کو ماؤن کی چھاتیون پر قتل ہوتے ہوے۔صاحب عصمت عورتون کو بے عصمت ہوتے ہوے دیکھا کرین اور اُنکی حمایت نہ کرین اور ظالمون کو ظلم کرنے سے نہ روکین غرض ان بہادرون نے آدمیون کو شیرون کے ہمسایے مین بھیجا اور شیرون کی جگہ خنزیرون کو بٹھایا۔نتیجہ لڑائی کا یہ تھا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اُنکی ننگ وناموس اور جان ومال کو خاک مین ملادیا۔شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تھا کہ اُسنے گورنر سے پہلے ہی کہا تھا کہ مین اُنکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اُسنے کردکھایا کوئی قطعہ زرخیز اس مُلک کا ایسا نہ تھا کہ جسکو اُسنے ویرانہ نہ بنایا ہو۔

جبکہ روہیلون کی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اُسنے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز ناملائم عبارت مین لکھ بھیجا اور خاص اس بات پر کہ وہ روپے کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی۔

اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے۔گلیج صاحب لکھتے ہین کہ ملکی ضرورتون کے اعتبار سے دیکھیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجیے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے ایسا نہین کیا ہے کہ اُسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جائے مولوی ذکاءاللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ بُرا کام اُجرت پر بُرا ہے لڑائی بھی ناحق کرنی جبتک کوئی ہم کو نہ چھیڑے بُرا کام ہے اسلیے روہیلون سے لڑنا بُرا تھا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گُسار قوم سے لے کر ایک

ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون۔
میجر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لیے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہے کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس مُلک کے نہ تھے یون ہی لُٹیرے غارت گر گُھس آئے تھے اُن کا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی۔ صاحب شاید اس وقت اپنے تئین بھول گئے۔ اُنکے نزدیک اگر کلکتہ اور مدراس سے کوئی انگریزون کو نکالتا تو بھی انصاف ہوتا۔ اس وقت ایسے غاصب ہندوستان مین سو مین نوّے تھے۔ اودھ کی سلطنت غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈھانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھولتے ہین۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایاے روہیلکھنڈ بھی مدتون برباد رہی

بلاسراے بن دیوان مان راے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپے مین اجارہ روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا۔ اُسنے عبدالستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف کو کہ آنولے مین رہ گئے تھے قید کردیا دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا۔ غربا۔ مساکین۔ علما۔ فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا۔ دیوان کاتمل اور راؤ پہاڑ سنگھ نے کہ روہیلون کی دولت سے پرورش یافتہ تھے اور تمام ملکی ومالی معاملات سے واقف تھے روہیلکھنڈ کی المضاعف تحصیل پر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ انکی تحریر کے موافق روپیہ وصول نہوا

توساہوکارون - بقالون شرفا اور غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کردیا - نتیجہ اسکا خود بھی شیدی بشیر کے ہاتھ سے بہت بُرا پایا - طرفہ یہ کہ دیوان کا نمل کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان راے اور بنسی دھر اور نانک چند اور نجبت مل بھی سزایاب ہوے انپر بھی مطالبے مین خوب مار پڑی اور بے حرمت کیے گئے - پہاڑ سنگھ پر اتنی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا - جے گوپال پسر پہاڑ سنگھ نے کندن لال گماشتۂ پہاڑ سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اُٹھائی کہ محالات کے اجارے سے دست بردار ہوگیا - کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے مُلک کا ٹھیکہ لیا اور بریلی مین کچھ دنون عیش وعشرت سے بسر کی جب چالیس لاکھ روپے فراہم نہ ہوسکے تو بقالون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسون مین آباد کیا تھا اُسنے اُن لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا - کندن لال کو اسکا بدلہ منتقم حقیقی کی طرف سے ملا کہ راجہ صورت سنگھ نے اسکے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا -

اسلامی مقدس چیزون کی اہانت

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا فرح بخش کا مؤلف شیو پرشاد کہتا ہے کہ مسجدون - مدرسون - خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر سے چوکا لگاتے اور کھانا پکاتے ہین آنولہ نواب

سید علی محمد خان کے عہد مین دارالاسلام تھا اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی مین ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تھین آنولے کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد مین کہ جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین اور علانیہ اُن مین بیٹھکر کسب کرائین بدفعلی مین مشغول رہتین اُنسے کوئی یہ تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودھ کی روہیلکھنڈ مین حکومت کا اثر ہوا اب روہیلون کی حکومت کی برکات کا حال سُنیے۔ جام جہان نما اور تکملۂ ذکر ملوک مین لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہ نہونگی۔ نماز۔ روزہ۔ تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہین۔

حافظ رحمت خان جو اپنے مربی سید علی محمد خان کے دامنِ دولت کے سائے مین ترقی پاکر اس رتبے کو پہونچے تھے اُن مین خود بہت سے فضائل موجود تھے حافظ قرآن تھے۔ علمِ دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقویٰ اور دیانت سے متصف تھے۔

تذکرۂ حکومۃ المسلمین مین اُنکے اوصاف مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان مرد خدا ترس۔ رحمدل منصف۔ سخی۔ دانا وجوانمرد تھے۔ اگر وہ اپنے ولی نعمت کے مرنے کے بعد اُسی طرح جادۂ صداقت پر قائم رہتے اور صاحبزادون کے حقوق کو تلف نہ کرتے تو حق یہ ہے کہ اُنکی لائف بالکل بے داغ ہوتی۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانساماں اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اُنکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نے کمرین کھولدین تھین بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے کوئی تجارت کرنے لگا تھا کوئی کھیتی کرتا تھا۔ جب روہیلکھنڈ کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ اپنے بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اس وجہ سے ایک بھاری جمعیت نواب سید فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی مگر تمام پٹھان نہایت بینوائی کی حالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجھیانی۔ سنبھل۔ امروہہ اور پیلی بھیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ بیک بینی و دوگوش تھے بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ درکنار لٹیرے تلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا نواب سید فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی و پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا مُنھ کھولدیا اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپ کے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب نے مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک زبردست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لیے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔ گیان پرکاش مولفۂ رام چرن داس عرف مٹھو لال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو اور ہم تم کو ملک دین گے۔

مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالکِ مُلک کو یاد فرما کر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہیے۔ غلام سرکار کا غلام ہے پھر شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ تم جس کا نام بتاؤ ہم اُسکو سرفرازی دین اُسوقت مستقیم خان نے نواب سید فیض اللہ خان پسر نواب سید علی محمد خان بہادر کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کے پاس بھی شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمھارے لیے جاگیر مین مقرر کردین گے مگر کسی نے منظور نہ کیا۔

نواب سید فیض اللہ خان صاحب نے وہ نیدار پنجابی کی معرفت جمپین صاحب سے خفیہ خط وکتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگیئن تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بنا کر کرنیل جمپین صاحب کے پاس بھیج کر دوستی کو مضبوط کیا اس سفارت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب سید علی محمد خان بہادر کے باقی ماندہ بیٹون مین سے اب بڑے بیٹے نواب سید فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب سید فیض اللہ خان کے سپرد کیا جائے تو نواب ممدوح نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے رہین گے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم ہرجہٗ جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اس سفارت کا مضمون کرنیل جمپین نے لارڈ وارن ہسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا مُلک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا اسواسطے لارڈ مذکور نے کرنیل جمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنی نہ چاہیے شجاع الدولہ کو اختیار ہے اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے

گزر گئے۔ گرمی کا موسم ختم ہو گیا۔ اتنے دنون تک نواب سید فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نہ رہے اور جابجا منادی کرا کر روہیلون کو اپنے پاس بلاتے رہے۔ یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے۔ اسکے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کرلیا۔

فرح بخش مؤلفہ شیو پرشاد سے مستفاد ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزون کی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا اور سب کو کھانا کھلا کر اُنکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا۔ بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا اور اُنکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اُنکے پاس بھیجنے شروع کیے۔ پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہان سے لال ڈانگ کی طرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہے اس صورت مین باربرداری اور توپخانے کا روانہ ہونا دشوار ہے یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے پنجوبہ مع صابری قنانون کے انگریزی لشکر مین بھیجدیے اور آخر جمادی الاولے ۱۱۸۸ھ مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاؤنی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت مین کوچ کیا دریاے سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوے اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سازوسامان کی درستی مین کیا۔ اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا۔ انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی اور متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین۔ شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین

۱۲ و ان جوان جو ۱۷۴ع

پہونچ کر نجیب آباد اور قلعۂ پتھر گڈھ پر قبضہ کیا یہ دونون مقام اُن کے رفیق نواب ضابطہ خان پسر نواب نجیب الدولہ کے تھے - اور یہان کئی مقام کر کے موہن پور کی جانب فوج کو بڑھایا یہ گاؤن بھنبیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہے اور لال ڈانگ کے کنارے جا پہونچے اور خیمے کھڑے کرائے اور مورچے تیار کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ یہان سے سولھا کوس پر ہے اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور کانس اتنی بڑی ہے کہ اُسمین ہاتھی نہین معلوم پڑتے اور ڈھاک کا بن بھی بیحد گنجان ہے اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ وُ سوار کا گذر روہیلون کے مورچون تک دشوار ہے یہان سے تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون نواب شجاع الدولہ بیحد متحیر تھے مصاحبون سے کہنے لگے کہ ہم نے ادھر آنے مین اتنی جلدی کی پھر معطل بیٹھنا جوانمردی کے خلاف ہے - ایسا کام کرنا چاہیے جس سے روہیلون پر ہراس غالب ہو اور وہ گھبرا جائین اسلیے جنگل کو صاف کرنا چاہیے اہلکارون نے جواب دیا کہ ایسا وسیع جنگل صاف کرنے اور اُسکا جھاڑ جھنکاڑ کاٹنے سے قابو مین نہین آسکے گا اگر آپ کی مرضی ہو تو کانس کو اسطرح کٹوانا شروع کرین جس سے ایک صاف راستہ نکل آئے اور روہیلون پر رعب غالب ہو شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا چنانچہ بیلدارون اور مزدورون کے گروہ نے کانس کاٹ کر دو تین کوس تک راستہ صاف کیا - اہلکارون نے شجاع الدولہ سے کہا اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ بن گیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلون کے پڑاؤ تک کئی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہے

نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری ترکیب یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند کرنی چاہیے اور اس رائے کو سب نے پسند کیا پہاڑ کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہونچتی تھی وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہو سکے شجاع الدولہ نے تمام حکام ضلع اور تحصیلدارون کو پروانے بھیجدیے کہ پٹھانون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہ پہونچنے دین - تنقیح الاخبار کا مؤلف کہتا ہے کہ الموڑے کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تھا اس حکم کی بڑی سختی سے پابندی ہوئی اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گزرنے لگی تمام سپاہی اور دوکاندار مجبور ہو گئے غلہ گران ہو گیا - محمد عباس علیخان سواتی عباس تخلص بن زیارت خان سولھا برس کی عمر مین اپنے بھائی اخونزادے محمد ارادت خان کے ساتھ نواب سید فیض اللہ خان کے لشکر مین موجود تھا - اُسنے اپنی سوانحعمری مین بیان کیا ہے کہ اسوقت مین ایک روپیہ کا سیر بھر غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تھا - مگر اللہ تعالیٰ نے ان مجبور بندون کی روزی رسانی کا یہ بندوبست کیا کہ ہردوار کے گھاٹ سے گنگا کو عبور کر کے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے اور اب پھر غلہ ارزان ہو گیا ہرکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلے کی نایابی سے سختی ہو گئی تھی مگر اب غلہ گنگا پار سے بافراط آگیا اور محصورین فارغ البال ہو گئے اور اُنکا یہ ارادہ ہے کہ آپ کے لشکر پر شبخون مارین - شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گھاٹون کی حفاظت کے لیے متعین کر دین اُسنے اپنے چیلے افراسیاب کو بہت سی فوج کے ساتھ بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی

تجویز کے موافق ہردوار کے گھاٹ کی نگرانی کرے اور غلے کا ایک دانہ پٹھانون کے پاس نہ پہونچنے دے۔ اُس نے ناکہ بندی کرنی شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار سے نہ پہونچ سکے اس واسطے اب پھر محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی۔ اور بھوک اور بنجار نے اُنکی جماعت کو روز بہ روز گھٹانا شروع کیا۔ مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے دوا دوش مین طاق تھے پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑون پر جانے لگے اور غلے کی گٹھریان سرون پر اُٹھا کر لانے لگے خود بھی کھاتے اور فروخت بھی کرتے البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا گھوڑے خچر اور بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گھاس کے عادی تھے ہزارون تلف ہوے اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے مورچے کے لوگ کہتے تھے کہ یہان کی گھاس چوپایون کے موافق نہین البتہ پہاڑی گھوڑون کو جنھین گونٹ کہتے ہین موافق ہے تزک جہانگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی گھوڑا جو گونٹ کہلاتا ہے چھوٹا ہوتا ہے شاید گونٹ لفظ ٹانگن کا مترادف ہے۔ البتہ عمدہ دارون کے گھوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے۔

صلح کی تکمیل اور عہد نامہ

محمد عباس علی خان کہتا ہے کہ ہر روز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینے تک ہوتی رہی۔ روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب و ہوا کے نقصان کے باعث بہت جلد محاصرہ

اُٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریون کی کثرت اور روہیلون کے بے تعداد حملون کے فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا۔ اس وجہ سے روہیلون کے اکثر سردارون کی راے صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی آخرکار نواب سید فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملہ مین ڈال کر صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب سید فیض اللہ خان کے خیالات بہت وسیع تھے اور اُنکی طلب بہت زیادہ تھی۔ مُلک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اُنکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی۔ مگر اُنکے صلاح کار احمد خان خانسامان نے اُنکو اس عطیے پر راضی نہونے دیا اس تقریر مین بھی ایک مہینے کا عرصہ صرف ہوگیا اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر ہنوا ناچار شجاع الدولہ کی اور انگریزی فوج نے موہن پور سے آگے بڑھکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے توڑ کر خراب کردیے اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلون کو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ نہ کرلے۔ دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ روز فتح سے خلا و ملا مین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کرلیا ہے اب پٹھانون کا تخم یہان سے مٹادون گا اور بالشت بھر زمین اُنکو نہ دونگا۔ اُنکی انانیت کا خمیازہ خدا کی طرف سے اُنکو ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ کرنیل چمپین نے چٹھی کے پہونچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ سے کہلا بھیجا کہ مین اب یہان نہین ٹھہر سکتا۔ کلکتے کو جاؤن گا جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سُنا تو بہت متحیر ہوے اور نہایت منت پذیری کے

ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھ سے ایکبار نواب سید فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دیجیے اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے بھی دیا۔ اور اُسے رخصت کرکے آپ بھی کرنیل صاحب کے ڈیرے پر آئے اور اُنکو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب سید فیض اللہ خان کے پاس جاکر اُنھین سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر مین لے آئیے اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیجیے۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتین کرکے کرنیل چمپین سے رخصت ہو کر اپنے خیمے مین آئے اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اُسکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے پاس واپس بھیجا کہ مین پندرہ[۱۵] لاکھ روپے کا مُلک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہون[لہ]۔ پس سلطان الحکایات مین جو لکھا ہے کہ مُلک رامپور کہ جمعش زیادہ از یازدہ لک روپیہ دران زمان نہ بود بہ (نواب سید) فیض اللہ خان ارزانی داشتہ تحقیق سے عاری ہے۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب سید فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبّت خان کو بلاکر خلعت سرفرازی عطا کرینگے پھر اُن کے باپ کے رسالہ دار آپ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب سید فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لیے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبّت خان کو یہان بھیجدو[۲]۔ کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے نورک صاحب اور باری صاحب کو نواب سید فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کے لیے بھیجا۔ سوال و جواب منقح ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب سید فیض اللہ خان کے پاس گیا اور اُن سے ملاقات کی اور مشورہ کیا اور اُنکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا کرنیل صاحب نے ایک خاص خیمہ نواب موصوف کے ٹھہرنے کے لیے

لہ بیان تاریخ فرح بخش مؤلفہ منشی محمد فیض بخش [illegible]

استادہ کرایا - اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لے گیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی اور ایکم تبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض اللہ خان کی فرودگاہ پر بازدید کے لیے آئے - شجاع الدولہ نے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا اور اُنکی اصلی ریاست پر کہ سرساوان اور شاہ آباد اور چومحلہ پر مشتمل تھی چھ پرگنے یعنی اُجاؤن - کابر - بلاسپور - ریٹھر ہٹا کردوارہ اور سرکڑہ اضافہ کر کے نو پرگنے چودہ لاکھ پچھتر ہزار روپے کی آمدنی کے اُنکی ریاست مین مقرر کیے - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین مذکور ہے کہ اس معاہدے کے وقت روہیلون نے حافظ رحمت خان کے اہل وعیال کی رہائی کے بارے مین بہت زور ڈالا اس واسطے شجاع الدولہ نے اُنکی رہائی کی بابت حکم دے کر نواب محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلا لیا - لیکن صلح کی کارروائی اُسکی واپسی سے پہلے ختم ہو چکی - عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷ - اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ھ کو تحریر ہوا - اس عہدنامے مین یہ بھی تھا کہ نواب سید فیض اللہ خان اپنی فوج مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ نوکر نہ رکھ سکین گے اور اس فوج مین سے ہنگام ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار سپاہ دینا ہوا کرے گی اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جائینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اُنکے ہمراہ رہین گے اور وزیر اُنکے خرچ کے متحمل ہونگے - باقی روہیلون کو اپنے ملک سے گنگا پار نکال دینگے اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے اور انگریزی عہدہ دارون کے سوا اور کسی سے تحریر کی رسم جاری نہ رکھین گے اور وزیر کے دوستون کو اپنا دوست اور اُنکے دشمنون کو اپنا دشمن تصور کرین گے

اور ہمیشہ وزیر کے دوست رہین گے اور نواب وزیر کی مرضی کے موافق کام کرینگے اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت اُنکے شریک لاجنب رہین گے۔ مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ اس ریاست کے عوض مین نواب سید فیض اللہ خان سے چالیس لاکھ روپے پیش کش کے طور پر شجاع الدولہ نے لیے تھے۔ لیکن تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل حمپین کی معرفت پندرہ لاکھ روپے نواب سید فیض اللہ خان نے نواب وزیر کو دیے تھے اور فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سید فیض اللہ خان نے پچاس لاکھ روپے سے قریب نواب شجاع الدولہ۔ صاحبانِ انگریز اور کالی چرن وغیرہ کے تواضع کیے۔ نواب سید فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوے اور اُنھون نے دمِ رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیون مین سے دو بھائی باقی رہ گئے ہین۔ محمد یار خان جو ایک مدت سے آپ کے لشکر مین ہین اور علیل ہین اُنکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجیے شجاع الدولہ نے قبول کرکے اجازت دیدی نواب سید فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اُنکے رخصت کر دینے کے باب مین شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُسپر تحریری اجازت لے لی۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنے چوبدار کی زبانی بھی صاحبزادے سید محمد یار خان کو کہلا بھیجا کہ ہم نے آپ کو رخصت کیا نواب سید فیض اللہ خان کے ہمراہ چلے جائیے اُنھون نے چوبدار کی بات کا اعتبار نہ کیا بلکہ شیو پرشاد مؤلف فرح بخش کو چوبدار کے ہمراہ بھیج کر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جائداد کے مین آپ کے لشکر سے نہین جاؤن گا۔ شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی

خدمت مین پیش کی اُسپر اُنھون نے اپنے قلم سے یہ لکھا المحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمارا بخواہش و آرزوے تمامی مے برند البتہ یک چیزے جائداد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد این جانب بیایند از فضل الٰہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور خلعت پایا روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب سید فیض اللہ خان نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلون کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اُنکے عیال و اطفال کے اس مُلک سے نکال کر میان دوآب مین پہونچا دیا۔ اور فرح بخش مین شیو پرشاد بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ اُن مین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی روشناس اور ملاقاتی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ مین گنگا پار اُتار دیے گئے ان لوگون مین احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خان بھی تھے۔ تاریخ جمیس گرینٹ مین مذکور ہے کہ ۱۷۷۴ء مین جو ایک بیان لندن مین شائع ہوا تھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہین جنکے ہاتھون مین ہتھیار تھے ان روہیلون کو اس مُلک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج بداپون کے ضلع مین رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اُنھون نے فاتحون کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ ہمیشہ حاکم کے تبدیل ہونے کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ مین مُلک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اُس کا انتظام

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مرزا نجف خان اُس زمانے مین ایک ادنی مرتبے
سے اعلےٰ مرتبے کو پہونچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا
شجاع الدولہ اُسکے دشمن تھے مگر بمقتضاے وقت دوست بن کر ظاہر داری مین
مصروف تھے یہان تک کہ اپنی بیٹی اُسکے ساتھ منسوب کردی تھی اور ہمیشہ
اُسکی دلجوئی کرتے رہتے تھے مرزا نجف خان نہایت جوانمردی اور فتوت کا آدمی تھا
وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تھا اور پُرانی رسم کے بموجب
اُنکے روبرو آداب بجالاتا تھا - اس وقت مین کہ روہیلون کی قسمت نے پلٹا کھایا
اور اُنکا مُلک چھین گیا اُنکے مُلک مین سے جسقدر مُلک ۱۱۸۵ھ مین مرہٹون کی مدد
سے نواب ضابطہ خان سے نکل کر نواب نجف خان کے قبضے مین آیا تھا اُس مین
سے بعض حصہ جیسے چاندپور - نگینہ اور پتھر گڈھ وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ
فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابناے دوندے خان کے مُلک سے ملحق تھا اور
اکثر مُلک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اُس پار مغرب اور جنوب رویہ
واقع تھا اور جو مُلک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندے خان
و پسران بخشی سردار خان و ابناے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اُسمین سے
نصف حصہ تو گنگا کے شرقی و شمالی سمت صوبۂ اودھ سے ملحق تھا جیسے شاہجہانپور
بریلی - آنولہ - تلہر - اور بدایون وغیرہ اور نصف مُلک دو آبے کی طرف تھا جیسے

سنبھل - مراد آباد - اور امروہہ وغیرہ اور کچھ مُلک جیسے کاسگنج اور دریا گنج و
ہلدیا گنج وغیرہ وہ تھا کہ احمد خان بنگش سے نکال کر صفدر جنگ کے عہد مین مرہٹون
کو دیا گیا تھا اور دوسرے مُلک مقبوضہ مرہٹون کے جو پانی پت پر احمد شاہ دُرانی
کے ہاتھ سے اُنکو شکست عظیم حاصل ہونے کے بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان
اور احمد خان بنگش اور دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیے تھے
غرضکہ ان تمام علاقون کی تقسیم کے لیے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو
بادشاہی سپاہ لے کر آیا تھا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت مین سے بادشاہی
حصہ مانگا وزیر نے عہد نامے سے انکار نہین کیا - اُسکی نقل شاہ عالم بادشاہ
نے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدی تھی - لیکن شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے پاس
جو مثنےٰ عہد نامے کا ہے اُسمین یہ شرط ٹھہری ہے کہ بادشاہ بہ ذات خاص
لشکر لے کر کمک کو آئین اور چونکہ وہ خود نہین آئے اسلیے عہد نامے کی تمام
شرائط باطل ہو گئین - مگر کرنیل صاحب کے پاس جو اُسکا مثنےٰ موجود تھا اُسمین
کہین اس بات کا ذکر نہ تھا جب اسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اُس نے اپنے
سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلون کا مُلک فتح کر دینا تھا اگر شجاع الدولہ
نے اپنا عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اُنسے لڑین تو
تم کسی کی طرف نہ بولنا مگر لڑائی تک نوبت نہ پہونچی - شجاع الدولہ نے حاصل ملک
ذوالفقار الدولہ کو سمجھا دیا اور نجیب الدولہ کے مُلک مین سے جو حصہ گنگا کے اس پار تھا
جیسے چاند پور - نگینہ اور تہر گڈھ وہ شجاع الدولہ کو ملا اور تھوڑا سا مُلک نواب فرخ آباد کا
کچھ ملک حافظ رحمت خان اور اولاد دوندے خان کا جو صوبۂ آگرہ اور دلی سے ملحق تھا

نجف خان نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لے کر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا اور شجاع الدولہ روہیلون کے ملک کے انتظام مین مصروف ہوے اور انھون نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقۂ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لیے مقرر کیے۔ شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لیے قلعۂ پتھر گڈھ مین رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علی خان کو بریلی مین چھوڑا اُنکے ساتھ مرتضیٰ خان بڑھیچ اور لطافت اور گوپال راؤ مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے مین مقرر کیا۔ ہمت بہادر اور رام راؤ گر کو اٹاوے مین رکھا۔ اور بسنت علی خان کے کمپو کو رامپور کے ساحت مین تعینات کیا۔[۱]

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ھ کو لال ڈانگ سے روانہ ہوے اور اُنکے کوچ سے پانچوین دن روہیلے لال ڈانگ سے اُترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے وہان اُنکے متعلقین اور بال بچے بکھرے ہوے تھے اُن سب کو ہمراہ لے کر لکھنؤ کو روانہ ہوے جب سنبھل مین پہونچے تو محبت خان[۲] ۲۶ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہان اُنسے ملا شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لیگئے اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچ کر جو تمھارے حق مین تجویز کیا ہے عمل مین لاؤن گا اور آئینہ دار پالکی مین سوار ہوکر پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہونچے تمام ماہ رمضان یہین بسر کیا جب اُنکو یقین ہوگیا کہ میرا مرض اصلاح پذیر نہین ہے تو وہان سے آٹھ شوال کو کوچ کیا اور ۱۲ شوال کو فیض آباد مین

[۱] فرح بخش مین شیو پرشاد نے اسی طرح لکھا ہے ۱۲
[۲] لال ڈانگ سے غرۂ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تکملے مین حاجی محمد رفیع الدین خان

داخل ہو گئے اور محبت خان سے ایفائے وعدہ مین شدت مرض کا عذر کیا اور ہزار روپے ماہوار خرچ کے لیے مقرر کر دیے۔

نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بدسلوکی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کی طرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان کو جو نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب مین رہتا تھا اور منو دائی کو جو شجاع الدولہ کے لشکر مین بیگم کی طرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کو آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائین مرزا اور منو آنولے مین آئے جب یہ حکم سُنایا تو محل مین ایک عجیب شور ماتم مچ گیا آنولے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتین ہائے ہائے کرتی تھین۔ اور جسقدر خطوط شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلّی اور دلاسے کے لیے بھیجے تھے اور اُن مین خدا و رسول اور دین و ایمان اور حضرات پنجتن کی قسمین لکھی تھین اُنکو دکھتی تھین اور آہ آہ کرتی تھین جو کوئی اُنکا شور و شین سُنتا تھا وہ بھی سر دُھنتا تھا کہتے ہین کہ اُس دن اور رات آنولے مین حشر برپا رہا کھانا پانی سب پر بند تھا غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لے گئے۔

بخشی سردار خان کے بیٹون کا حال

احمد خان پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی کیونکہ

احمد خان نے اُنسے رام گھاٹ پر ملاقات کرکے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا اور جب کہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوڑیا گنج مین شجاع الدولہ کے پاس بھیج کر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا۔ اس سے نواب شجاع الدولہ اُسپر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خدا کا شکر ہے اُس نے مجھکو روہیلکھنڈ کے آدمیون کے خون مین مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا مگر مین احمد خان کو ضرور قتل کراؤن گا اور اپنے افسرون کو حکم دیدیا تھا کہ احمد خان کو جہان پائین مار ڈالین مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکل کر لال ڈانگ مین پہونچ گیا۔ اور برابر مورچون کی تیاری اور نواب سید فیض اللہ خان کی خدمت گزاری مین مصروف رہا جب نواب سید فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ مین معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات مین نواب سید فیض اللہ خان سے کہا کہ ہم کو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے مگر جبکہ وہ آپ کی رفاقت مین ہے تو ہم نے اُس خیال سے درگزر کی اب آپ اُسکو اپنے پاس سے علٰحدہ کر دین نواب فیض اللہ خان نے قبول فرمایا اور احمد خان اور اُسکے بھائیون کو اپنے لشکر سے رخصت کر دیا شہامت خان بن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تھا اور ہر ایک طرح سے اُنکے ساتھ اخلاص رکھتا تھا خلا اور ملا مین اُنکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ ہمیشہ عمدہ عمدہ گھوڑے طلائی اور نقرئی زیور سے آراستہ کرکے اور اچھے اچھے شال دوشالے اُنکے پاس تحفۃً بھیجا کرتا تھا اور اپنے آپ کو

شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجھتا تھا ہمیشہ اُسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و مُلک کو ترقی رہے - جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو بہت خوش ہوا - ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا - اور دلجمعی سے آنولے مین بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار مین تھا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے - جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجھتا کہ میرے بیے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا - اسی طرح ناعاقبت اندیش مصاحبون کے اغوا سے آنولے مین بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کی طرف سے نواب سید سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کے لیے آنولے مین آیا ہوا تھا بہت گہری دوستی پیدا کر لی - ہزارون روپیہ اُس سید عیار کی تواضع کر دیا تھا - صدق علی نے جو دیکھا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اُسکا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکھ لیا - شہامت خان اپنی اس حرکت سے ازبس مسرور تھا - کہا کرتا تھا کہ میرا خازن شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا - صدق علی اللہ کی جناب مین ہزارون شکر کرتا تھا کہ ایک مسلمان کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا - صدق علی نے بعد اسکے یہ چالاکی کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیان - شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس بسولی کی چھاونی مین جمع کر دین - بشیر کو پٹھانون سے دلی عداوت تھی - اُس نے شجاع الدولہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے شہامت خان کا سارا مال جمع کرا کے فلان دوکان پر رکھوا دیا ہے اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہے لیا جائے - شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکھتے تھے انھین دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو

بھیج کر دو کان سے وہ سارا مال طلب کر کے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگے کہ تمام روہیلکھنڈ مین یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلون کی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے ممبرون مین سے تین ممبر مونسن۔ کلیورنگ اور فرینسس روہیلون کی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے اور ابتک اُنکو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہو گئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے اُنھون نے کرنیل چمپین کے نام مراسلے مین لکھوایا کہ ہماری چٹھی کے پہونچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلون کے استیصال کے واسطے ٹھہرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اُس روپے کو ادا نہین کر سکتے ہین تو جسقدر روپیہ وصول ہو سکے وصول کر لو اور باقی روپے کی ضمانت لے لو اور اُسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے مین اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے مُلک سے نکال کر اودھ کی سرحد قدیمی مین لے آئے اور اگر نواب اسپر راضی نہون تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اُنکی خدمات سے جدا کر کے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ نواب سید فیض اللہ خان سے صلح ہو گئی اور اُن کے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپے سرکار کمپنی کو وصول ہو گئے اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت مین اسلیے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے جو سرحد اودھ کے قریب واقع ہے۔

اسپر گورنر جنرل نے کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے مت کرو مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی اور اُنکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی اُنکے کہنے پر کچھ خیال نہین کیا کہ کون بکتا ہے مراسلے مین فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل جمپین دار السلطنت اودھ مین آجائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اُسکو لکھے گئے ہین۔

مرض الموت مین شجاع الدولہ کو اُنکی ماں کا نصیحت کرنا کہ سنگدلی اور قساوت کے کام چھوڑ دین اور اُن کا قبول نہ کرنا

تاریخ تیموریہ مین لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ کے مرض نے بہت شدّت کی اور زندگی سے مایوسی ہونے لگی تو اُنکی مادر مہربان گریہ وزاری کرتی اُنکے سرہانے آئی اور فرمایا کہ اے لخت جگر اسوقت میرے دل مین یہ بات آئی ہے کہ تم اپنی صحت کی نیت سے یہ تین کام کرو (۱) پٹھانون کے خاندانون کو چھوڑدو اور اُنکی مدد معاش کے لیے وظیفے اور کفاف مقرر کردو تاکہ بیوہ عورتین اور چھوٹے بچے جو رات دن آہ و نالہ کرتے ہین شام و سحر تمھارے حق مین ربّ العزّت کے سامنے بد دعا کرتے ہین یہ سلسلہ موقوف ہوجائے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خوارون کے جو تم نے روزینے یک لخت بند کرکے اُنکو نان شبینہ کا محتاج کردیا ہے اور خلق کثیر فاقہ کشی کی بلا مین مبتلا ہے اُنکی نوبت گداگری پر پہونچ گئی ہے وہ بھی رات دن تمھارے حق مین بد دعا کرتے ہین ان لوگون کے بھی شان و تخصیص سے کے

سوافق وظیفے مقرر کردو (۳) فیض آباد کے دروازون پر جو تم نے آدمی مقرر کرکے شہر والون کا شہر سے نکلنا بند کردیا ہے اس سے مخلوق الٰہی مصیبت مین گرفتار ہے اپنا یہ حکم منسوخ کردو تاکہ لوگ خوشی کے ساتھ آمد و رفت رکھیں۔

نواب نے یہ باتین سُن کر دل پُردرد سے آہ سرد کھینچی اور جواب دیا کہ قبائل افاغنہ کے قید رکھنے مین بڑی مصلحت ہے اس سے فساد عظیم رُکا ہوا ہے اگر یہ لوگ چھوڑ دیے جائین تو فتنہ فساد برپا ہو جائے۔ معافی اور جاگیرین اور وظیفے اطمینان سے عبادت کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے لوگون نے آمدنی سے عیش و عشرت اور نفس پرستی شروع کردی اور بجاے اسکے کہ اطمینان کے ساتھ خدا کی یاد مین مصروف رہتے عیاشی مین پڑ گئے اُنکی سزا اور سرزنش کے لیے وظیفے ضبط کرلیے ہین۔ فیض آباد کی آبادی عارضی ہے اس وجہ سے محافظ مقرر کیے ہین کہ آبادی مین خلل نہ پڑے اور لوگ یہان سے ترک وطن نہ کرجائین۔ اگر مین نکلنے کی پروانگی دیدون اور ممانعت اُٹھا لون تو شہر خالی ہو جائے۔

مجھکو اپنے مرنے کا کوئی غم نہین اگر مین اس وقت مین پٹھانون کو چھوڑ دون اور مشائخون و برہمنون کے روزینے اور زمینین کھولدون اور شہر کے دروازون سے محافظون کو ہٹا لون تو لوگ کہین گے کہ یہ شخص موت سے ڈر کر عاجزی کرنے لگا اور یہ کام شجاعت و حمیّت سے بعید جانتا ہون۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے مرنے کا بہانہ یہی مرض ہے اسلیے کہ کل رات مین نے یہ خواب مین دیکھا تھا کہ ایک صحراے لق و دق مین میرا پاؤن کیچڑ مین پھنس گیا ہے مین نے بہت زور لگایا اور کوشش کی کہ نکل جاؤن لیکن نہ نکل سکا اور نہ اُسوقت کوئی مددگار پایا۔

درگاہ الٰہی مین رجوع کی ناگاہ ایک سوار میرے پاس آیا اور اُسنے میرا ہاتھ پکڑکر بہت زور سے کھینچ کر نکال لیا اس واقعہ کے خوف وہول سے میری آنکھ کھُل گئی اس خواب کی تعبیر میرے دل مین یہ آئی ہے کہ دنیا صحراے لق ودق کی طرح ہے مین اسمین پابند تھا اور رات دن گناہ اور معاصی مین مبتلا رہتا تھا حلال مشکلات نے میرا ہاتھ پکڑکر اس دنیاے دون سے نکال کر ساحل نجات پر پہونچا دیا۔ اب میرا اس جہانِ فانی سے سفر ہے۔

مرتے وقت نواب شجاع الدولہ کی حسرت ویاس اور وصیت اور وفات

مان کے سوال وجواب کے بعد نواب نے افسوس سے کہا کہ اس بات کی حسرت قبر مین ساتھ لے جاؤنگا کہ کروڑون روپے فوج کی تیّاری اور سامان حرب کی درستی مین مین نے خرچ کیے اور کچھ تماشا انکی جانفشانی کا نہ دیکھا بعضے حریفون کو ہندوستان سے نکالنے کا ارادہ میرے دل مین تھا اُن کو نکالنے کی نوبت نہ آئی۔ ایک معتمد بیان کرتا تھا کہ اُس مایوسی کی حالت مین نواب کے متعلقین آہ وواویلا مین مصروف تھے نواب نے اُسوقت ایک آہ سرد کھینچ کر یہ اشعار پڑھے۔

مرادست قدرت بر ایام بود | چنینم ز گردون سرانجام بود
پدر چون ہمی کرد ازین در گزر | مرا گفت اے نور چشمِ پدر
ترا مردنِ من نصیحت بس ست | جہان یادگار ہزاران کس ست

جب یہ ناشکیبائی اور یاس و نا اُمیدی کی باتین نواب کے مُنھ سے سُنین تو پاس والے بے صبری و رنج سے رونے لگے نواب نے استقلال کو کام فرما کر ہر ایک کو تسلی دی اور رونے دھونے سے منع کیا اُس وقت ایلچ خان کو بلا کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسوقت کئی باتین اُس سے کین جو بات مشہور ہوئی وہ یہ ہے کہ جو برتاؤ مین انگریزون سے کرتا تھا وہی میرے بعد کیا جائے فوج کی کثرت پر مغرور ہو کر اُنسے مخالفت نہ کی جائے لیکن اُن کو اپنے ملک و مال مین دخل بھی نہ دیا جائے کہ ان کا قدم جم جانے کے بعد اُکھڑنا سخت دشوار ہے۔ میرے بعد آصف الدولہ کو مسند نشین کر کے ملک و دولت کا کام نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے کرنا چاہیئے دولتخواہی اور خیراندیشی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا چاہیئے سب کو چاہیئے کہ آپس مین مل کر اور اتّفاق سے کام کرین کیونکہ بغیر اسکے دور نزدیک کے آدمی آرام نہ پا سکین گے اور میری کئی سال کی کوشش بیکار جائے گی اور جب انتظام اور اتفاق بنا رہے گا تو کوئی مخالفت کی جسارت نہ کر سکے گا بعد اس کے تمام امیرون اور بڑے بڑے افسرون کو طلب کر کے وصیت کی کہ میرے بعد میرے بیٹے اور مان کے حکم سے سر موانحراف نہ کرین اور اسپر اُنسے قول و قسم لی۔ ایلچ خان یہ باتین سُن کر پریشان اور مضطرب ہوا اور رونے لگا اُسی حالت مین خاک پر مُنھ رکھکر نہایت دردناک آواز سے کہا کہ ہم سب کی جان بندگان عالی پر فدا ہے ہم سب کی عمر بن خداوند پاک حضرت کی ایک دن کی زندگی کے بدلے مین قبول کرلے تو ہماری بڑی خوش نصیبی ہے اگرچہ بغیر وجود شریف کے

سب کی زندگی بے مزہ ہے لیکن جبتک بدن مین جان باقی ہے صاحبزادہ بلند اقبال کی خدمت گزاری اور اطاعت شعاری سے قدم باہر نہ رکھون گا جو کوئی ولی نعمت کی راے کے خلاف سوچے گا دنیا و آخرت مین سواے زیان کے کچھ نہ پائے گا اسکے بعد ایلچ خان باہر آیا نواب نے تکیے پر سر رکھا اور راہی شبستانِ عدم ہوے یہ واقعہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ روز پنجشنبہ کو چار گھڑی رات باقی رہے کا ہے جیسا کہ فرح بخش مین محمد فیض بخش نے لکھا ہے مفتاح التواریخ مین ۲۴ ذیقعدہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء روز پنجشنبہ تاریخ وفات لکھی ہے اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری مین ۲۲ ذیقعدہ اور تکملۂ ذکر ملوک مین ۲۵ ذیقعدہ تاریخ وفات بتائی ہے اور شیو پرشاد نے فرح بخش مین اُنکے انتقال کا دن جمعہ تحریر کیا ہے ان سب مین محمد فیض بخش کا قول قوی ہے کہ وہ وہان موجود تھا یون ہی خزانۂ عامرہ مین بھی آیا ہے۔ مادہ تاریخ رحلت یہ ہے شجاع الدولہ وفات یافت۔ مولوی غلام علی آزاد نے اُنکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے۔

کرد از عالم فانی رحلہ سرور غالب صاحب صولہ
گشت تاریخ چو آن یکتا فرد رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر منصور برہان جلال رفت سوے مُلک باقی زین سراے پُر گزند
شد شجاعت بے سروپا و سخاوت عزم ہم تاج خود را بر زمین از گریہ و زاری فگند

اگر لفظ شجاعت کے سروپا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین تو

گیارہ سو اٹھاسی ہجری ہو جائین -

دیگر از مؤلف مفتاح التواریخ

چون شجاع الدولہ بشتافت از جہان عالمے در ماتمش مغموم گشت
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز وقت شب زین عالم فانی گزشت
بود سال فوتِ آن والا نژاد یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

دیگر

ابن منصور شجاع الدولہ چون تہِ خاک مکین شد ہیہات
آسمان از سر افسوس بگفت مہر پنہان بہ زمین شد ہیہات

دیگر

جانشین جناب صفدر جنگ خود شجاع و بدولت دنیا
کس ندانند زمانہ اش بودہ مثل و ند و مماثل و ہمتا
بست و چارم زماہ ذیقعدہ کرد رحلت چو سوے مُلکِ بقا
خود ز روے جہان ندا آمد باد داخل بہ جنت الماوا

شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اُنکی پشت پا مین دنبل نکلا تھا چونکہ اُنکے باپ اور نانا نے مادۂ سرطانی سے وفات پائی تھی اُسکے نکلتے ہی مادۂ سرطانی کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا بعد غسل صحت کے ایفاے نذر موعود فرمایا۔ شجاع الدولہ نے ۴۴ - ۴۵ برس کی عمر پائی ۱۱۴۴ھ مین پیدا ہوے تھے اور ۱۱۶۷ھ مین ۲۳ - ۲۴ برس کی عمر مین مسند نشین ہوے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی -

شجاع الدولہ کے نامراد اور پُرحسرت وارمان دنیا سے سفر کرنے پر مؤلّف سیر المتاخرین کی طرف سے تبصرہ

ہائے کیا کیا اولوالعزمیان دکھائین کیسی کیسی خونریزیان کین انجام یہ کہ خاک بموجب آیۂ کریمہ لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کے موت سے تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالےٰ نے ہرایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کیے ہین جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوصًا وفات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مؤلّف سیر المتاخرین کے دل مین پیدا ہوے وہ اُسنے اس طرح لکھے ہین۔

شجاع الدولہ نوجوان آرزومند دنیا سے گزرے اور جسقدر اُنھون نے اقتدار پایا تھا اُس سے بخوبی ارمان نہ نکلا اور حسرت ویاس لے کر دنیا سے چلے گئے۔ اگرچہ صفاتِ حمیدہ بھی اُنکی ذات مین تھے۔ لیکن بعض باتین ایسی بھی اُنسے سرزد ہوئین کہ جن کی پاداش مین حق تعالیٰ نے عین جوانی مین اُسکے حاصلات دولت سے لذت اُٹھانے کی مُہلت نہ دی اور ہزار افسوس کے ساتھ رہگراے ملکِ عدم ہوے۔

(۱) میر قاسم عالی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی گو خان مذکور اسکا سزاوار تھا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نہ تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئے اور اُسکے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور ائمۂ طاہرین کی قسمون کا واسطہ کرکے عہد وپیمان کیا جائے

اُسی کے ساتھ بدعہدی کرکے دغابازی کرے اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر یا توقیر کو ننگ دھڑنگ نکال دے۔

(۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خوارون کے حق مین ایسے بدگمان ہوے کہ اُس جماعت کو جو لاکھون سے زیادہ تھی یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اُنکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا جسکے نتیجے مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گھرون کے دروازے بند کرکے شرم سے مُنھ نہ دکھایا اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ لے کر دربدر بھیک مانگنی شروع کی۔ ممکن ہے کہ دس بیس نے کوئی خطا کی ہوگی پس مناسب یہ تھا کہ اُنھین کو سزا دی جاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ اُن سے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالیٰ کسی نیک و بد کی روزی کبھی بند نہین فرماتا۔

(۳) عموماً اپنے خاص آدمیون اور ماتحتون کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے اور نہ اُنکی عرض و معروض پر توجہ کرتے تھے۔

(۴) اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہین کرتے تھے اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب بیلدارون کے ہاتھ سے کھدوائے اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائین اس ظلم و بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سُنتا تھا۔

تنبیہ مؤلف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا تعصّب کی پٹّی اُسکی آنکھون پر چڑھی ہوئی تھی اسلیے وہ اُسے نہین دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلون کا نہایت قساوت اور بیرحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزارون اُمرا۔ علما۔ فضلا۔

مشائخ اور گوشہ نشینون کی جاگیرین اور ملکین محض تعصّبِ مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کر کے نان شبینہ کو محتاج کردیا اور اُن مین سے ہزارون کو نہایت مصائب کے ساتھ قید کیا۔ اُنکی عبادت گاہون کو خراب و برباد کرایا۔ اُنکی عورتون کی ننگ و ناموس کو خاک مین ملایا۔ اُنکے گاؤن کو آگ مین جلوایا۔ بچون کو ماؤن کی چھاتیون پر قتل کرایا۔ لاکھون آدمیون کو گھر سے بے گھر کردیا۔ اور اُنکو قتل کرا کے اُنکی لاشین چیل کوون کو کھلوائین۔ اُنکے ساتھ اللہ اور رسول کی قسمین کھائین پنجتن اور قرآن کا درمیان مین واسطہ کیا۔ اور پھر دھوکا دیا اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلون کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بیرحمی کی کہ اُن بیکسون کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش مین آکر شجاع الدولہ سے انتقام لینے پر آمادہ ہوگئی اور اُن کو مٹیا میٹ کردیا۔ اور جن لوگون نے اُن کے خون سے ہاتھ رنگے تھے اُن کے گھرون مین سے یک لخت حکومت و ثروت مستاصل ہوگئی اور منتظم حقیقی نے مکافات مین ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلون کی بیکس عورتون پر زر و مال کے لیے تشدّد کیا تھا اُس سے زیادہ تشدّد اُن کی بیوی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے ہی عرصے مین ظہور مین آگیا باوجودیکہ اُن کی ریاست بنی ہوئی تھی۔

شجاع الدولہ روہیلون کا استیصال چاہتے تھے اُن کا استیصال تو نہوا خود شجاع الدولہ کی نسل کا استیصال اُنکے دوستون کے ذریعہ سے ہوگیا اور اُنکے مظلوم و شریف و باحمیّت مخالفون کی کارگاہ باقی ہے جس پر آجکل حضور پُرنور عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ۔ ناصر الملک امیر الامرا

نواب سید محمد حامد علی خان صاحب بہادر مستعد جنگ۔ جی۔سی۔آئی
جی۔سی۔ڈی او خلف نواب سید محمد مشتاق علی خان صاحب بہادر
عرش آشیان بن نواب سید محمد کلب علی خان صاحب بہادر
خلد آشیان بن نواب سید یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان
بن نواب سید محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرام گاہ بن نواب
سید غلام محمد خان صاحب بہادر بن نواب سید فیض اللہ خان صاحب
بہادر متمکن ہین۔

انگریزون کا نواب کے کارخانون پر اپنی طرف سے فوجی انتظام قائم کرنا لیکن اہل ریاست کی برافروختگی کی وجہ سے اپنی سپاہ کو ہٹا دینا

جب نواب کی وفات کی خبر مشتہر ہوئی تو کرنیل کلیس نے ایک پلٹن تلنگون
کی اپنے مترجم کپتان کانسٹوی کی ماتحتی مین دے کر نواب کے خاص دروازے پر
اور کارخانون پر نگہبانی کے لیے مقرر کر دی جب یہ خبر نواب آنجہانی کی مان
کو پہونچی تو اُنھون نے باوجود غم و الم کے اپنے آپ کو سنبھال کر محمد ایلچ خان کو
در دولت پر بُلایا اور اُس سے دریافت کیا کہ انگریزی فوج یہان کیون آئی
ہے اور اُسکو دلاسا دے کر حکم دیا کہ ابھی تمام سرداران لشکر سے کہدے کہ اپنی
اپنی سپاہ کو تیار کر لین اور آپ کرنیل کے پاس جا کر سپاہ انگریزی کے
بھیجنے کا سبب دریافت کرے اگر اُسکا خیال مخالفانہ پائے تو ابھی آصف الدولہ کو

مسند نشین کر کے انگریزون سے لڑائی شروع کردے۔ القصہ ایلچ خان کرنیل کلیس کے پاس گیا اور فوج انگریزی کو کارخانون کی حراست کے لیے بھیجنے کا سبب دریافت کیا اور بیگم کے حکم سے بیان کیا کہ نواب وزیر الممالک اور انگریزون مین جو دوستی واخلاص کا عہد وپیمان تھا کیا وہ ایسا کمزور ہے جو اتنی جلدی ٹوٹ جائے ہم تو اُسکو ایسا مضبوط خیال کرتے ہین کہ قیامت تک پائدار رہے گا اگر یہ جرأت کلکتے کے انگریزون کے حکم سے خام طمعی کے طور پر کی ہے تو کیا مضائقہ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ وزیر الممالک مرے ہین اُنکی فوج اور بیٹے زندہ ہین۔ کرنیل اس پیغام سے خوف زدہ ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اگر فوج کو نہ اُٹھائے گا تو فساد پیدا ہو جائے گا اور کلکتے سے کوئی حکم ایسے کام کا تھا نہین۔ معذرت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اِس وقت نواب وزیر کی وفات سے آشوبِ قیامت برپا تھا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ عوام یا لشکری بلوا نہ کر بیٹھین اسلیے حفاظت کی غرض سے فوج بھیجی تھی وہان وہ فرمانبردارانہ رہتی نہ مخالفانہ۔ محمد ایلچ خان نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو فوراً پلٹن کو ہٹالو ورنہ تھوڑی دیر مین ریاست کی سپاہ تیار ہو کر پہونچنے والی ہے۔ اُس وقت تک پلٹن نہ ہٹی تو لڑائی ہو جائے گی کرنیل نے اُسی وقت آدمی بھیج کر پلٹن اُٹھوا لی اور ایلچ خان نے واپس ہو کر ریاست کی چند پلٹنین تیار کرا کے حفاظت کو مقرر کردین۔

ماتم اور ماتمی جلوس

شجاع الدولہ کی وفات کے دن فیض آباد مین شور قیامت برپا تھا کوئی شخص

ایسا نہ تھا جس کی آنکھون سے آنسو نہ گرے ہون جس طرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہے یہی حال اُنکے واقعۂ جانکاہ مین گزرا تھا۔ ارکانِ سلطنت بڑی فجر تک تابوت تیار کرتے رہے۔ صبح کو علما۔ فضلا۔ سادات اور مصاحبانِ خاص شہر سے لاش لے کر دریا پر گئے اور غسل دے کر تجہیز و تکفین کی ایک صندوق مین جس پر سبز مخمل منڈھا ہوا تھا لاش کو رکھا اور بکمال تجمل و شکوہ کے ساتھ جنازہ اُٹھایا اوّل ہاتھیون پر نشان تھے بعد اسکے ماہی مراتب تھا بعد اسکے وہ ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولین اور چاندی کی عماریان تھین بعد اسکے کوتل گھوڑے تھے جن پر طلائی و نقرئی زیور و ساز و سامان پڑا ہوا تھا ان کے بعد نوبت اور روشن چوکی اور فوج کے باجے تھے بعد اسکے خدمتگارون اور چوبدارون کے غول تھے اسکے بعد چھتیس[۳۶] فرقون کے آدمی تھے کہ ہر ایک گروہ مین ہزار سے زیادہ آدمی ہونگے اسکے بعد خواجہ سرا اور خواص و مصاحب تھے انکے سر برہنہ تھے تابوت کے ساتھ نواب کے تمام رشتہ دار اور بیٹے سواے آصف الدولہ کے تھے انکے سر و پا برہنہ تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے خواجہ سراؤن کی گودون مین تھے جو سینون پر ہاتھ مارتے جاتے تھے۔ تابوت کے پیچھے پیچھے چھوٹے بڑے یورو پین تھے یہ لوگ ماتمی کپڑے پہنے تھے اور ٹوپیان سب کی بغلون مین تھین جدھر نظر پڑتی تھی سر و پا برہنہ آدمی نظر آتے تھے[له]

مرزا علی خان اور سالار جنگ ابنا ے محمد اسحٰق خان جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع عمائد کے تابوت کے ہمراہ تھے۔ ابھی مدفن تک نہ پہونچے تھے

کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوے اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بھائی کو مسند نشین کر دین پس مروّت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلون کو حکم دیا کہ جلد ہمارے ماموؤن کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لائین

دفن کا حال

شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد یہ تجویز ہوئی کہ گلاب باڑی مین باپ کی قبر کے نشان پر چند روز تک دفن رکھ کر پھر یہان سے لاش دہلی کو لیجائین اور باپ کے مقبرے مین دفن کر دین چنانچہ مرزا علی خان نے خاک سے ایک سال سے دو سال تک کا وعدہ کرکے قبر مین رکھا۔ قرآن خوانون۔ فاتحہ روشنی اور فرش کا اہتمام اُنکی بیوی کی سرکار سے جواہر علی خان خواجہ سرا کے اہتمام مین سرانجام پانے لگا اسی طرح سات برس گزر گئے اور لاش دلی نہ پہنچائی گئی جب جواہر علی خان ۱۱۹۶ھ مین قید ہوا اور بیگم کی جاگیر بیٹے نے ضبط کر لی تو بیگم کی سرکار سے مرقد کے خرچ کا اہتمام موقوف ہو گیا۔ اب شجاع الدولہ کی مان کی سرکار سے یہ خرچ چلنے لگا۔ اُن کا خواجہ سرا مطبوع علی خان حسن رضا خان سے جو آصف الدولہ کے نائب تھے قدیم سے بہت دوستی رکھتا تھا اُس نے اس قبر کے مصارف کے لیے حسن رضا خان کو خط لکھا اُنھون نے نواب آصف الدولہ کو ۱۲۰۴ھ مین ترغیب دے کر پہلی مرتبہ سات ہزار اشرفیان مقبرے کی تیاری کے لیے بھجوائین مطبوع علی خان نے ہیراج برہمن کو اس

کام کے اہتمام کے لیے اپنی طرف سے مقرر کیا چونکہ باغ چھوٹا تھا گرد و پیش کے مکان خرید کر کے عظیم الشان گنبد بنوایا بعد اسکے اور بھی کئی دفعہ آصف الدولہ کی سرکار سے روپیہ آیا یہانتک کہ سات لاکھ روپے پر نوبت پہونچ گئی دو سال کے بعد کسی نے حسن رضا خان سے ہیمراج کی چغلی کھادی کہ اس نے بہت سا روپیہ مقبرے کے مصارف مین سے مار لیا ہے اُنھون نے اپنے چیلے حسن علی کو اس کام کا مہتمم کر کے بھیجا یہ حسن علی وہ نہین ہے جو پلٹن کا افسر تھا خلاصہ یہ ہے کہ تین برس اور کئی ماہ مین یہ مقبرہ تمام و کمال مکمل ہو گیا۔ بڑی بیگم کے انتقال کے بعد اسکے مصارف کے اہتمام کو حسن رضا خان نے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور اپنے رفیق میر کلو کو یہان کا داروغہ بنا کر بھیجا اُسنے اپنی خوش سلیقگی سے آرائش و رونق دو بالا کر دی سپاہی محافظت کو نوکر رکھے گھڑیال لٹکایا۔ آصف الدولہ کی سرکار سے تین ہزار روپے سال شجاع الدولہ اور اُنکی مان کے عرسون کے لیے آتے رہے بعد اُنکے اُنکے جانشین اس رقم مین کمی کرنے لگے اور حسن رضا خان کے مرنے کے بعد دوسرے داروغہ آنے لگے۔

یہ حسن رضا خان ہر وقت نواب شجاع الدولہ کے پاس حاضر رہنے کی وجہ سے اُن سے دلی محبّت رکھتے تھے اُن کی وفات کے بعد ترک لباس کر کے اُن کے مزار پر بیٹھ گئے۔ نواب آصف الدولہ نے زبردستی اُٹھایا تاہم جب تک زندہ رہے لباس درویشی ترک نہ کیا اُسے جامۂ امیری کے تلے رکھّا۔

وسعتِ مُلک و آمدنی مُلک

تاریخ شاہیہ مین ہے کہ شجاع الدولہ کے تصرف مین منبع گنگا سے کہ ہردوار کہلاتا ہے اور میان دوآب کے مُلک الہ آباد سے جہانگیر نگر تک کہ ہاپڑ کے قریب تین منزل ادھر دلی سے ہے اور شاہ جہان پور سے بنارس تک اور اُس کے اطراف تھے سوائے بنارس کے مزروع و غیرمزروع اور بلند و پست تمام زمین ۱۴ کروڑ بیگہ پختہ مساحت کے حساب سے تھی۔

آمدنی تمام مُلک کی نادر العصر سے یون معلوم ہوتی ہے کہ جب سے فرخ آباد شریک ہو گیا تھا دو کروڑ ستر لاکھ روپے کی تھی اس مین سے تراسّی لاکھ روپے بابت چھاؤنی کے سرکار انگریزی مین جاتے تھے۔ چھاؤنی کا ذکر افضل التواریخ مین بھی آیا ہے۔ فرح بخش مین محمد فیض بخش نے چھاؤنی کی جگہ پانچ آنے لکھے ہین جو انگریزون کو محاصل ملکی سے فی روپیہ دیے جاتے تھے اور دونون کمپوون کی تنخواہ اسکے سوا پہونچائی جاتی تھی۔ ہت پرشاد نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس صوبے کی آمدنی شجاع الدولہ کے عہد مین ایک کروڑ پندرہ لاکھ روپے ہوتی تھی جب فرخ آباد بھی اس سرکار مین شامل ہو گیا تو دو کروڑ ستر لاکھ ہونے لگی جس مین سے تراسّی لاکھ روپیہ فوج کی تنخواہ کی بابت انگریزی سرکار مین دیا جاتا تھا۔

ازواج واولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزارون کو پہونچ گئی تھی - لیکن ان مین سے صاحب اولاد کم ہوئین نواب شجاع الدولہ کی شادی امۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان بن غلام علی بن مرزا حسن شوستری سے ہوئی تھی - ان بیگم کا جناب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا - نواب شجاع الدولہ کی اولاد بہت تھی ان مین سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوے باقی اور بطنون سے ہین -

صاحبزادون کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ -

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علی خان عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے -

(۳) عضد الدولہ مبارز الملک مرزا شہامت علی خان ظفر جنگ عرف مرزا جنگلی -

(۴) امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو آمیر تخلص (یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علی خان مین لکھنؤ سے بخصومت نکالے گئے عظیم آباد مین مرگئے)

(۵) نصیر الدین حیدر عرف مرزا ہاپڑ -

(۶) محمد علی خان یہ مرزا ہاپڑ کے حقیقی بھائی تھے -

(۷) رستم علی خان -

(۸) معین الدولہ مرزا عنایت علی خان۔

(۹) شمس الدین حیدر خان (یہ مرزا عنایت علی خان کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) مرزا سیف علی خان۔

(۱۱) مرزا حیدر علی خان۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خان۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خان۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علی خان کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اُترے ہر روز دربار مین چا، نوشی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تھا۔ ایک دن نواب سعادت علی خان کی فرمائش کے بموجب بہت تحفہ عطر لیگئے اُنھون نے ناپسند کیا۔ اِنھون نے بوتل کو اُن کے سامنے توڑ ڈالا اور بیباکانہ چند کلمے کہہ کر چلے آئے اور حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلائے معلےٰ کو چلے گئے زیارت کرکے بصرے مین آئے اور کانسل کے مہمان ہوے کچھ بیمار ہوے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) مرزا صفدر علی خان بڑے۔

(۱۶) مرزا صفدر علی خان چھوٹے۔

(۱۷) مرزا بندہ علی خان۔

(۱۸) مرزا صادق علی خان۔

(۱۹) مرزا بہادر علی خان بڑے۔
(۲۰) مرزا بہادر علی خان چھوٹے عرف مرزا بہادر بعض کا قول ہے کہ یہ شخص بے پالک تھا
(۲۱) غضنفر علی خان۔
(۲۲) نجابت علی خان۔
(۲۳) سراج الدین حیدر خان۔
(۲۴) مرزا حسین علی خان۔
(۲۵) مرزا شجاعت علی خان۔

ان مین سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحبزادے کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اُن کے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتین کین۔

صاحبزادیون کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدا ہوئی اور بے اولاد رہی۔
(۲) مسیتی بیگم یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے سوتیلے بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی اس کے چار بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے
(۳) جمنی بیگم یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جُجُّو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد مین جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک

بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ مین نواب سعادت علی خان کے عہد حکومت مین مرزا جعفر کے ساتھ ہوئی اور بے اولاد رہی اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔

(۵) حسینی بیگم۔

(۶) زیب النسا بیگم

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم یہ دوبارہ اپنی بہن کے انتقال کے بعد صمصام الدولہ مرزا جعفر سے بیاہی گئی جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم۔

(۱۳) آمنہ بیگم منسوب بہ نجف خان ذوالفقار الدولہ جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے۔

(۱۴) بدھو بیگم۔

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ مشہور ہے کہ اس صاحبزادی کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی اس عرصے مین نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہوگیا اور ۱۱۹۶ھ مین نجف خان

بھی مر گیا - انجم النسا واجد علی شاہ کے عہد مین کہ سنہ ۱۱۶۸ھ مطابق سنہ ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی بادشاہ خود مع شاہزادون اور امرا کے کربلاے خدا بخش مین پہونچانے آئے بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی لغلۂ عرب پر سوار ہوکر روانہ ہوئی جہاز کے صدمون کی سن پیری کے سبب سے کہ ۹۶ برس کی ہوچکی تھی متحمل نہین ہوئی - انتقال کیا جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر کے لے گیا - شاید نجف اشرف مین دفن ہوئی -

(۱۷) لطف النسا منسوب بہ اسد الدولہ رستم الملک مرزا محمد تقی خان بہادر فیل جنگ اسکے فرزند دلیر الدولہ دلاور الملک محمد علی خان بہادر فیروز جنگ تھے -

(۱۸) عزت النسا بیگم -

(۱۹) گوہر آرا بیگم -

(۲۰) چمپا بیگم

(۲۱) ہینگا بیگم -

(۲۲) کمو بیگم

(۲۳) ولایتی بیگم کلان

(۲۴) ولایتی بیگم خُرد

(۲۵) جہان آرا بیگم -

ان صاحبزادیون کے بارے مین نواب سعادت علی خان کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہون اُن سے شادی کردی جائے مگر سواے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے

شوہر کی تابعداری نہو سکے گی۔ نیک نیتی کے ساتھ مردانہ وار رہین۔ اُنکی تنخواہ فی صاحبزادی ستر روپے سکۂ رکابی فیض آباد مین تھے حسب الطلب نواب سعادت علی خان کے گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ مین آئین پیچ محلہ رہنے کو ملا جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علی خان نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی سو روپیہ ماہوار مقرر کردی۔ محمد تحسین علی خان ناظر رہا۔ ایک وقت قلّت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑین۔ شیخن دروازہ اور حسن باغ کے دروازے بند کردیے پیچ محلے مین سرکاری کوٹھی تھی بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پان پانسو روپیہ ماہوار مقرر کردی۔ اُنھون نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کردیا اور نواب سعادت علی خان کو اکثر کہتی تھین کہ جو تم ہو وہی ہم ہین۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین۔ نواب صلۂ رحمی کے خیال سے درگزر کرتے تھے۔ نواب سعادت علی خان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور جینا بیگم نواب غازی الدین حیدر پر استغاثے کے لیے لارڈ ماٹرا کے پاس بنارس تک گئین اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ نے کیون اتنی تکلیف اُٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ جاتے ہین جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا ناکام پھر آئین۔ غازی الدین حیدر نے سب کے ساٹ ساٹ سو روپے مقرر کردیے۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان مین نہایت اتحاد کی علامت ہے ایسے شخص باہم بھائی سمجھے جاتے ہین۔ کتب تواریخ مین تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ شخصون سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ بھگیلہ والی ریوان مکند پور کے دو بھائی۔[۱]

(۲) نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان[۲]

(۳) نجیب الدولہ والی نجیب آباد[۳]

(۴) مہاجی سیندھیا جو ریاست گوالیار کا بانی ہے[۴]

(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی[۵]

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ [۲] دیکھو فرح بخش مولفہ شیو پرشاد وگل رحمت ۱۲ [۳] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون ۱۲ [۴] دیکھو عماد السعادت ۱۲ [۵] دیکھو عماد السعادت ۱۲

